الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

بفضلِ رحمانی و امدادِ یزدانی کتاب مستطاب

موسومہ بہ

سیرتِ غوثِ اعظم قدس سرہ العزیز

یعنی

محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوثِ صمدانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے

جامع اور مستند حالات

مؤلفہ: مولینا ابوالبیان محمد داؤد فاروقی نقشبندی مجددی مرحوم،

ابن

حضرت مولانا نور احمد پسروری ثم امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

○

ناشر و طابع ثانی:-

مکتبہ سراجیہ خانقاہِ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف

ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان (پاکستان)

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ

بہ فضل رحمانی و امداد یزدانی کتاب مستطاب

موسومہ بہ

سیرتِ غوثِ اعظم قدس سرہ العزیز

یعنی

محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے

جامع اور مستند حالات

مؤلفہ: مولینا ابو البیان محمد داؤد فاروقی نقشبندی مجددی مرحوم،

ابن

حضرت مولانا نور احمد پسروری ثم امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر و طابع ثانی:۔

مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف

ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان (پاکستان)

سلسلہ مطبوعات نمبر ۵

نام کتاب: سیرتِ غوثِ اعظمؒ

مؤلف: مولٰینا ابوالبیان محمد داؤد فاروقی

طابع وناشر انڈیا دارالاشاعت "الفیض" امرتسر ۱۳۴۵ھ ۱۹۲۶ء

طابع وناشر پاکستان (پہلی بار) محمد سعد سراجی مرشد بابا مالک مکتبہ سراجیہ

عکسی اشاعت جدید (پاکستان) ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۷۹ عیسوی

ضخامت وسائز ۳۶۰ صفحات ۲۰×۳۰/۱۶

قیمت ــــ ــــ ــــ ــــ ــــ اٹھارہ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ سراجیہ۔ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ

موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسمٰعیل خان (پاکستان)

لاھور میں ملنے کا پتہ

میاں احمد معرفت قاری حافظ شاہ نواز صاحب خطیب جامع مسجد سیّداں والی۔ گیلانی اسٹریٹ۔ پاکستانی چوک۔ اچھرہ روڈ، اچھرہ لاہور

عرضِ ناشر

پیشِ نظر کتاب "سیرتِ غوثِ اعظم" مکتبہ سراجیہ کے سلسلہ اشاعت کی پانچویں اہم کڑی ہے۔ یہ مبارک کتاب اس برگزیدہ ہستی کے احوال و آثار کو محیط ہے جنکی روحانی عظمت کے حضور علم و عمل کی گردنیں خم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس کتاب کے مؤلف و مرتب مولانا ابوالبیان محمد داوٗد فاروقی نقشبندی مجددی علمی و تحقیقی دنیا میں جانی پہچانی شخصیت ہے۔ "کتاب ہذا سیرتِ غوثِ اعظم" و سیرتِ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ" ان کے بلند پایہ علمی و تحقیقی شاہکار ہیں۔ مولانا ابوالبیان موصوف کے والدِ بزرگوار مولانا نور احمد نقشبندی مجددی وہ عظیم ہستی ہیں جنھوں نے پہلے پہل تصوف و معرفت کی دو مشہور و معروف کتابوں "مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ" و مکتوباتِ خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ" کو متعدد خطی و مطبوعہ نسخوں میں تقابل و توازن کرکے صحیح ترین شکل میں مرتب فرمایا اور ان ہر دو کتابوں پر جامع حواشی تحریر فرماکر اسی مقصد کے لئے قائم کئے ہوئے مطبع مجددی امرتسر سے طبع و نشر فرمایا۔ دنیائے علم و تحقیق و جہانِ تصوف و معرفت

مولانا نور احمد صاحب کی اس بہترین علمی خدمت کی بدل و جاں معترف مقر ہے
الغرض ع

این خانہ ہمہ آفتاب ست

سیرتِ غوث اعظم رض آپ سے پچاس سال قبل امرت سر سے مولانا داؤد
مرحوم اور ان کے پدرِ بزرگوار مولانا نور احمد پسروری ثم امرت سری نقشبندی
مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ نگرانی حلیۂ طباعت سے آراستہ ہوئی اور اب اس کے بعد
دوسری مرتبہ مکتبہ سراجیہ کو اس دُرِ نایاب کی اشاعت و طباعت کی سعادت ارزانی ہوئی
ہے ۔ اور ہاں کیوں نہ ہو مکتبۂ سراجیہ کا تو قیام ہی روشن اور پاکیزہ ادب کے
شیوع و فروغ کیلئے ہوا ہے ۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ
الخاص :

خاکسار محمد سعد سراجی مرشد بابا

۲۲ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

فہرست مضامین سیرت غوث اعظمؒ

بعض اکابر مشائخ کا تذکرہ

فیضان غوثیہ

مناقب

۷۸۶

منقبت

محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

(از بندہ ابوالبیان محمد داؤد پسروری مصنف سیرت)

بصد ادب چل اے قلم، بنا کے فرق کو قدم
نہ دیر کر نہ رُک۔ نہ تھم، کر اُنکی منقبت رقم
مَلک بھی جنکے ہیں خدم، جو ہیں ولیِ محترم
وہ عبدِ اکمل و اتم، نبی کے ابنِ ابنِ عم

انکو صفات و خوش شیم، جلیلِ قدر و محتشم

وہ مقتدائے عارفاں، وہ پیشوائے انس و جاں
وہ رہنمائے گمرہاں، وہ چارہ سازِ بیکساں
وہ سرگروہ کاملاں، وہ تاجدارِ عاشقاں
وہ راہِ حق کے راہداں، وہ رازدانِ کن فکاں

وہ شاہبازِ لامکاں، وہ صدرِ محفلِ قدم

وہ سیدِ نکو گہر، بلند شان خجستہ فر
وہ قہرمانِ بحر و بر، امینِ سرِ مستتر
وہ نکتہ سنج باخبر، سپہرِ شرع کے قمر
وہ حق نیوش و حق نگر، نہالِ صنع کے ثمر

وہ عارفِ بزرگتر، وہ دین کے حاملِ علم

وہ افتخارِ اولیں، وہ نازگاہِ آخریں
وہ رازِ قدس کے امیں، وہ زیبِ مسندِ یقیں
جنابِ شیخ محی دین، امامِ حزبِ عارفیں
کلام انکا دلنشیں، جمالِ آیتِ مبیں

بہشت بن گئی زمیں، جہاں جہاں رکھا قدم

مزار پاک ہے جہاں، زمین ہے رشکِ آسماں
وہ روضۂ رضیۂ جناں، ورودگاہِ قدسیاں
وفورِ نور سے وہاں، ہے صبح شام سی عیاں
بحورِ فیض ہیں رواں، ملائکہ ہیں پاسباں

ہے بیگماں وہ آستاں، زمیں پہ آسماں حشم

جو مرتبہ ہے آپ کا، وہ ہے عیاں و برملا
نہیں ہے اسمیں مطلقا کچھ احتجاب و اختفا
یہ خود حضور نے کہا، ہے صاف بہجہ میں لکھا
"ہے بیگماں قدم مرا، بہ رقبۂ ہائے اولیا"

کسے ملا یہ اعتلا ہے کون ایسا محتشم

نہ ہے وقار و منزلت، نہ ہے مقام و مرتبت
شعار لطف و عاطفت، خصال جود و مکرمت
بیاں ہو کسطرح صفت، رقم ہو کیسے منقبت
سخن بلاغ و موعظت، کلام علم و معرفت

جو سینہ گنج معدلت، تو دل خزانۂ کرم

نکاتِ دین جتا گئے، رموزِ حق بتا گئے
رہ ہدیٰ دکھا گئے، حجاب جہل اٹھا گئے
وہ معرفت سکھا گئے، عجب سبق پڑھا گئے

دُوئی کو یُوں مٹا گئے، کہ متحد[1] بنا گئے

جو اُن سے فیض پا گئے وہ ہو گئے رشکِ شمیم

یہ بوا لبیانِ بینوا، ہے اِک عقیدت انتما
گناہگار و پُر خطا، اُمیدوار لُطف کا
نگاہِ دردآشنا، اِدھر بھی تیجیئے شہا
قبول ہو جو التجا، تو ہو ہر ایک عقدہ وا

جو التفات ہو ذرا، غلط ہوں دو جہاں کے غم
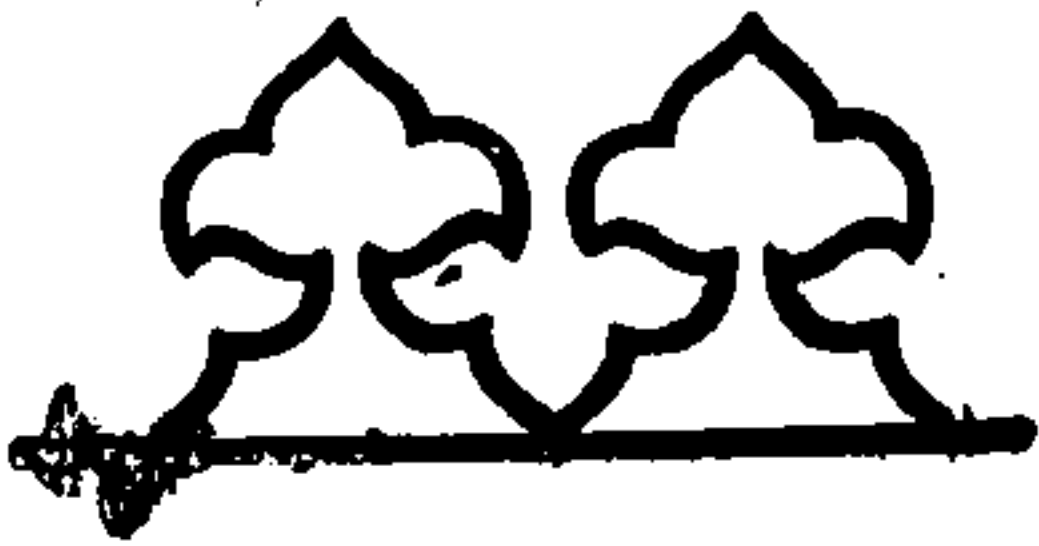
[1] یعنی حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ نے اُمت محمدیہ کے قلوب وصدور سے کینہ، بغض، حسد، عناد اور عداوتیں نکال کر ان میں اتحاد و اتفاق کی لہر دوڑا دی ۔ ۱۲ منہ رح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیرت امام ربانی کے طبع ہونے کے بعد جب اس کا غلغلہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ میں گونج اٹھا، اور عوام و خواص میں اس کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی تو میرے دل میں کسی اور پیشوائے طریقت کے حالات قلمبند کرنے کا اشتیاق مالایطاق پیدا ہوا،

چنانچہ میں نے اَبدال واَغواث اور اَقطاب واَوتادِ عالم پر نظر دوڑائی، اچانک میری نظر اس بہادر و پاکباز جماعت میں سے محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث صمدانی حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی، فوراً قلب نے تسلیم کرلیا کہ فی الحقیقت اس سراپا روحانیت، اس مجسمۂ ولایت، اس قاسم عرفان اور اس قطب عالَم کے مفصل جامع و مانع حالات اردو زبان میں آج تک قلمبند نہیں ہوئے، اور اربابِ عقیدت حلقہ بگوشان اور تشنگان ہدایت ازحد متمنی، خواہشمند اور طلبگار ہیں، کہ اس پیارے ولی کی زندگی کے پاکیزہ حالات و واقعات، اس کے اخلاق و عادات، اس کی عبادات و ریاضات اس کے شبانہ روز کے اعمال، اس کا زہد و تقویٰ، اس کا علم و عفو، اس کا عزم و ثبات، اس کا ایثار و لطف، اس کی عصمت و عفاف اور اس کی غیرت و استغناء وغیرہ معلوم کرکے

اپنے آپ کو اُس کے نقش قدم پر چلائیں، اُس کے اُسوۂ حسنہ پر عامل ہوں، اور اُس کی ہدایات کو پیش نظر رکھکر منازل سلوک طے کریں۔

یہ خیال میرے دل میں راسخ ہوگیا، اور طبیعت نے مجبور کیا، کہ کیوں نہ ایسی پاک مقدس اور مطہر ہستی کی خدمت سرانجام دیکر سعادت ابدی حاصل کی جائے، کہ جس نے سید الانبیاء کی پھیلائی ہوئی شریعت کو زندہ اور روشن کرکے آپ کی نیابت کا پورا حق ادا کیا، جس نے اپنی کارگزاری کا عملی ثبوت دیکر اپنے ہادی، اپنے راہبر، اپنے آقا، اپنے سردار، اپنے امام اپنے بادشاہ، اپنے افسر، اپنے معلم، اپنے محبوب، اپنے محسن سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی کیں، جس نے اپنی روحانی قوت، اپنی ہمت، اپنی شجاعت اپنی طاقت، اپنے زور، اپنے استقلال اور اپنے قلب کی نورانیت کو سراپردہ یثرب میں آرام فرمانے والے محبوب رب العالمین کے دین کی توسیع اور اشاعت میں صرف کردیا، جس نے راتیں اور دن بیداری میں گذار کر نخلستان محمدی کو سرسبز و شاداب کیا، جس نے اپنے ارشادات و فیوضات سے مخلوق کے قلوب کی ظلمتوں کو مبدل بنور و ضیاء کرکے اپنے آپ کو سرور کونین کا خلف سعید ثابت کیا۔

اس خیال کے راسخ ہوتے ہی میں نے اللہ کا نام لے سب اُمور کو خیرباد کہ اس بار کے اُٹھانے اور اس خدمت کو سرانجام دینے کا عزم مصمم کرلیا، چنانچہ اس مقصد کے بہم پہنچانے کے لئے میں نے مختلف ممالک اور امصار و دیار سے پچاس کے قریب عربی فارسی، اُردو نادر مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب فراہم کیں، اور متواتر کئی ماہ کی مساعی اور کوششوں کے بعد الحمد للہ آج مسرت بھرے قلب سے اپنی جانکاہ محنت کا ثمرہ خود اپنے ہاتھوں ارباب عقیدت کی نذر کر رہا ہوں، اور ساتھ ہی یہ بھی چاہتا ہوں، کہ ارباب عقیدت کے علاوہ نئی روشنی کے مسلمانوں کے قلوب بھی اس آفتاب طریقت و شریعت کی نورانی شعاؤں سے منوّر و متجلّی ہوں،

آخر میں اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں، کہ اس کے لکھتے وقت میں نے اس امر کی نہایت کوشش کی ہے، کہ کوئی صحیح واقعہ بھی تھوڑے کے لئے نظر انداز نہ ہونے پائے تحقیق و تدقیق میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، رطب و یابس، محالات، مستبعدات اور عوام الناس کے اضافوں سے کنارہ کشی کرتے ہوئے صرف صحیح صحیح واقعات ہی پیش کرنیکی کوشش کی ہے،

اب میں ایزد متعال کی درگاہ میں دست بدعا ہوں، کہ وہ اپنے محبوب کے طفیل اس کتاب کو قبول فرمالے، اور اس کے مصنف، اس کے کاتب، اس کے اعوان و انصار اس کے سامعین و ناظرین کو روحانیت قادریہ سے بہرہ مند فرماکر اپنی محبت، اپنی طاعت اپنی عبادت، اپنے قرب، اپنے دیدار، اپنے الطاف، اپنی عنایات اور اپنے انعامات بے پایاں سے نوازے، آمین یارب العالمین ۵

کیا مانگیں تیرے در سے کہ داتا ہمیں کیا دے
یارب ہمیں پھر جیسے تھے ویسا ہی بنا دے

عبدہٗ المذنب
ابوالبیان
امرتسر ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۴۴ھ

۷۸۶

نامۂ عقیدت

ایک عشق و محبّت میں سرشار پروانہ
اشتیاق و بیتابی کے ساتھ شمع
غوثیّت کی لَو پر اپنے تن من کو نثار
کرنے آیا ہے ؎

غوثِ اعظم بمنِ بے سر و ساماں مددے
قبلۂ دیں مددے ، کعبۂ ایماں مددے

ابو البیان

شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۴ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ خاتم النبیین الذی لا نبی بعدہٗ

فاتحۃ الکتاب

بہ بسم اللہ کنم آغاز مدح شاہ جیلانی
کہ بر قدش درست آید قبائے اعظم الشانی

عالمِ اسلامی میں اُمتِ محمدیہ کے اندر محبوبِ سبحانی، قطب ربانی، عارف حقانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو جو علوِ مرتبت اور امتیازی شان حاصل ہے، وہ مسلمانوں کے عقیدت مندانہ، تسلیم واعتراف کا دم بھرنے والے قلوب سے اظہر من الشمس ہے، سہ

نقش ہے ہر اک نگینِ دل پہ اسم محی دیں
لوحِ جاں پر کیا منقش ہو گیا نام آپ کا

آپ نے اپنے اندر جذب و کشش کی جو مقناطیسی تاثیریں پیدا کی ہیں، ان کا تماشا اگر دیکھنا ہو، تو اُن تن جلے عشاق اور سوختہ سامانوں کی محفل میں جا کر دیکھو جو غوثِ

اعظم کا نام ہی سنکر بیتابانہ وجد میں آکر کپڑے پھاڑنے اور رقص میں آکر شور و غوغا کرنے لگ جاتے ہیں،

ہاں ! ہاں !! نخلستانِ محمدی کے باغبانوں ، روحانیت کا دم بھرنے والے ولیوں درجات الہیئہ سے نوازے ہوئے قطبوں اور دنیا بھر کے مشہور ابدالوں کو بغور و تعمق دیکھو ، کہ اسی آستانہ پر سر جھکائے ہوئے ہیں ، سے

وَفِی الشَّرْقِ بَرْقٌ مِنْ ثُمَّا بِنْ نُوْرِہٖ ؎
وَفِی الْغَرْبِ مِنْ ذِکْرِی جَلَالَتِہٖ رَعْدٌ

پھر ذرا اور آنکھ اٹھا کر دیکھو ، کہ آسمانِ ولایت پر یہ مقدس وجود ابدال و اقطاب اوتاد و انجاب اور اصفیاء و اتقیاء کے ستاروں کے درمیان کس طرح شمسِ نصف النہار کی طرح شعائیں مار رہا ہے ، سے

برجِ شرف کے آپ ہیں اک نیر کمال
دربِ کمال فضل کے اک گوہر جمال
خورشید آسمان ولایت میں بے زوال
گلزار دین پاک کے اک تازہ نونہال

اس پیکر حق کے اگر کارناموں کو دیکھنا ہو ، تو تاریخ و سیر کی ضخیم کتابوں کو الٹ کر دیکھو ، کہ سنہری جلی حروف سے لکھے ہوئے نظر آتے ہیں ، پھر غور سے پڑھو ، کہ کتنے بھٹکے ہوؤں کو آپ نے راہ بتلائی ، کتنے شراب دنیا کے مخمور متوالوں کو آپ ہوش میں لائے ، کتنے سوئے ہوؤں کو آپ نے جگایا ، کتنے خواب غفلت کے بیخبروں کو بیدار کیا ، کتنے جہلاء کو علماء ، اور کتنے علماء کو صاحبانِ عمل بنایا ، کتنے بگڑے ہوئے قلوب کو سنوارا ، کتنے بیمارانِ قلب کا علاج کیا ، کتنے مردہ دلوں کو زندہ کیا ، کتنے مخلوق پرستوں کو توحید پرستی سکھائی ، کتنے درِ حق سے دور افتادوں کو دائرہ وحدت میں بیٹھا

کتنے نفس وشیطان کے محبوس قیدیوں کو اُن کے خونخوار پنجوں سے چھڑایا، کتنے مغالطہ کے ناپید سمندر میں ڈبکیاں کھانے والوں کو عرفان اور حقیقت کے جہاز پر سوار کر کے کنارے لگایا، کتنے زہر ہلاہل پینے والوں کو امرت کا گھونٹ پلایا، کتنے گمراہان حقیقت کو خضر راہ بن کر منزل مقصود تک پہنچایا، اور کتنے دنیا داروں کو دیندار بنایا، الغرض ؎

زندہ کر ڈالے ہزاروں مردہ دِل اک آن میں
جلوہ گر جبدم ہوئے روئے جہاں پر محی دین

اگر اس بے مثل ہستی کی مجالس کا کیف مشاہدہ کرنا ہو، تو کتابوں کے ورق کے ورق اُلٹ کر دیکھ لو، کہ کس شوق اور جذبہ کے ساتھ اس شمع پر کیا [illegible] اور کیا فقرا، کیا ضُعَفَا، اور کیا اَقْوِیا، کیا علما، اور کیا صُلَحا، کیا شعرا، اور کیا فُصَحَا، کیا مشائخ اور کیا مُریدین، کیا زاہدین وکیا عابدین، کیا وزراء اور کیا سلاطین، کیا اہل سیف وکیا اہل قلم، کیا دنیا دار وکیا دیندار سب کے سب کس طرح پروانوں کی طرح فدا ہوتے تھے، اور پھر آپ کی اک نظر کس طرح سب کو سیماب وار تڑپاتی تھی، اور پھر کتنے مے معرفت کے متوالوں اور شہدائے عشق کے جنازے اُٹھتے تھے،

الغرض اس شیدائے اسلام اور اس فدائے مذہب نے اپنی زندگی میں اللہ کی، اس کے رسول کی اور اس کے دین پاک کی وہ وہ خدمات سرانجام دیں، اور روحانیت کا وہ فیض جاری کیا، کہ آج تک تمام دنیا گواہ ہے، اور سینکڑوں تاریخی کتابیں شاہد ہیں، ؎

آسماں والوں میں شہرت تیری ہر خصلت کی ہے
اور زمین والوں میں عزت تیری ہر سیرت کی ہے

کتب سیر

آپ کے مذہبی کارناموں، آپ کی دینی خدمات، آپ کے روحانی فیوضات اور آپ کی زندگی کے مقدس حالات کے متعلق فارسی، اردو، عربی، ترکی، پنجابی وغیرہ مختلف زبانوں میں بیشمار کتابیں معرض تحریر میں آچکی ہیں، اُن میں سے چند عربی کتب جو خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں، وہ درج ذیل کی جاتی ہیں،

نام کتاب	نام مصنف	سنہ وفات	حالات
(۱) بہجۃ الاسرار	نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر اللخمی[۲] الشطنوفی	سنہ ۷۱۳ھ	یہ کتاب[۱] مصنف نے سنہ ۶۶۰ھ میں تحریر کی تھی، مصنف کو علم نحو، تفسیر اور قرأت میں خاص ملکہ اور دسترس حاصل تھی، جامع ازہر قاہرہ میں قرأت کے استاد تھے یہ مصر کے ایک شہر شطنوف میں پیدا ہوئے تھے، جو قاہرہ سے ایک دن کے فاصلہ پر ہے
(۲) قلائد الجواہر	شیخ محمد بن یحییٰ التادفی الحنبلی	سنہ ۹۶۳ھ	مصنف نے دیباچہ میں اس کتاب کی وجہ تصنیف یہ لکھی ہے، کہ کتاب التاریخ المعتبر فی

[۱] کتاب کشف الظنون ملاحظہ ہو، ۱۲ منہ رہ [illegible] حسن المحاضرہ سیوطی میں لکھا ہے، منہ رہ ۱۲

[۲] منسوب بہ قبیلۂ لخم ۱۲ منہ رہ

نام کتاب	نام مصنف	سنہ وفات	حالات
			اَنبَاءِ مَنْ غَبَرَ ہو قاضی القضاۃ مجیر الدین عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ میری نظر سے گذری ہے، اسمیں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات مختصر پاکر دیگر بہت سی کتب کی مدد سے یہ جامع کتاب لکھی،
(۳) مناقب الشیخ عبد القادر رح	قطب الدین موسیٰ بن محمد الیونینی الحنبلی	۷۲۶ھ	مصنف نے اس کتاب کیوجہ تالیف یہ بتلائی ہے کہ جب میں نے سبط ابن الجوزی کی کتاب مرآۃ الزمان فی تاریخ الاعیان کا اختصار کیا، تو اسمیں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ کے حالات بہت ہی مختصر پاکر کئی کتابوں سے اخذ کرکے یہ کتاب آپ کے مناقب میں لکھی۔[1]
(۴) انوار الناظر	ابو بکر عبد اللہ بن نصر بن حمزہ التیمی	×	مصنف مفتی عراق تھے انہوں نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ

[1] کشف الظنون ملاحظہ ہو ۱۲ منہ رح۔

نام کتاب	نام مصنف	سنہ وفات	حالات
	البکری الصدیقی البغدادی		علیہ سے تحصیل علم کے بعد خرقہ حاصل کیا تھا [لہ]
(۵) اسنی المفاخر	امام عبداللہ بن اسعد الیافعی الشافعی	۷۶۸ھ	مصنف کو حضرات مشائخ عظام اور صوفیائے کرام کے حالات سے ایک خاص دلچسپی تھی، اور خود بھی بہت ہی بزرگ، متقی، صالح اور متدین تھے،
(۶) خلاصۃ المفاخر	امام عبداللہ بن اسعد الیافعی الشافعی	۷۶۸ھ	یہ کتاب اسنی المفاخر کا عمدہ خلاصہ ہے،
(۷) درر الجواہر	سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن الملقن الشافعی،	۸۰۴ھ	اس [۲] کے مصنف فقہائے مصر میں سے تھے، ان کی بہت سی تصنیفات مشہور ہیں، مثلاً شرح بخاری، شرح عمدہ، شرح منہاج، شرح تنبیہ اشباہ ونظائر وغیرہ
(۸) روضۃ الناظر	مجد الدین ابو الطاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم الشیرازی	۸۱۷ھ	مصنف لغت کے مشہور ومعروف علماء میں سے ہیں، کتب لغت میں قاموس آپ ہی کی تصنیف ہے،

لہ بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے ۱۲ منہ رح ۲ دیکھئے کتاب حسن المحاضرہ پہلی جزو ۱۲ منہ رح

نام کتاب	نام مصنف	سنہ وفات	حالات
(۹) الروض الزاہر	ابو العباس احمد بن محمد القسطلانی	۹۲۳ھ	مواہب لدنیہ آپ ہی کی تصنیف ہے ،
(۱۰) نزہتہ الخاطر الفاتر	ملا علی بن سلطان محمد القاری الحنفی المکی	۱۰۱۴ھ	مصنف حنفی للمذہب ہیں، آپکی بہت سی تصانیف مشہور ہیں مشکوٰۃ کی سب سے بڑی شرح مرقات آپ ہی کے زور قلم کا نتیجہ ہے ،

علاوہ ازیں اور بھی بہت سی کتابوں میں آپ کے حالات ملتے ہیں ، مثلاً

(۱) زبدۃ الآثار (۲) مناقب غوثیہ (۳) اذکار الابرار (۴) اسرار المعانی (۵) ترغیب الناظر (۶) منازل الاصفیا (۷) لطائف القادریہ (۸) لطائف اللطیفہ (۹) مجمع الفضائل (۱۰) جواہر الاسرار (۱۱) منازالاولیاء (۱۲) حقیقۃ الحقائق (۱۳) اخبار الاخیار (۱۴) تاریخ علامہ ذہبی (۱۵) اعجاز غوثیہ (۱۶) غوث الاعظم (۱۷) تحفہ قادریہ (۱۸) انیس القادریہ (۱۹) گلدستہ کرامات (۲۰) حیات الحیوٰۃ (۲۱) پیارا ولی وغیرہ مگر ان سب کا ماخذ صرف مذکورہ عربی کتب ہیں

مذکورہ عربی کتب میں سب سے قبل میدان تصنیف میں جو کتاب نکلی ، وہ انوار الناظر تھی ، اس کے بعد بہجۃ الاسرار لکھی گئی ، کیونکہ صاحب بہجۃ الاسرار نے تصنیف سے قبل اس کا مطالعہ کرنا تسلیم کیا ہے[1] ، بعد کے مصنفین کی تصانیف کا سب سے بڑا ماخذ بھی بہجۃ الاسرار معلوم ہوتی ہے ،

---

[1] دیکھو بہجہ صفحہ ۱۰۹ ، ۱۲ منہ رحم

افتتاحِ حالات

اسم، کنیت، لقب اور عرف

اس مجسمۂ روحانیت، اس پیکرِ سنت اس موید باللہ، اس قاسم عرفان، اور اس آفتابِ ولایت کا نام نامی اور اسم گرامی عبدالقادر لقب محی الدین کنیت ابو محمد اور عرف غوث اعظم تھا،

مولد

اس آفتاب کا طلوع ایک چھوٹے سے زرخیز قصبہ گیلان[1] میں ہوا، مگر اس کی منوّر شعاعیں چہار دانگ عالم میں یک لخت پھیل گئیں، یہ شمیم گل بستان گیلان سے اُٹھی، مگر اس کی عطر فشانی اَقطاب و اَطراف میں مہک اُٹھی یہ ابرِ رحمت گیلان سے اُٹھا، مگر اس نے دنیا کے صدہا ریگستانوں کو سبزہ زار بنا دیا، یہ نور کی شعاع گیلان سے نمودار ہوئی، مگر اس کی ضو پاشی نے صدہا سیاہ زنگ آلود قلوب کو آناً فاناً میں روشن کر دیا،

تحقیق مولد

آپ کے گیلانی ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں، البتہ اس موضع اور قصبہ میں اختلاف ہے، جہاں آپ تولد ہوئے، شیخ شَطَنُوفی اس کا نام نِیف[2] بتلاتے ہیں، مگر امام یاقوت حموی نے بُشْتِیر[3] لکھا ہے ممکن ہے، کہ نیف اور بشتیر ایک ہی مقام کے دو نام ہوں، یا ایک مقام میں آپ کا تولد ہوا ہو، اور دوسرے میں آپ نے پرورش پائی ہو، بہر حال آپ کا گیلانی ہونا تو قطعی اور یقینی ہے،

نسب

علاوہ رُوحانی تعلق کے آپکو جسمانی حیثیت سے بھی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ

---

[1] گیلان کو جیلان بھی کہتے ہیں، دونوں طرح جائز ہے ایکہ الردفی لظاہر کے مولف نے تو اس قصبہ کا نام کیل بھی بتلایا ہے ۱۲ منہ رح

[2] بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۲ منہ رح۔ [3] دائرۃ المعارف بلبستانی ۱۲ منہ رح

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی آل میں داخل ہونے کا فخر حاصل ہے، وہ اس طرح کہ آپ کے والد ماجد سید ابو صالح موسیٰ کا سلسلۂ نسب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے اور آپ کی والدہ ماجدہ بی بی ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ کا سلسلۂ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، اور گلستانِ شہادت کے یہ دونوں نونہال سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جگر گوشہ نواسے اور آپ کی صاحبزادی سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے ہیں، اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی، کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نسباً حسنی و حسینی سید ہیں، ﷲِ دَرُّ مَنْ قَالَ ؎

شاہ حسنؓ کے اک گلِ رعنا جناب ہیں
حضرت حسینؓ کے دُرِ زیبا جناب ہیں

آپ کے دونوں نسب نامے تفصیلاً ملاحظہ ہوں،

پدری نسب نامہ | والد ماجد کی طرف سے آپ کا شجرۂ نسب یوں ہے،

سیدنا محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ بن سید ابو صالح موسیٰ[1] جنگی دوست[2] بن سید ابی عبد اللہ بن سید یحییٰ الزاہد رحمہ اللہ بن سید محمد رحمہ اللہ بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی رحمہ اللہ بن سید عبد اللہ ثانی رحمہ اللہ بن سید موسیٰ الجون[3] رحمہ اللہ بن سید عبد اللہ المحض[4] رحمہ اللہ بن سید حسن المثنیٰ[5] رحمہ اللہ بن سیدنا امیر المومنین امام حسن رضی اللہ عنہ بن سیدنا امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ

مادری نسب نامہ | والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا نسب نامہ یوں ہے

---

[1] حافظ ذہبی اور حافظ ابن رجب نے ابو صالح عبد اللہ بن جنگی دوست لکھا ہے، مگر یہ خلاف صواب ہے، صحیح وہی ہے جو اوپر درج ہو چکا ہے، ۱۲ منہ رحمہ اللہ [2] [3] جون حضرت موسیٰ کا لقب ہے، عربی میں اس کا اطلاق سیاہ سفید دونوں پر ہوتا ہے، چونکہ حضرت موسیٰ گندم گوں تھے اسلئے آپ کا یہ لقب ہو گیا تھا، ۱۲ منہ رحمہ اللہ [4] انکو سید عبد الجلل بھی کہتے تھے، ۱۲ منہ رحمہ اللہ [4] محض کے معنی خالص کے آتے ہیں، چونکہ عبد اللہ خطائی کی وجہ سے پاک تھا، اور اس کا نسب والد اور والدہ دونوں کی طرف سے خالص تھا، اسلئے اس کا یہ لقب ہو گیا تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ [5] یعنی حسن ثانی ۱۲ منہ رحمہ اللہ

سیدتنا ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ بنت سید عبداللہ الصومعی الزاہد بن سید ابو جمال[1] بن سید محمد بن سید محمود بن سید ابو العطا عبداللہ بن سید کمال الدین عیسیٰ بن سید ابو علاؤ الدین محمد الجواد بن سید علی الرضا بن سیدنا موسی الکاظم بن سیدنا امام جعفر صادق بن سیدنا امام باقر بن سیدنا امام زین العابدین بن سیدنا امیر المومنین امام حسین بن اسد اللہ الغالب امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

خاندانی حالات

آپکے نانا آپکے نانا سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ جیلان کے مشہور مشائخ اور رؤسا میں سے تھے، بڑے زاہد، متقی، مجاب الدعوات، قائم اللیل، صائم النہار، صابر، شاکر، منکسر المزاج اور صاحب کرامات ولی تھے، ضعیف و نحیف اور مُسن ہونے کے باوجود کثیر النوافل اور دائم الذکر تھے، عجم کے مشہور مشائخ سے بھی فیوض و برکات حاصل کئے ہوئے تھے،

آپ کی کرامات مشہور اور زبان زد خلائق تھیں، چنانچہ شیخ ابو عبداللہ محمد قزوینی کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ ہمارے بعض احباب تجارت کا مال لیکر ایک قافلہ کے ساتھ سمرقند کیطرف گئے، جب وہاں ایک صحرا میں پہنچے، تو بہت سے مسلح سواروں نے انہیں آگھیرا، حیرانی و استعجاب کے عالم میں انہوں نے باواز بلند شیخ عبداللہ صومعی کو پکارا، معاً پکارتے ہی کیا دیکھتے ہیں، کہ شیخ عبداللہ[2] انکے درمیان کھڑے فرما رہے ہیں سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا اللّٰہُ تَفَرَّقِیْ یعنی ہمارا پروردگار پاک و بے عیب ہے،

---

[1] ایک روایت میں ابو جمال الدین سید محمد بھی آیا ہے، اگر اس طرح صحیح ہے، تو پھر ابو جمال اور محمد دو شخص علیحدہ علیحدہ شمار نہیں ہونگے بلکہ صرف ایک ۱۲ منہ

[2] یہ شیخ علیہ الرحمۃ کی مثالی شکل تھی، اولیاء اللہ کے ابدان مثالیہ ہوتے ہیں جن سے وہ ایک ہی وقت میں سینکڑوں جگہ حاضر ہوتے ہیں ۱۲ منہ رح

یَا خَیْلُ عَنَّا — اے سوارو! ہم سے دور ہو جاؤ،

اس کا سُننا ہی تھا، کہ گھوڑے اپنے سوارو ں کو پہاڑوں کی چوٹیوں، جنگلوں اور بیابانوں کی طرف لے بھاگے اور پھر واپس نہ آ سکے، وہ سب ان کی دست برد اور غارتگری سے بالکل محفوظ و مامون رہے، اس کے بعد اُنہوں نے شیخ صاحب کی جستجو کی، مگر کہیں نظر نہ آئے، اور نہ ہی پتہ لگا، کہ کدھر تشریف لے گئے ہیں،

جب یہ لوگ جیلان واپس آئے، تو انہوں نے لوگوں سے یہ ماجرا کہہ سنایا لوگوں نے کہا، واللہ شیخ تو اس وقت یہاں موجود تھے،

الغرض اسی قسم کی ہزار ہا کرامتیں آپ کی مشہور ہیں،

آپکی پھوپھی آپ کی پھوپھی کا نام سیدہ عائشہ اور کنیت اُمّ محمدؒ تھی، بڑی پارسا، نیکبخت اور صالحہ تھیں،

ایک دفعہ جیلان میں بارش نہ ہونے کیوجہ سے سخت قحط سالی واقع ہوئی لوگوں نے ہر چند دعائیں مانگیں، نماز استسقا بھی پڑھی، مگر بارش بالکل نہ ہوئی، آخر تنگ آکر لوگوں نے آپکی پھوپھی صاحبہ سے دعائے استسقا کی درخواست کی، یہ سنکر آپ گھر کے صحن میں گئیں، اور زمین کو جھاڑو دیا، پھر بارگاہِ ایزدی میں یوں عرض کی، کہ اے میرے مولا! جھاڑو تو میں نے دیدیا ہے، چھڑکاؤ تو کر دے، یہ کہنا ہی تھا، کہ آسمان سے موسلا دھار مینہ برسنا شروع ہو گیا، آناً فاناً میں اتنا پانی جمع ہو گیا، کہ لوگ سیلاب باراں کو چیرتے بمشکل گھروں میں پہنچے،

آپ کی وفات بھی جیلان میں ہوئی،

آپکے والد ماجد مشہور ہے، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد سیّد ابو صالحؒ کو جنگ سے بہت اُنس تھا، جبھی آپ کا لقب بھی جنگی دوست ہو گیا تھا،

جنگی دوست فارسی لفظ ہے، جس کے معنے جنگ سے اُنس رکھنے والا ہیں
آپ اپنے زمانہ کے بلند مرتبہ متقی و پرہیزگار اور رموز و حقیقت سے واقفکار لوگوں
میں سے تھے،

کہتے ہیں، کہ ریاضات و مجاہدات کے دوران میں ایک دفعہ آپ کو تیسرا فاقہ تھا،
آپ دریا کے کنارہ پر بیٹھے تھے، کہ دریا میں ایک سیب بہتا ہوا آپکو دکھائی دیا، جسے آپ
نے پکڑ کر تناول فرمالیا، بعد میں آپکے دل میں یہ خطرہ گذرا، کہ نہ معلوم یہ سیب کس کا
ہے؟ اور میرے لئے اس کا کھالینا کیونکر حلال ہو سکتا ہے؟

یہ خیال پیدا ہوتے ہی آپ اپنا قصور معاف کرانے کے لئے مالک سیب کی
جستجو میں دریا کے کنارے کنارے چلے،

غرض اس دریا کے کنارے کئی روز کے متواتر سفر کے بعد آپ کو آب رواں
کے قریب ایک نہایت عظیم الشان عمارت ملی، جس میں ایک بہت وسیع باغ تھا،
اس باغ میں سیب کا ایک بہت بڑا درخت بھی نظر آیا، جس کی شاخیں میوہ سے لدی
ہوئی سطح آب پر پھیلی ہوئی تھیں، ان شاخوں سے پختہ سیب ٹوٹ ٹوٹ کر پانی
میں گر رہے تھے،

آپ کو یقین ہوگیا، کہ جو سیب آپنے تناول فرمایا تھا، وہ اسی درخت کا ہے، چنانچہ
آپنے مالک باغ کے متعلق دریافت کیا، تحقیقات کے بعد معلوم ہوا، کہ اس باغ و محل کے
مالک حضرت سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ اُنکی خدمت میں حاضر ہوئے، اور
سارا ماجرا عرض کر کے معافی کی درخواست کی

حضرت عبداللہؒ تاڑ گئے، کہ یہ شخص بندگان خدا میں سے ہے، فرمایا، بارہ برس
ہماری خدمت میں رہو، تب وہ معاف ہوگا، آپنے بسر و چشم منظور فرمایا، بارہ سال کی مدت
ختم ہوئی، تو حضرت عبداللہ صومعیؒ نے فرمایا، کہ ایک خدمت اور ہے، اُسے بھی انجام دے

لو، تب عیب معاف کروں گا، وہ یہ کہ میری ایک لڑکی ہے اسمیں چار عیب ہیں، آنکھوں سے اندھی ہے، کانوں سے بہری ہے، ہاتھوں سے لنجی ہے، اور پاؤں سے لنگڑی ہے، اُس عاجزہ کو نکاح میں قبول کرو، اور بعد نکاح دو سال اور ہماری خدمت میں رہو، تاکہ اس نکاح کا نتیجہ میں ایک فرزند کی صورت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں، اسکے بعد جہاں جی چاہے، چلے جانا، آپ نے اسے بھی قبول فرمایا،

جب نکاح کے بعد صاحبزادی کا سامنا ہوا، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ اس کے تمام اعضاء صحیح و سالم ہیں، اور اُس کے حُسن و جمال کے آگے چودہویں رات کا چاند بھی شرماتا ہے، آپنے اس کو خلاف حلیہ پاکر تمام شب اُس سے کنارہ کشی اختیار کی، دوسرے دن صبح کو حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے فراست سے سارا حال دریافت فرماکر ابو صالح کو کہا، کہ میں نے اپنی لڑکی کی جو صفات تم سے بیان کی تھیں، وہ سب من و عن صحیح ہیں، نامحرم کے لئے اُس کی آنکھیں اندھی ہیں، غیر حق بات سُننے کے لئے اُسکے کان بہرے ہیں، مَس نامحرم کے لئے اُس کے ہاتھ لُنجے ہیں، اور تمہارے حکم کے خلاف قدم اُٹھانے کیلئے اُسکے پاؤں لنگڑے ہیں،

اس توجیہ کو سُنکر حضرت ابی صالح کے قلب میں اپنی بیوی کی بڑی قدر و منزلت ہوئی اور دونوں بخوشی رہنے سہنے لگے،

حضرت ابو صالح ابتدا سے لیکر اوسط عمر تک بالکل لاولد رہے، آخر عمر میں آکر اولاد پیدا ہوئی،

آپ کی والدہ ماجدہ

آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیت اُمّ الخیر، اور لقب اَمۃُ الجبّار اور نام فاطمہ تھا، سیدنا عبداللہ صومعی کی دختر تھیں، ساٹھ سال کی عمر میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کے بطن سے تولّد ہوئے،

بشارات ولادت

چمنستان اسلامی کی بلبلوں میں اس گل کے کھلنے کا قبل ہی سے شور و غوغا مچ گیا ہوا تھا، افق عالم پر کرنیں چمکنے سے پہلے ہی اس آفتاب ولایت کے طلوع ہونے کا شہرہ ہوگیا ہوا تھا، سینکڑوں بیماران قلب اس روحانی طبیب اور اس مسیحا کی آمد کی خبر سنکر اپنے بیقرار دلوں کو تسکین دے رہے تھے، لاکھوں پروانے اس شمع کے روشن ہونے کی اطلاع پاکر اس پر فدا ہونے اور مر مٹنے کے لئے تیار تھے،

اس مظہر روحانیت اور اس عارف اعظم کے ظہور کے متعلق جن جن اولیائے کرام نے جو جو بشارات دی تھیں، وہ درج ذیل کی جاتی ہیں،

حضرت خلیل بلخیؒ کی بشارت

سید ابن ادریسؒ کا بیان ہے، کہ حضرت شیخ خلیل بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کشف کی بنا پر سیدنا غوث اعظم کے ظہور سے قبل سالکین کو بشارت[1] دی تھی، کہ ہجری پانچویں صدی کے آخر میں محی الدین لقب اللہ کا ایک برگزیدہ بندہ عراق میں ظاہر ہوگا، جو اپنے وقت کا غوث ہوگا، اوتاد و انجاب اور اولیاء و اقطاب کا صدر نشین ہوگا، مخلوق الہٰی اس کی اقتدا کریگی، اس کا تصرف حیات کی مانند وفات کے بعد بھی جاری رہے گا،

حضرت شیخ ابو عبد اللہ علیؒ کا کشف

امام یعقوب ہمدانیؒ بیان کرتے ہیں، کہ میرے شیخ نے ایک دفعہ فرمایا، کہ مجھے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے چند سال پیشتر شیخ المشائخ ابو عبد اللہ علیؒ نے فرمایا[2] تھا، کہ عنقریب زمین عراق میں ایک

---

[1] ملاحظہ ہو کتاب بہجۃ الاسرار و اذکار الابرار ۱۲ منہ رح [2] اسرار المعانی ۱۲ منہ رح

بزرگ ظاہر ہونگے، ان کا نام عبدالقادر ہوگا، وہ تمام اولیاء اللہ کے سرتاج ہونگے،

حضرت شیخ ابوبکر حرارؒ کا فرمان

شیخ ابو محمد بطائحیؒ کہتے ہیں، کہ حضرت غوث الثقلینؒ کی ولادت سے پہلے حضرت شیخ ابوبکر حرار رحمۃ اللہ علیہ نے ماہ رمضان المبارک ۴۴۲ھ ہجری میں ایک مجلس کے درمیان فرمایا[1]، کہ لوگو! عنقریب عراق میں ایک ولی اللہ پیدا ہوگا، جس کا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا، وہ بامر الٰہی فرمائیگا، کہ

قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ — یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے،

حضرت شیخ ابوبکر بن ہوار بطائحیؒ کا ارشاد

شیخ ابو محمد شنبکی کا بیان ہے، کہ میں نے سیدنا شیخ ابوبکر[2] بن ہوار بطائحی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سُنا تھا، کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہیں،

(۱) معروف کرخیؒ (۲) احمد بن حنبلؒ (۳) بشر حافیؒ (۴) منصور بن عمارؒ (۵) جنیدؒ (۶) سَری (۷) سہل بن عبداللہ تستریؒ (۸) عبدالقادر جیلانیؒ

میں نے آپ سے دریافت کیا، کہ حضور! عبدالقادر جیلانی کون ہیں؟ آپ نے فرمایا عجمی شریف ہیں، جن کا مسکن بغداد اور ظہور پانچویں صدی میں ہوگا، وہ اپنے زمانہ کے اقطاب کے سردار ہوں گے،

---

[1] یہ روایت اذکار الابرار میں موجود ہے ۱۲ منہ رح [2] یہ واقعہ مصنف بہجۃ الاسرار نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے ۱۲ منہ رح

[2] شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کُردوں کے قبیلہ ہکاریین میں سے تھے، بصرہ و واسط کے مابین علاقہ بطائح میں رہتے تھے، وہیں آپ کا مزار مبارک بھی ہے، ۱۲ منہ رح

حضرت شیخ منصورؒ بطائحی کا فرمان

شیخ منصور بطائحی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن بیٹھے بیٹھے اپنی مجلس میں فرمایا[1]، کہ عنقریب ایک شخص عبد القادر نام ظاہر ہوگا، اس کا مرتبہ دنیا میں بلند ہوگا، اس کی وفات اس حال میں ہوگی، کہ وہ روئے زمین پر اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوگا، اگر کوئی تم میں سے اسوقت تک زندہ رہے، تو حرمت کو ملحوظ رکھکر اس کی تعظیم کرنا،

حضرت شیخ ابو احمد عبد اللہؒ کا کشف

شیخ ابو احمد عبد اللہ بن احمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۶۶ھ ہجری میں کوہ حرد پر بیٹھے بیٹھے فرمایا[2]، کہ سرزمین عجم میں عنقریب ایک لڑکا پیدا ہوگا، جو کثرت کرامات کے سبب تمام عالم میں مشہور ہوگا، تمام اولیاء اللہ میں اس کو قبولیت عامہ و تامہ ہوگی، وہ کہیگا، کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے،

حضرت شیخ عقیلؒ منبجی کی بشارت

حضرت شیخ عقیل منبجی[3] رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا، کہ اس وقت کا قطب کون ہے؟ تو آپنے فرمایا[4]، کہ عنقریب عراق سے ایک عجمی جوان ظاہر ہوگا، جو بغداد میں لوگوں کو وعظ کریگا، وہ کہیگا، کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے، اولیاء اللہ اپنی گردنیں اس کے آگے جھکا دیں گے، اگر میں اس کے

---

[1] آپ عراق کے اکابر مشائخ میں سے تھے، صاحب کرامات تھے، آپ کی بزرگی بچپن ہی سے مشہور تھی ۱۲ منہ رح [2] ملاحظہ ہو بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۲ منہ رح [3] یہ واقعہ بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے، ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲ منہ رح [4] آپ ملک شام کے مشائخ سے تھے مقام منبج میں جو حلب سے دس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے، پچاس سال رہے، اور وہیں انتقال فرمایا، آپکو طیار بھی کہتے ہیں، کیونکہ جب آپنے منبج سے بلاد مشرق کو جانیکا ارادہ کیا، تو اسکے مینارہ پر چڑھکر لوگونکو پکارا، وہ آپکی طرف آئے تو آپ ہوا میں اڑے، آپکو عوام بھی کہتے ہیں، کیونکہ ایکدفعہ دریائے فرات کو آپنے اپنے سجادہ پر بیٹھکر عبور کیا تھا، دیکھئے بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۲۹ منہ رح

زمانہ میں ہوتا، تو اپنا سر اس کے آگے جھکا دیتا، جو اس کی کرامت کی تصدیق کرے گا، اس کو اللہ تعالیٰ نفع دیگا

سیدالمشائخ جنیدبغدادیؒ کا مکاشفہ

شیخ موسیٰ سہروردیؒ مکاشفات اولیا میں فرماتے ہیں، کہ ایک مرتبہ جمعہ کے روز حضرت سیدالمشائخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حالت مکاشفہ میں تھے کہ آپنے فرمایا[1]

قَدَمُهٗ عَلٰی رَقَبَتِیْ، قَدَمُهٗ یعنی ان کا قدم میری گردن پر، ان کا قدم

عَلٰی رَقَبَتِیْ میری گردن،

پھر سر جھکا لیا، جب حالت استغراق سے فارغ ہوئے، تو خدام نے اس کی حقیقت دریافت کی، فرمایا، کہ حالت مکاشفہ میں مجھ پر ظاہر ہوا ہے، کہ پانچویں صدی کے آخر میں ایک بزرگ پیدا ہونگے، جنکا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا، انکا مولد گیلان ہوگا، اور مسکن بغداد، وہ بامر الٰہی کہیں گے، کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ

اس مکاشفہ پر مجھکو خیال ہوا، کہ کیوں نہ اُس عارف اعظم کا قدم میری گردن پر بھی ہو، چنانچہ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی بے اختیار میری زبان سے یہ الفاظ نکل گئے کہ

قَدَمُهٗ[2] عَلٰی رَقَبَتِیْ

تفویض سجادہ

حضرت شیخ ابو محمد بطاحیؒ فرماتے ہیں، کہ حضرت امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے وفات کے وقت اپنا سجادہ ایک معتمد بزرگ کے حوالے کر کے وصیت[3] فرمائی تھی، کہ ہجری پانچویں صدی کے آخر

---

[1] ملاحظہ ہو "ترغیب الناظر" اور "منازل الاصفیا" ۱۲ منہ رح [2] یعنی ان کا قدم میری گردن پر ۱۲ منہ رح [3] مخزن القادریہ میں بھی یہ واقعہ لکھا ہے ۱۲ منہ رح

ہیں ایک بزرگ سید عبد القادر نام پیدا ہونگے، یہ سجادہ ان کے لئے ہے، ان کے ظہور تک ایک دوسرے سے منتقل ہوتا ہوا ان کے پاس پہنچنا چاہیئے،
چنانچہ وہ سجادہ حضرت غوثیت مآب کے ظہور تک امانتاً منتقل ہوتا رہا، آخر ماہ شوال ۴۹۷ھ ہجری میں ایک عارف نے حضرت کی خدمت میں پیش کیا،
علاوہ ازیں اور بھی بہت سے اولیاء اللہ نے آپ کے ظہور کے متعلق بشارات دی تھیں، خوف طوالت سے انکو نظر انداز کیا جاتا ہے،

ولادت

کسی مست کے آنے کی آرزو ہے
کہ ساقی لئے ساغر مشک و بو ہے

آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر ساٹھ برس کی تھی، کہ آپ پشت پدر سے رحم مادر میں داخل ہوئے، اطبا کے نزدیک اس عمر میں اولاد کا ہونا محال اور غیر ممکن ہے، لیکن یہ بھی آپ کی کرامت تھی، کہ رب العزت جل مجدہ نے اپنی قدرت کاملہ سے ناممکن کو ممکن کر دکھایا،
آخر مدت حمل کی میعاد گذرنے کے بعد وہ مبارک مقدس اور مسعود دن بھی آگیا، جسکے لئے فضائے روحانی بے چین و بے قرار تھی، یہ وہی مولود تھا، جس کا خیر مقدم کرنے کے لئے عزم و ثبات، توکل و رضا، طاعت و عبادت، صبر و قناعت اور تواضع و انکساری پریشان و مضطرب تھی، اور انتظار میں بے اختیار پکار رہی تھی کہ ؎

وعدہ کیا تھا یار نے آنے کا دن ڈھلے
سورج خدا کے واسطے ہو جا تلے تلے

آج کی شب وہی شب جاں نواز تھی، جبکہ تمام روحانی دنیا میں سرسبزی و شادابی کا اعلان عام ہو گیا تھا، یہ ساعت وہی ساعت ہمایوں تھی، جبکہ سعادتوں، ریاضتوں،

عبادتوں اور قناعتوں کا افتتاح ہو گیا تھا، یہ وقت وہی مبارک و مسعود وقت تھا جب کہ آتشکدہ کفر، و آذرکدہ کفر ہی سرد ہو کر رہ گئے تھے، ؎

آنے والا ہے چمن میں اے صبا لکِ سُستِ ناز

ہر کلی پینا نے، ہر پھول پیاسا نہ رہے

تاریخ ولادت

یعنی سنہ ۴۷۱ہجری[1] یکم رمضان المبارک کو بوقت شب آپ حُسنِ یوسف، اخلاقِ محمدیؐ، صدقِ صدیق اکبرؓ، عدل عمرؓ، حلم عثمانؓ اور شجاعتِ حیدری کے ساتھ عالَمِ قدس سے عالَمِ امکان میں تشریف فرما ہوئے ؎

غوثِ دین بحرِ کرامت کے گہر پیدا ہوئے
واہ کیا چرخِ نبوت پر قمر پیدا ہوئے

ہیں ثناخواں جن کے سارے وحش و طیر انس و جاں
کیا ہی ذیشاں یہ شہِ جن و بشر پیدا ہوئے

حسنِ یوسف، خلقِ احمد اور شجاعت حیدری
وصف تھے جتنے سُو اُنہیں سر بسر پیدا ہوئے

تھے شہِ مرداں علی المرتضیٰ شیرِ خدا
غوث اعظم محیِ دین جن کے پسر پیدا ہوئے

لوگوں نے آپ کی **ولادت**، **عمر** اور **وفات** کی بہت سی تاریخیں لکھی ہیں، مگر ایک شخص نے تو کمال ہی کر دیا ہے، آپ کی یہ تینوں تاریخیں ایک ہی شعر میں قلمبند کر دی ہیں۔ اس نے تاریخ ولادت **عاشق**، تاریخ وفات **معشوق الٰہی** اور تاریخ عمر **کامل** لکھی ہیں، چنانچہ شعر ملاحظہ ہو ؎

---

[1] بعض روایتوں میں سنہ ۴۷۰ہجری بھی آیا ہے، واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ رح

جنابِ غوثِ اعظم قطبِ عالم
کہ نورش تافت از مہ تا بماہی
بنینش کامل و عاشق تو لد
وفاتش داں زمعشوقِ الٰہی

ایک اور شاعر نے آپ کی تاریخِ ولادت وفات یوں لکھی ہے، سہ

شاہِ شاہاں شیخ عبد القادر است
دلنشیں و دلربا و دلبر است
سید عالی نسب در اولیا است
نورِ چشم مصطفٰے و مرتضٰے است
سالِ مولودش ز اوجِ کبریا
گفت ہاتف زیبِ تاجِ اولیاء
عقل بسالِ نقلِ آں عالی شیم
صاحبِ فردوسِ اعلٰی زد رقم

ایک اور شاعر نے آپ کی تاریخ ولادت یوں کہی ہے سہ

بادشاہے کہ اولیاء اللہ
زیر پائش نہاد جملہ رقاب
زاں ولی مالک الرقاب آمد
سالِ تاریخ مولدش بہ حساب

واقعاتِ اثنائے ولادت

آپ کی ولادت کے وقت بہت سے واقعات ظہور میں آئے،

پہلا واقعہ[1] چنانچہ پہلا واقعہ ولادت کی شب کو پیش آیا، کہ آپ کے والد جد ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام واولیائے عظام تشریف لائے ہیں، اور فرمارہے ہیں کہ

یَا اَبَا صَالِحٍ اَعْطَاکَ اللہُ تَعَالٰی	اے ابو صالح! تجھکو اللہ تعالٰے نے فرزند
اِبْنًا صَالِحًا وَھُوَ وَلَدِیْ وَمَحْبُوْبِیْ	صالح عطا فرمایا ہے، وہ بمنزلہ میرے بیٹے
وَمَحْبُوْبُ اللہِ تَعَالٰی سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی	کے ہے، میرا اور اللہ عزّوجلّ کا محبوب ہے
شَانُہٗ وَسَیَکُوْنُ لَہٗ شَانٌ عَالٍ	اولیاء و اقطاب میں اس کا مرتبہ
فِی الْاَوْلِیَآءِ وَالْاَقْطَابِ	عالی ہے۔ ؎

شہرہ کسی کے حسن کا نزدیک و دور تھا
روحِ رواں یہاں تو وہاں اشکِ حور تھا

دوسرا واقعہ[2] دوسرا واقعہ حقیقت میں حیرت انگیز ہے، وہ یہ کہ آپ کی ولادت کی شب تمام صوبہ گیلان میں ایک لڑکی بھی پیدا نہیں ہوئی، سب کے سب لڑکے ہی تولد ہوئے، جن کی تعداد ایک ہزار ایک سو کے قریب تھی،

پھر لطف یہ کہ جتنے لڑکے اس شب پیدا ہوئے، سب کے سب ولی کامل نکلے، یہ بھی آپ کی ولادت کی یمن و برکت تھی،

واقعات بعد ولادت

علاوہ ازیں ولادت کے بعد بھی بہت سے حیران کن، عجیب وغریب حیرت انگیز واقعات پیش آئے،

---

[1] ملاحظہ ہو کتاب "مناقب غوثیہ" اور "ترغیب الناظر"، صفحہ ۲۔ [2] مناقب غوثیہ، صفحہ ۷

پہلا واقعہ چنانچہ ولادت کے بعد سب سے پہلا واقعہ[1] یہ پیش آیا، جیسا کہ آپ کی والدہ فرماتی ہیں، کہ جب میرے ہاں عبدالقادر پیدا ہوئے تو رمضان المبارک شروع تھا، اِس ماہ مقدس میں یہ میری چھاتی سے کبھی دن کے وقت دودھ نہیں پیتے تھے،

اتفاقاً ایک دفعہ بادل کے سبب ہلال رمضان میں شبہ پڑ گیا، قرب وجوار کے چند آدمیوں نے مجھ سے دریافت کیا، کہ سیدہ! کیا تم کو رویت ہلال کی کوئی صحیح اطلاع ملی ہے، میں نے کہا، کہ آج میرے عبدالقادر نے دن کو دودھ نہیں پیا ہے، اس لئے میں سمجھتی ہوں، کہ آج رمضان شریف کی پہلی تاریخ ہے،

کچھ عرصہ کے بعد معتبر شہادتوں سے تصدیق ہوگئی، کہ ہلال رمضان نظر آگیا ہے پھر تو یہ بات شہر کے اطراف واکناف میں مشہور ہوگئی، کہ سادات شرق میں ایک مبارک بچہ پیدا ہوا ہے، جو رمضان میں دن کو دودھ نہیں پیتا،

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شعر میں اس واقعہ کیطرف اشارہ کیا ہے ؎

بِدَایَۃُ اَمْرِیْ ذِکْرُہٗ مَلَاءَ الْفَضَا
وَصَوْمِیْ فِیْ مَہْدِیْ بِہٖ کَانَ

یعنی میرے ابتدائی حالات کے ذکر سے تمام عالم پُر ہے، اور میرا گھوارہ میں روزہ رکھنا مشہور ہے،

تعلیم وتربیت

ابھی آپنے ہوش نہیں سنبھالا تھا، کہ اچانک آپکے والد ماجد اس دار فانی کو خیرباد

---

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ ۹ اذکار الابرار صفحہ ۳۳ وترغیب الناظر صفحہ ۱۸ ملاحظہ ہو ۱۲ منہ دا

کرکہکر دار ابدی کی جانب کوچ کر گئے، اور آپ سایہ عاطفت پدری سے بالکل محروم رہ گئے، چونکہ اسوقت آپکے نانا حضرت سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے، اس لئے انہوں نے آپ کو اپنے کنار عاطفت میں لے لیا،

آپ بچوں کے ساتھ بالکل نہ کھیلا کرتے تھے، چنانچہ فرماتے ہیں[1]، کہ جب میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کا قصد کرتا، تو غیب سے ایک قائل کو یہ کہتے ہوئے سنتا اِلَیَّ یَا مُبَارَكُ اے خدا کے برکت دیئے ہوئے میری طرف آ[2]، میں نے تجھے اپنے لئے پیدا کیا ہے، لہو ولعب کے لئے نہیں پیدا کیا، ؎

چند سوئے دگراں مے روی اے راحت جاں　　سوئے من آکہ ترا یار وفادار منم

میں یہ آواز سنکر ڈر جاتا، اور بھاگ کر اپنی ماں کی گود میں جا بیٹھتا

آغاز تعلیم | یہ تو صحیح طور پر معلوم نہیں، کہ آپ کی تعلیم کا آغاز کب سے ہوا، مگر اتنا ضرور پتہ چلتا ہے، کہ آپ دس برس کی عمر میں اپنے شہر کے مکتب کے اندر پڑھنے جایا کرتے تھے، کیونکہ جب آپ سے دریافت کیا گیا، کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا علم کب ہوا، تو آپ نے فرمایا[3]، کہ جب میں دس برس کا تھا تو اپنے شہر کے مکتب میں پڑھنے جایا کرتا تھا، راستہ میں ملائکہ میرے پیچھے پیچھے چلتے دکھائی دیتے تھے، جب میں مدرسے پہنچتا، تو ان کو بار بار یہ کہتے ہوئے سنتا، کہ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو، اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو،

سفر بغداد | جب آپکی عمر اٹھارہ برس کی ہوئی، تو آپ نے تحصیل کے لئے بغداد کا عزم مصمم کیا، اس کی وجہ آپ نے[4] خود یوں بیان فرمائی ہے، کہ

---

[1] اخبار الاخیار ۱۲ منہ رح [2] بہجۃ الاسرار اور قلائد الجواہر ملاحظہ ہو ۱۲ منہ رح [3] مصنف بہجۃ الاسرار نے لکھا ہے، کہ یہ سب واقعہ ابو عبداللہ محمد بن قائد اوانی نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا تھا، اور انہی نے آپ سے یہ روایت کی ہے ۱۲ منہ رح

اوائل ریعان میں ایک دفعہ میں عرفہ کے دن شہر سے باہر نکلا، اتفاقاً راستہ میں کسی زمیندار کا بیل چلا جاتا تھا، میں اس کے پیچھے پیچھے ہولیا، بیل نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور مجھے مخاطب کرکے کہنے لگا،[1] کہ ؎

مَا لِهٰذَا خُلِقْتَ وَلَا بِهٰذَا أُمِرْتَ (اے عبدالقادر) تو اس واسطے پیدا نہیں کیا گیا، اور نہ ہی تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے،

یہ سنکر میرے دل میں محبت الٰہی کے جذبہ اور ذوق وشوق نے جوش مارا، سیدھا گھر کو گیا، اور والدہ ماجدہ کی خدمت میں جاکر عرض کیا، کہ اگر اجازت ہو، تو تحصیل علوم شریعت وطریقت کیلئے بغداد جاؤں، اور بیل کا ماجرا بھی کہ سنایا،

محترمہ یہ سنکر اٹھیں، اور اَسّی دینار جو میرے والد بزرگوار کے ترکہ سے انہیں ملے تھے، میرے پاس لائیں، میں نے اس میں سے چالیس اپنے بھائی کے لئے چھوڑ دیئے، باقی چالیس ماں نے بغل کے نیچے میری گڈری میں سی دیئے، پھر دعاء فرمائی،

پھر مجھ سے کہا کہ اے عبدالقادر! میں تمکو نصیحت کرتا ہوں، کہ ہمیشہ سچ بولنا، اور جھوٹ بات کبھی بھی منہ سے نہ نکالنا، اس کے بعد مجھے رخصت کرنیکے لئے باہر آئیں، اور ایک سرد سانس کھینچکر کہا، کہ بیٹا! میں تجھکو اپنے اللہ کے سپرد کرتی ہوں، وہی تیرا حافظ ونگہبان ہے،

بسفر رفتنت مبارکباد   بسلامت روی باز آئی

والدہ سے رخصت ہوکر میں بغداد جانے والے ایک قافلہ کے ساتھ ہولیا، جب ہمدان سے قافلہ آگے بڑھا، تو اچانک ساٹھ قزاق ہم پر ٹوٹ پڑے، اور قافلہ کے تمام

---

[1] کثرت کے ساتھ احادیث سے وحوش وطیور، چرندوپرند اور نباتات وجمادات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنا ثابت ہے، یہ بات بھی اولیاء اللہ کی کرامات میں داخل ہے ۱۲ منہ رح

مال واسباب کو لوٹ لیا، مگر مجھ سے کسی نے تعرض نہ کیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک قزاق مجھے دیکھکر واپس لوٹا، اور کہنے لگا، کیوں تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ میں نے سچ سچ کہدیا، کہ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں، وہ اس بات کو ہنسی سمجھکر چلا گیا، پھر ایک دوسرے قزاق نے دریافت کیا، اس سے بھی میں نے سچ سچ کہدیا، وہ بھی تمسخر سمجھکر چلا گیا، جب وہ دونوں اپنے سردار کے پاس گئے، تو یہ سب ماجری اسے کہہ سنایا اس نے کہا، کہ اچھا! اُسے میرے پاس پکڑ لاؤ، وہ دونوں بھاگے بھاگے آئے، اور مجھے اس کے پاس پکڑ کر لیگئے، کیا دیکھتا ہوں، کہ وہ ٹیلے پر بیٹھے آپس میں مال تقسیم کر رہے ہیں، آتے ہی اُس سردار نے مجھ سے پوچھا، کہ سچ بتلا، تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا، چالیس دینار، اُس نے کہا، کہاں ہیں؟ میں نے کہا، بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں، اُس نے گدڑی کو اُدھیڑ کر دیکھا، تو اس میں سے چالیس دینار برآمد ہوئے،

یہ دیکھکر سردار نے حیرانی واستعجاب سے کہا، کہ اے لڑکے! تم جانتے ہو، کہ ہم قزاق ہیں، جو مال ملتا ہے، اُسے لوٹ لیتے ہیں، پھر تم نے ہم لٹیروں کا خوف کر کے اس دیناروں کے بھید کو مخفی کیوں نہ رکھا؟ میں نے کہا، کہ میری والدہ نے چلتے وقت مجھے نصیحت کی تھی، کہ بیٹا! ہمیشہ سچ بولنا، کبھی جھوٹ کے پاس تک بھی نہ پھٹکنا، میں کیونکر والدہ کی نصیحت کو چھوڑ کر چالیس دیناروں کی خاطر جھوٹ بولتا،

یہ سُنکر وہ سردار اسقدر متأثر ہوا، کہ اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو ٹپک پڑے، اور ایک حسرت بھرا سانس کھینچ کر کہا، کہ آہ! **تم نے تو اپنی ماں کا عہد نہیں توڑا، اور میں اِتنے سالوں سے اپنے رب کا عہد توڑ رہا ہوں**

یہ کہکر وہ میرے قدموں پر گر پڑا، اور میرے ہاتھ پر توبہ کی، اس کے ساتھیوں نے یہ حالت دیکھکر کہا، کہ تو رہزنی میں ہمارا پیشرو تھا، **اب توبہ میں بھی ہمارا**

پیشرو ہے،

ان سب نے میرے ہاتھ پر توبہ کی، اور قافلہ کا تمام مال واپس کر دیا، یہ پہلی دفعہ تھی کہ لوگوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی، کہتے ہیں، کہ قزاقوں کے سردار کا نام احمد بدوی تھا، لِلّٰہِ دَرُّ مَنْ قَالَ ؎

کر دیا تم نے وَلیٔ فُساق اور فُجّار کو
نُور بخشا آپنے چشمِ اولی الابصار کو
جب برس جائے کہیں ابرِ سخاوت آپکا
سبز کر دیں سر بسر شکلِ گلستاں خار کو
سینکڑوں مجرم، ہوئے ہیں محرمِ درگاہِ حق
رام کر ڈالا ہزاروں زمرۂ کفار کو

علمِ شریعت

استفادہ الغرض جب آپ چار سو میل سے زائد اور تکلیف دہ اور خطرناک سفر طے کر کے ۴۸۸ھ ہجری میں شہر بغداد میں پہنچے، تو علمائے کرام و ائمہ عظام سے استفادہ فرمانے لگے،

قرآنِ مجید تو آپنے پہلے ہی سے حفظ کر لیا ہوا تھا، اب اس کو روایت و درایت اور قرأت سے پڑھا،

علم فقہ[1] اور اصول کے اساتذہ پھر علم فقہ اور اصول کی طرف متوجہ ہوئے اور عرصہ دراز تک ابو الوفا علی بن عقیل حنبلی رح، ابو الخطاب محفوظ الکلوذانی الحنبلی، ابو الحسن محمد بن قاضی ابو یعلےٰ رح، محمد بن

---

[1] ملاحظہ ہو قلائد الجواہر اور بہجۃ الاسرار ۱۲ منہ رح

حسین بن محمد فرا، حنبلی[۲] اور قاضی ابو سعید مبارک بن علی مخرمی[۱] حنبلی رحمۃ اللہ علیہم سے پڑھتے رہے۔ مگر ان[۳] کے بعض اصولی و فروعی مسائل میں مخالف تھے،

علم حدیث کے اساتذہ[۴]

علم حدیث تو آپنے بہت سے مشائخ سے پڑھا ان میں چند ایک حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل کئے جاتے ہیں،

ابو غالب محمد بن حسن الباقلانی، ابو سعید محمد بن عبد الکریم بن خنیش، ابو الغنائم محمد بن علی بن میمون الفرسی، ابو بکر احمد بن المظفر، ابو محمد جعفر بن احمد بن الحسین القاری السراج، ابو القاسم علی بن احمد بنان الکرخی، ابو عثمان اسمٰعیل بن محمد الاصبہانی، ابو طالب عبد القادر بن محمد بن یوسف، ابو طاہر عبد الرحمٰن بن احمد، ابو البرکات ہبۃ اللہ بن المبارک، ابو العز محمد بن مختار الہاشمی، ابو نصر محمد، ابو غالب احمد، ابو عبد اللہ یحییٰ اولاد علی البناء، ابو الحسن بن المبارک المعروف بہ ابن الطیوری، ابو منصور عبد الرحمٰن القزاز، ابو البرکات طلحہ العاقولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

علم ادب کے استاد[۵]

علم ادب آپنے علامہ ابو زکریا یحییٰ بن علی التبریزی سے حاصل کیا،

علامہ تبریزی بڑے پایہ کے ادیب تھے، بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں علم ادب کے مدرس اعلیٰ تھے، بہت سی کتابوں کے مصنف تھے،[۶]

---

[۱] مخرم بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے جو مخرم ابن یزید بن شریح کی طرف منسوب ہے ۱۲ منہ رح [۲] جیسا کہ مصنف قلائد الجواہر نے لکھا ہے، ۱۲ منہ رح [۳] قلائد الجواہر ۱۲ منہ رح، [۴] قلائد الجواہر اور بہجۃ الاسرار ملاحظہ ہو، [۵] مثلاً شرح القصائد العشر تفسیر القرآن و اعراب، شرح اللمع، الکافی فی علم العروض و القوافی، شرح دیوان حماسہ، شرح دیوان متنبی، شرح دیوان ابی تمام، شرح الدریدیہ، شرح المفضلیات، تہذیب الاصلاح وغیرہ آپ ہی کی تصانیف ہیں، ۱۲ منہ رح

تحصیل علوم اور تکالیف کا سامنا

مباحات کی تلاش تحصیل علوم میں آپ کو قسم قسم کی تکالیف و مصائب طرح طرح کی آفات و بلیات اور گوناگوں صعوبتوں اور کلفتوں کا سامنا کرنا پڑا، والدہ نے چالیس دینار جو دیئے تھے، وہ تو غالباً راستہ میں ہی صرف ہو گئے تھے، بغداد پہنچتے ہی فقہ و فاقہ نے آن دبایا،

چنانچہ آپ فرماتے ہیں[1]، کہ پہلے پہل جب میں بغداد گیا، تو وہاں بیس روز تک مجھے نہ تو کوئی کھانے کی چیز ملی، اور نہ ہی کوئی مباح شے ہاتھ لگی، آخر تنگ آکر میں ایوان[2] کسریٰ کے ویرانے کیطرف نکلا، تاکہ کوئی مباح چیز دستیاب ہو، مگر جب وہاں پہنچا، تو اپنی طرح ستر اولیا، کو پیٹ کیلئے مباحات کی تلاش میں پھرتے پایا، میں نے دل میں خیال کیا، کہ ان میں مزاحم ہونا بالکل خلاف مروت ہے، اس لئے میں بغداد کی طرف لوٹ آیا،

راستہ میں مجھے اپنے وطن کا ایک شخص ملا، جس کو میں اچھی طرح پہچانتا نہ تھا، اُس نے مجھے سونے کا ایک ٹکڑا دیا، اور کہا کہ یہ تیری والدہ نے تیرے واسطے بھیجا ہے، میں اُسے لیکر فوراً ویرانے کیطرف واپس گیا، اسمیں سے تھوڑا سا اپنے واسطے رکھکر باقی سب اُن ستر ولیوں میں جو میری طرح قوت لایموت تلاش کر رہے تھے،

---

[1] ملاحظہ ہو بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۳ و قلائد الجواہر ۱۲ منہ رح

[2] یہ وہی ایوان ہے، جس کے چودہ کنگرے حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے روز متزلزل ہوکر گر پڑے تھے ۱۲ منہ رح

تقسیم کر دیا، انہوں نے مجھ سے پوچھا، یہ کہاں سے لائے ہو؟ میں نے کہا، میری والدہ نے یہ میرے لئے بھیجا ہے، میں نے یہ نامناسب سمجھا، کہ میں اپنے اس حصہ سے آپ لوگوں کو محروم رکھوں،

پھر میں بغداد لوٹ آیا، اور باقی پارۂ زر سے کھانا خریدا۔ اور فقراء کو آواز دی، چنانچہ ہم سب نے مِلکر کھایا،

ضبطِ جوع شیخ عبداللہ سلمیؒ کا بیان ہے، کہ میں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا ہے، وہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ مجھے کئی روز تک کھانا نہ ملا، اتفاق سے میں محلہ قطیعہ شرقیہ میں چلا گیا، وہاں ایک شخص نے ایک ملفوف کاغذ میرے ہاتھ میں دیا، میں اسے لیکر ایک بقال کی دکان پر آیا، اور اس کے عوض میدہ کی روٹی اور خبیص[1] لیکر اپنی اس سنسان مسجد میں گیا، جہاں میں تنہا بیٹھکر اپنے اسباق کو دہرایا کرتا تھا، اُس کھانے کو میں نے اپنے سامنے رکھ لیا، اور سوچنے لگا، کہ کھاؤں یا نہ کھاؤں، اتنے میں ایک ملفوف کاغذ پر میری نظر پڑی، جو دیوار کے سایہ میں پڑا ہوا تھا، میں نے اس کاغذ کو اُٹھا لیا، کیا دیکھتا ہوں، کہ اس میں لکھا ہوا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے کتب سابقہ میں سے کسی ایک کتاب میں فرمایا ہے، کہ "خدا کے شیروں کو لذات و خواہشات سے کیا سروکار، خواہشات اور لذات تو صرف ضعیف اور کمزور لوگوں کے لئے ہیں،" تاکہ وہ ان کے ذریعہ سے طاعت و عبادت الٰہی پر قادر ہوں، یہ پڑھتے ہی میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، جسم پر لرزہ طاری ہو گیا، خشیت الٰہی سے ہر ہر عضو تھر تھر کانپنے لگ گیا، فوراً رومال اُٹھا، روٹی کو وہیں چھوڑ، الگ ہو کر مسجد کے ایک گوشہ میں

---

[1] خبیص ایک قسم کے حلوا کا نام ہے، منتخب میں اسکی تعریف یوں لکھی ہے: "طعامیکہ از روغن و خرما سازند" ۱۲ منہ رح

دو رکعت نماز ادا کی، اور وہاں سے چلا آیا،

قحط سالی اور صبر و استقلال

اسی طرح ابوبکر تمیمی کا بیان[1] ہے، کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا ہے، وہ فرماتے تھے، کہ ایک دفعہ بغداد میں قحط پڑا، جس کی وجہ سے مجھے نہایت تنگدستی اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا، کئی روز تک میں نے کھانا مطلق نہیں کھایا، بلکہ گری پڑی چیز تلاش کر کے کھالیتا تھا، اور اسی پر گذران کرتا تھا،

ایک روز بھوک کی شدّت اور بیتابی کیوجہ سے میں دریائے دجلہ کیطرف دوڑتا ہوا گیا، تاکہ کاہو کے پتے یا سبزی وغیرہ جو کچھ ملے، کھالوں، مگر جہاں جاتا، وہاں پہلے ہی لوگ موجود ہوتے، اگر کوئی چیز ملتی بھی، تو اُس پر فقرا، کا ہجوم ہوتا، میں اُن سے مزاحمت کرنا پسند نہ کرتا، آخر میں شہر میں لوٹ آیا، مگر یہاں بھی مجھے کوئی گری پڑی چیز دستیاب نہ ہوئی،

غرض بھوک سے بے چین گلی کوچوں میں قوتِ لایموت کیلئے مارا مارا پھرتا رہا، آخر پھرتے پھرتے سوق الریحانیین[2] کی مسجد کے قریب پہنچا، تو اس وقت بھوک سے بالکل بیتاب ہوگیا، دماغ چکرانے لگ گیا، حواس گم اور اوسان خطا ہوگئے، بے ہوشی طاری ہوگئی، آنکھوں کے آگے اندھیرا چھاگیا، اسی پریشانی کے عالم میں دوڑ کر مسجد کے گوشہ میں جا بیٹھا،

اسی اثنا، میں ایک عجمی جوان مسجد میں نان اور بھنا ہوا گوشت لیکر آیا، اور کھانے لگا، غلبۂ بھوک کی وجہ سے میری یہ کیفیت تھی، کہ جب وہ کھانیکے لئے لقمہ اُٹھاتا، تو بے اختیار میں اپنا منہ کھولدیتا، حتّٰی کہ میں نے اپنے نفس کو اس نازیبا حرکت پر ملامت کی، اور کہا، کہ اے نفس! بھروسا اور توکل بھی آخر کوئی شے ہے، ما

---

[1] یہ قلائدالجواہر صفحہ پر لکھا ہے ۲۱ منہ رح [2] بغداد کی ایک مشہور منڈی ہے ۱۲ منہ رح

اتنی بے صبری کے کیا معنے؟

اتنے میں اچانک اُس عجمی جوان کی مجھ پر نظر پڑی، مجھے دیکھتے ہی اس نے کہا بھائی آپ بھی بسم اللہ کیجئے، میں نے انکار کیا، لیکن اس کے بے حد اصرار نے مجھے کھانے پر مجبور کر دیا، ابھی میں نے تھوڑا سا ہی کھایا تھا، کہ وہ مجھ سے میرے حالات دریافت کرنے لگا، کہ آپ کون اور کہاں کے باشندے ہیں، اور کیا شغلہ رکھتے ہیں، میں نے کہا، کہ میں جیلان کا رہنے والا ہوں، علم فقہ پڑھتا ہوں، یہ سنکر اُس نے مسرت آمیز لہجہ میں کہا، کہ الحمدللہ میں بھی جیلان کا رہنے والا ہوں، اس کے بعد اُس نے کہا، اچھا کیا آپ ایک جیلانی نوجوان عبدالقادر نام کو جانتے ہیں، میں نے کہا، وہ تو میں ہی ہوں، پھر وہ گھبرایا، اس کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا، اور ٹپ ٹپ اُس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، اور بے چینی و اضطراب میں کہنے لگا، کہ بھائی! خدا کی قسم میں کئی روز سے تمہیں تلاش کر رہا ہوں، جب میں بغداد میں پہنچا، تو اس وقت میرے پاس اپنا ذاتی خرچ بھی موجود تھا، مگر جب میں نے تمہاری تلاش اور جستجو کی، تو کسی سے تمہارا سراغ نہ لگا، پتہ نہ چلا، یہاں تک کہ میرا نفقہ ختم ہو گیا، ختم ہونیکے بعد متواتر تین دن میں اس حالت میں رہا کہ آپ کی امانت کے سوا میرے پاس کھانا خریدنے کے لئے اور کچھ نہ تھا،

جب میں نے دیکھا، کہ مجھے تیسرا فاقہ گزرنے کو ہے، اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پے در پے فاقہ ہونے کی حالت میں تیسرے روز مردار کھانے تک کی اجازت دیدی ہے، اس لئے میں آج تمہاری امانت سے ایک وقت کے کھانے کے درہم نکال کر یہ کھانا خرید لایا ہوں، اب آپ خوشی سے یہ کھانا تناول کیجئے، یہ آپ ہی کا کھانا ہے اور میں آپ کا مہمان ہوں، گو پہلے بظاہر یہ میرا تھا، لیکن اب آپ اس کے مالک ہیں،

میں نے حیرانی و استعجاب سے پوچھا، یہ کیا معاملہ ہے؟ اُس نے جواب دیا، کہ آپکی والدہ نے آپ کے لئے میرے ہاتھ آٹھ دینار بھیجے تھے، جن میں سے بوجہ شدت فاقہ

میں نے یہ کھانا خرید لیا ہے، یہ میں نے آپ کی امانت میں ایک زبردست خیانت کی جس کے ارتکاب پر میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں، اُس کا یہ جواب سنکر نے اُسے تسلی، تسکین اور اطمینان دلایا، پھر ہم دونوں سے جو کچھ کھانا بچا تھا، وہ بھی اور کچھ دینار بھی اُسے دیکر رخصت کر دیا،

اللہ اکبر کیسا صبر و تحمل تھا، کتنی نفس کُشی تھی، کسقدر استغنا اور بے پرواہی تھی، کہ مل گیا، تو کھالیا، نہ ملا تو کوئی گلہ اور شکوہ نہیں ؎

مل گیا جو، اُسے انعامِ خدا جانتے تھے
نہ بُرا جانتے تھے، اور نہ بھلا جانتے تھے
حاجتیں لے کے کسی دَر پہ گئے تھے نہ کبھو
نہ زمیں بوس کی عادت تھی نہ تسلیم کی خو

امدادِ غیبی

اسی طرح شیخ ابو محمد عبد اللہ جبائی[1] کا بیان ہے، کہ مجھ سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ ایک دن میں صحرا میں ایک جگہ بیٹھا فقہ کا سبق یاد کر رہا تھا، اور افلاس و غربت، فاقہ و تنگدستی کے ہاتھ سے نالاں تھا، کہ ناگاہ ہاتفِ غیبی نے آواز دی، کہ اے عبد القادر! جا قوت لا یموت کے لئے قرض لے لے، تاکہ تحصیلِ علوم میں تجھے دقت پیش نہ آئے، میں نے جواب میں کہا، کہ میں کس منہ سے قرض لوں، میں تو ایک مفلس اور فاقہ کش آدمی ہوں، میرے پاس تو ایک حبہ تک نہیں، کس طرح ادا کرونگا، ہاتفِ غیبی نے کہا، مطمئن

---

[1] شیخ عبد اللہ جبائی صاحب کرامات ولی اور اپنے زمانہ کے اکابر مشائخ سے تھے، ملک شام میں پیدا ہوئے تھے آپ کا والد نصرانی تھا، جو آپ کے زمانہ طفولیت ہی میں مرگیا تھا، گیارہ سال کی عمر میں آپ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے اور ۵۲۱ھ میں بغداد میں تحصیل علم کیلئے آئے، اور عمر کا بہت سا حصہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گذارا حضرت علیہ الرحمۃ کے انتقال کے بعد اصفہان چلے گئے اور وہیں ۵۷۳ھ میں انتقال فرمایا ۱۲ منہ ماخوذ از قلائد الجواہر اس واقعہ قلائد الجواہر مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۱۳ پر لکھا ہے ۱۲ منہ

رہو، ادا کرنا ہمارا ذمہ ہے،

یہ سنکر میں ایک نانبائی کے پاس آیا، اور اس سے کہا کہ تو مجھے اس شرط پر ہر روز بطور قرض ڈیڑھ روٹی دیدیا کر، کہ اگر مجھے کہیں سے کچھ دستیاب ہوگیا، تو تجھے ادا کر دونگا، اور اگر میں مرگیا، تو مجھے معاف کر دینا، نانبائی نے جب یہ الفاظ سُنے تو بے اختیار رو پڑا، اور کہنے لگا، کہ حضرت میں نے آپکو اجازت دی، جو آپ کا جی چاہے، مجھ سے لے جایا کریں، چنانچہ میں اس سے ہر روز ڈیڑھ روٹی لے آیا کرتا تھا،

جب مجھے روزانہ روٹی لاتے ایک مدت گذر گئی، تو ایک دن مجھے یہ معاملہ بہت ناگوار گذرا، کہ کھائے تو جاتا ہوں، مگر ابھی تک ادا، کچھ بھی نہ کر سکا، اتنا خیال آنا تھا کہ ناگاہ ایک ہاتف نے آواز دی، کہ اے عبدالقادر! فلاں دکان پر جا، اور جو کچھ وہاں نظر پڑے، اُٹھا کر اس سبزی فروش کو دیدے، جب میں اس دکان پر آیا، تو وہاں ایک پارہ زر پڑا دیکھا، میں نے اُٹھا کر سبزی فروش کو دیدیا،

سوال سے اجتناب

شیخ ابو محمد عبداللہ جبائی کا بیان[1] ہے، کہ مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا، کہ اہل بغداد کی ایک جماعت علم فقہ میں مشغول تھی، جب غلہ کے دن آتے، تو یہ لوگ یعقوبا نام ایک گاؤں میں اناج مانگنے چلے جاتے، اور وہاں سے کچھ غلہ وصول کر لاتے،

ایک دفعہ انہوں نے مجھ سے کہا، کہ آؤ، تم بھی ہمارے ساتھ چلو، چونکہ میں اُس وقت کم سن تھا، اس لئے میں بھی ان کے ہمراہ ہولیا، اس وقت یعقوبا میں ایک نہایت ہی متقی پرہیزگار اور متدین شخص تھا، جسے شریف یعقوبی کے نام سے پکارتے تھے، میں اس کی زیارت کے لئے گیا، اس نے مجھے اثنائے گفتگو میں کہا کہ طالبان

---

[1] یہ واقعہ بھی قلائد الجواہر میں موجود ہے ۱۲ منہ رح

حق کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے،
پھر اُس نے خصوصیت کے ساتھ مجھے سوال کرنے سے منع کیا، پھر اس کے بعد نہ میں کسی جگہ گیا، اور نہ ہی میں نے کسی سے سوال کیا،

مصائب اور برداشت

علاوہ ازیں شیخ ابو عبداللہ نجار کا بیان ہے، کہ مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ مجھ پر بڑی بڑی ناقابل برداشت سختیاں گذرا کرتی تھیں، اگر وہ سختیاں پہاڑ پر گذرتیں، تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا، ؎

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

جب مصائب، تکالیف، سختیاں اور صعوبتیں چاروں طرف سے مجھے احاطہ کرلیتیں، تو میں تنگ آکر زمین پر لیٹ جاتا، اور بار بار یہ آیۃ کریمہ پڑھتا،

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا، اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا — بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے،

پھر میں زمین سے سر اٹھاتا، تو میری سب کی سب کلفتیں دور ہو جاتیں،
اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا ہے، کہ جب میں طالب علمی کے زمانہ میں مشائخ و اساتذہ سے علم فقہ پڑھا کرتا تھا، تو سبق پڑھ کر جنگل کی طرف نکل جایا کرتا تھا، اور بغداد میں نہ رہا کرتا تھا، صرف جنگلوں، بیابانوں کے ویران اور خراب مقامات میں، دن ہو یا رات، آندھی ہو یا جھکڑ، موسلا دھار مینہ ہو یا اولوں کی بارش، اپنی زندگی بسر کیا کرتا تھا، اُس وقت میں سر پر ایک چھوٹا سا عمامہ باندھتا، اور صوف کا جُبہ پہنا کرتا تھا، برہنہ پا کانٹوں اور پتھریلی زمینوں پر گھومتا رہتا تھا، کاہو، ساگ، اور دیگر

لہ کذا فی قلائد الجواہر ۱۲ منہ رح

ترکاریوں کی کونپلیں جو مجھے دریائے دجلہ کے کنارے مل جایا کرتی تھیں. کھا لیا کرتا تھا، الغرض کوئی مصیبت مجھ پر ایسی نہ گذرتی تھی. جس کو میں سہا نہ دیتا تھا.

تکمیلِ علم باوجود اِن جانکاہ مصائب اور تکالیف کے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علاوہ دیگر علوم کے عِلمِ قرأت، عِلمِ تفسیر، عِلمِ حدیث، عِلمِ فقہ، عِلمِ کلام، عِلمِ لُغت، عِلمِ ادب، عِلمِ نحو، عِلمِ عروض، عِلمِ مناظرہ، عِلمِ تاریخ، عِلمِ انساب، عِلمِ فراست وغیرہ علوم میں خصوصیت کے ساتھ وہ شہرت اور ناموری حاصل کی، کہ علمائے بغداد کیا بلکہ علمائے زمانہ سے سبقت لے گئے.

ان علوم کی سند تکمیل آپ نے ماہ ذی الحجہ ۴۹۶ھ ہجری میں حاصل کی.

عِلمِ طریقت

آثارِ ولایت بچپن ہی سے آپ کی پیشانی سے آثارِ تقدس و بزرگی، علاماتِ اتقاء و پرہیزگاری نمایاں اور انوارِ معرفت و ولایت تاباں تھے جو بڑے زور سے اس امر کی شہادت دیتے تھے، کہ یہ ہلال عنقریب اقطابِ عالم پر بدر ہو کر چمکے گا.

چنانچہ آپ اپنے عینِ عالمِ شباب کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں، کہ جب میں پہلی دفعہ حج بیت اللہ کو گیا، اس وقت میں عینِ عالمِ شباب میں تھا، جب میں منارہ ام القرون[2] کے قریب پہنچا، تو یہاں پر شیخ عدی بن مسافر سے میری ملاقات

---

[1] ملاحظہ ہو. اذکار الابرار ۱۲ و صفحہ ۲۷ [2] یہ منارہ مکہ معظّمہ کے رستے میں واقع ہے، سلطان جلال الدولہ ملک شاہ بن الپ ارسلان (متوفی ۴۸۵ھ) ایک سال بطور سالیت حاجیوں کے ساتھ نکلا، واپس آتے ہوئے اُس نے شکار کے واسطے ایک حلقہ بنایا، اور بہت سے جانور شکار کئے، پھر ان کے سینگوں اور کھروں سے ایک منارہ بنایا، جو منارۃ القرون (یعنی سینگوں کا منارہ) کے نام سے مشہور ہوا، امام یاقوت حموی لکھتے ہیں، کہ یہ منارہ اب تک

ہوئی، آپ بھی اس وقت عین عالم شباب میں تھے، آپ نے مجھ سے پوچھا، کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا، مکۂ معظمہ جا رہا ہوں، پھر آپ نے پوچھا، کیا میرا اور آپ کا ساتھ ہو سکتا ہے، میں نے کہا، کیوں نہیں، ہزار مرتبہ،

غرض ہم دونوں چل پڑے، اثنائے راہ میں ہمیں ایک برقعہ پوش نحیف البدن نوعمر حبشیہ لڑکی ملی، یہ لڑکی میرے بالمقابل کھڑی ہو گئی، اور میرے چہرہ کی طرف تیز نگاہ سے دیکھکر کہنے لگی، کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ میں نے کہا، کہ میں بغداد کا رہنے والا ہوں، پھر کہنے لگی، کہ آپنے آج مجھے بہت تھکایا ہے، میں نے کہا، وہ کس طرح؟ بولی ابھی میں بلاد حبشہ میں تھی، مجھے اس وقت مشاہدہ ہوا، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر تجلّی کی، اور آپ پر اپنا وہ فضل و کرم عطا کیا، جو زمانہ حال میں کسی پر نہیں کیا، اس لئے بے اختیار ہو کر میرے دل نے چاہا، کہ میں آپ سے ملاقات کروں، پھر اس نے کہا، کہ میرا ارادہ ہے، کہ آج دن بھر میں آپ دونوں صاحبوں کے ہمراہ رہوں، اور آپ ہی کے ساتھ روزہ افطار کروں، میں نے کہا، سر آنکھوں پر،

اس کے بعد وہ وادی کے ایک طرف چلنے لگی، اور ہم دونوں دوسری طرف، جب مغرب کا وقت آیا، اور افطار کا وقت ہو چکا، تو آسمان سے ہماری طرف ایک طباق اُترا، جس میں روٹیں، سرکہ اور کچھ ترکاری تھی، یہ دیکھکر اس حبشیہ نے کہا،

بقیہ حاشیہ صفحہ ملک موجود ہے کذافی معجم البلدان ۲، منہ رح تہ آپ طائفہ عدویہ کے شیخ ہیں دمشق کے مغرب میں قریہ بیت نار کے اندر تولد ہوئے۔ بغداد میں حضرت غوثیت مآب، شیخ حماد دباس اور شیخ عقیل منبجی وغیرہ اولیاء اللہ کی صحبت سے مشرف ہوئے، اور پھر کوہ ہکار میں گوشہ نشین ہو گئے، اور وہیں نوّے سال کی عمر میں ۵۵۸ھ ہجری میں وصال فرمایا، دیکھو قلائد صفحہ و بہجہ صفحہ ۱۵۰، ۱۲ منہ رح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَکْرَمَنِیْ وَاَکْرَمَ	اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے، کہ اس نے میری
ضَیْفِیْ اِنَّهٗ لِذٰلِكَ اَهْلٌ	اور میرے مہمانوں کی عزت کی، کیونکہ ہر
فِیْ كُلِّ لَیْلَةٍ یَنْزِلُ عَلٰی رَغِیْفَانِ	رات میرے لیے دو روٹیاں اترا کرتی
وَاللَّیْلَةَ سِتَّةٌ اَکْرَامًا لِاَضْیَافِیْ	تھیں، آج چھ اتریں۔

پھر ہم تینوں نے دو دو روٹیاں کھائیں، اس کے بعد پانی کے کوزے اترے، ان میں سے ہم نے پانی پیا، یہ پانی حلاوت اور لذت میں دنیا کے پانی سے مشابہ نہ تھا،

پھر وہ حبشیہ ہم سے رخصت ہو کر چلی گئی اور ہم مسافت طے کرنے کے بعد مکہ معظمہ پہنچ گئے،

ایک روز ہم طواف کر رہے تھے، کہ اللہ تعالیٰ نے افاضۂ انوار سے شیخ عدی پر احسان کیا، شیخ عدیؒ پر غشی طاری ہو گئی، اور وہ ایسے بے ہوش ہوئے، کہ دیکھنے والا خیال کرتا تھا، کہ ان کا انتقال ہو گیا، اس وقت پھر میں نے اس لڑکی کو ان کے سرہانے کھڑے دیکھا، یہ ان کو الٹ پلٹ کر کہنے لگی، کہ "تمہیں وہی زندہ کریگا، جس نے تمہیں مار ڈالا ہے، پاک ہے وہ ذات کہ حادث اشیا، اس کے جلالی نور کی تجلی کے آگے بجز اس کے برقرار رکھنے کے قائم نہیں رہ سکتیں، اور کائنات اس کی صفات کے ظہور کے آگے بجز اس کی تائید کے برقرار نہیں رہ سکتی، بلکہ اس کے جلال کے انوار اور اس کی تقدیس کی شعاؤں نے عقلمندوں کی آنکھیں چندھیا دی ہیں"،

پھر اللہ تعالےٰ نے اس کے بعد مجھ پر الطاف و کرم کی نظر کی، اور باطن میں میں نے دیکھا، کہ مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے، کہ اے عبدالقادر! ظاہری تجرید چھوڑ دے اور تفرید توحید اور تجرید تفرید اختیار کر، ہم عنقریب تجھے اپنی نشانیوں سے عجائبات دکھائیں گے، تو اپنی مراد کو ہماری مراد سے خلط ملط نہ کر، تاکہ تو ہمارے سامنے ثابت قدم رہے، تو وجود میں ہمارے سوا کسی کا تصرف نہ ہونے دے، تاکہ تو ہمیشہ ہمارے

مشاہدہ میں رہے۔ اور لوگوں کو نفع پہنچانے کیلئے ایک جگہ بیٹھ جا کیونکہ ہمارے بہت سے بندے ہیں، جن کو ہم تیری برکت سے اپنا مقرب بنائیں گے،

اُس وقت اُس حبشیہ نے مجھ سے کہا کہ اے جوان میں نہیں جانتی، کہ آج تیرا کیا رتبہ ہے، تجھ پر ایک نورانی خیمہ لگا ہوا ہے، اور آسمان تک فرشتوں نے تجھے گھیرا ہوا ہے، اور اولیاء اللہ کی نگاہیں اپنے اپنے مقاموں پر تیری طرف لگی ہوئی ہیں اور متمنی ہیں، کہ تجھ سے انکو فیوض و برکات پہنچیں،

یہ کہکر وہ چلی گئی، پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا،

یہ واقعات بتلاتے ہیں، کہ اوائل ریعان ہی سے آپ علم طریقت میں قدم رکھتے تھے اب علم شریعت سے فارغ ہونے کے بعد آپ باقاعدہ علم طریقت کی طرف ہمہ تن مشغول ہو گئے،

حصول علم شریعت کیوجہ | علم شریعت بھی آپنے صرف اس لئے نہیں حاصل کیا تھا، کہ یہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے، بلکہ اس لئے بھی کہ یہ نفوس مرضیہ کیلئے شفائے کلی ہے، اتقاء اور پرہیزگاری کا سیدھا اور مستقیم راستہ ہے، تقویٰ و طہارت کی ایک قوی حجت اور واضح دلیل ہے، صلحا اور نیک لوگوں کا مایۂ فخر و ناز ہے، علم طریقت کے عروج اور ترقی کا باعث اور سبب ہے،

معلم طریقت | علم طریقت آپ نے زیادہ تر حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم دباس[1] سے حاصل کیا،

---

[1] حضرت شیخ حماد بن مسلم دباس رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے بڑے مشائخ سے تھے، علوم و حقائق میں علمائے راسخین میں سے یکتا عالم تھے، مریدوں کی تعلیم و تربیت میں ان سے بڑھکر بغداد میں کوئی شیخ نہ تھا، بغداد کے اکثر مشائخ و صوفیا، انہی کے فیض یافتہ تھے، آپ ملک شام میں دمشق سے ایک میل کے فاصلہ پر رحبہ نام گاؤں میں پیدا ہوئے تھے، بغداد کے محلہ مظفریہ باقی ص ۵۷

شیخ عبداللہ جبائی کا بیان ہے، کہ مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ ایک دفعہ بغداد میں کثرتِ فتنہ و فساد کیوجہ سے میں نے قصد کیا، کہ میں یہاں سے چلا جاؤں، چنانچہ قرآن شریف بغل میں دبا ہیں باب حلبہ کیطرف چلا، تاکہ جنگل کیطرف نکل جاؤں، اچانک ہاتفِ غیبی نے مجھے آواز دی، کہ کہاں جاتے ہو، اور زور سے ایک دھکا دیا، جس سے میں گر پڑا، پھر اُس نے کہا، لوٹ جاؤ تمہارے ذریعہ سے خلق کو نفع پہنچیگا، میں نے کہا، مجھے خلق سے کیا سروکار، میں تو اپنے دین کی حفاظت کرنے کیلئے جاتا ہوں، اس نے کہا، نہیں تم یہیں رہو، تمہارا دین سلامت رہے گا،

اس کے بعد مجھ پر چند ایسے حالات وارد ہوئے، جن میں کچھ التباس تھا، میں نے اُن کے لئے خدائے تعالیٰ سے آرزو کی، اے مولا! مجھے کوئی ایسا بندہ ملا دے جو ازالۂ التباس کر دے،

جب دوسرا دن ہوا، تو میں مظفریہ میں سے گذرا، ایک شخص نے دروازہ کھولکر مجھ سے کہا، کہ کیوں عبدالقادر تم نے خدائے تعالےٰ سے کل کیا مانگا تھا، یہ سُن کر میں خاموش رہا، اور کچھ نہ بول سکا، پھر اس شخص نے سخت غضبناک ہو کر اس زور سے دروازہ بند کیا، کہ اطراف دروازہ سے گرد و غبار اُڑ کر میرے چہرہ پر پڑی، میں پریشانی کے عالم میں واپس آیا، جب کچھ دُور نکل گیا، تو مجھے رات کا سوال یاد آ گیا اور خیال گذرا، کہ ضرور بالضرور یہ شخص صالحین یا اولیاء اللہ سے ہے، اس لئے میں اُس دروازہ کو ڈھونڈنے کے لئے لوٹا، مگر باوجود تلاش کے نہ پایا، مجھے سخت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶) میں رہا کرتے تھے، انگور و خرما کا شیرہ فروخت کیا کرتے تھے، اسی واسطے آپکو دباس کہتے ہیں، آپ کے شیرہ پر مکھی نہ بیٹھا کرتی تھی، ۵۲۵ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا، اور مقبرہ شونیزیہ میں دفن ہوئے

ملاحظہ ہو بہجہ مطبوعہ مصر ۱۳۳۰ صفحہ ۲

قلق ہوا،

پھر مدت کے بعد میں نے انہیں پہچانا، اور آپکی خدمت میں آمد و رفت کرتا رہا اُن سے اپنے اشکال حل کرائے علم طریقت حاصل کیا،
یہ بزرگ شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ تھے،

مجاہدات و ریاضات

طریقت میں قدم رکھتے ہی جب آپ کو مجاہدہ اور ریاضت کی طرف بے حد رغبت پیدا ہوئی، تو مراتب قرب و خلوت نشینی میں آپ اتنے بڑھے، کہ آپ نے آبادی کو چھوڑ کر بیابانوں میں معموروں کو چھوڑ کر ویرانوں میں رہنا شروع کر دیا،

پچیس سال تک عراق کے بیابانوں میں سیاحت

شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی کا بیان[1] ہے، کہ مجھ سے ایک دفعہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا، کہ میں پچیس سال تک تن تنہا عراق کے بیابانوں، ویرانوں اور خراب مقامات میں پھرتا رہا، نہ میں لوگوں کو جانتا تھا، اور نہ ہی لوگ مجھے پہچانتے تھے، البتہ اُسوقت میرے پاس رجال الغیب اور جن آیا کرتے تھے جنکو میں علم طریقت اور وصول الی اللہ کی تعلیم دیا کرتا تھا،

جب میں پہلے پہل عراق میں داخل ہوا، تو حضرت خضر علیہ السّلام نے میرا ساتھ دیا، مگر میں اُن کو پہچان نہیں سکتا تھا، سب سے قبل آپ نے مجھ سے عہد لیا کہ میں ہرگز آپکی مخالفت نہ کرونگا، اس کے بعد مجھ سے فرمایا، کہ میرے آنے تک یہیں ٹھیرو، میں حسب وعدہ تین سال تک متواتر اُسی جگہ بیٹھا رہا، جہاں آپ نے مجھے

---

[1] ملاحظہ ہو بہجہ مطبوعہ مصر ۵۵ و قلائد ۱۲ اسند رح

ٹھیرنے کا حکم دے گئے تھے ۔

اس عرصہ میں دنیا اور اُس کی خواہشات مختلف شکلوں میں مجھ پر وارد ہوتی تھیں، مگر اللہ تعالےٰ مجھے اُنکی طرف التفات کرنے سے بچا لیتا تھا، شیاطین مختلف بھیانک ڈراؤنی شکلوں اور صورتوں میں میرے پاس آتے، اور مجھ سے لڑتے تھے، مگر اللہ تعالےٰ مجھے اُن پر غالب رکھتا تھا، میرا نفس متشکل ہو کر اپنی خواہش کے لئے کبھی تو مجھ سے عاجزی کرتا، اور کبھی میرے ساتھ لڑائی کرتا، مگر ایزد متعال مجھے اُس پر غلبہ دیتا،

ابتدا میں میرا نفس اگر مجاہدہ کا کوئی طریقہ اختیار کرتا، تو اُس پر ہمیشہ قائم رہتا، مدت دراز تک میں شہروں کے بنجر، ویران، غیر آباد اور خراب مقامات میں پھرتا، اور نفس کو طرح طرح کی ریاضتوں مجاہدوں اور مشقتوں میں ڈالتا رہا، چنانچہ ایک سال سبزی یا گری پڑی چیز کھاتا، اور پانی نہ پیتا، اور ایک سال پانی پیتا، اور سبزی یا گری پڑی کوئی چیز نہ کھاتا، اور ایک سال نہ کھاتا نہ پیتا، اور نہ سوتا،

ایک رات شدت سردی کی وجہ سے میں ایوان کسریٰ میں جا سویا، وہاں مجھے احتلام ہو گیا، میں اُسی وقت اُٹھا، اور دریائے دجلہ کے کنارے پر جا کر غسل کیا، پھر سو گیا، پھر احتلام ہو گیا، پھر غسل کیا، اسی طرح چالیس بار احتلام ہوا، اور چالیس مرتبہ میں نے غسل کیا، پھر میں نیند آجانے کے خوف سے ایوان کے اوپر چڑھ گیا،

برسوں تک میں بغداد کے محلہ کرخ کے ویران و غیر آباد مکانوں میں بھی رہا ہوں اس اثناء میں سوائے کوندلوں[1] کے میں کچھ نہ کھاتا تھا، ہر سال کے شروع میں ایک

---

[1] کوندل ایک بوٹی کا نام ہے، جو پانی میں بکثرت اُگتی ہے، یہ پیاز کے پتوں کی طرح گول مگر اُن سے بڑی اور ٹھوس ہوتی ہے، اسے عربی میں بردی اور فارسی میں لخ کہتے ہیں، منتخب میں اس کی تعریف یوں لکھی ہے، کہ

بردی بالفتح گیاہیست کہ از شاخ و برگ آں بوریا بافند، و آنرا بفارسی لخ گویند الخ یہ ملک مالوہ اور مصر میں بکثرت ہوتی ہے

چونکہ اسکے نچلے حصے میں کسی قدر مٹھاس ہوتی ہے، اس لئے دیہات کے بچے اسے گنے کی طرح چوستے ہیں ۱۲ منہ رح

شخص مجھے صوف کا جُبّہ لا کر دیتا، جسے میں پہن لیتا،

میں نے ایک ہزار تک علوم وفنون محض اس لئے حاصل کئے، کہ دنیا کے جھگڑوں اور مخصوں سے نجات حاصل کروں، اور حقیقی راحت میسّر ہو،

لوگ مجھے مجنون بتاتے، میں جنگلوں اور بیابانوں میں نکل جاتا، برہنہ جسم کانٹوں پر لوٹتا، شور وغوغا کرتا، تمام بدن سے خون جاری ہو جاتا، لوگ مجھے شفاخانے میں لے جاتے، مگر میری حالت اور بھی ابتر ہو جاتی، ؎

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

یہاں تک کہ مجھ میں اور مردہ میں کوئی تمیز نہ رہتی، لوگ کفن لے آتے، اور غسّال کو بلوا کر مجھے نہلانے کے لئے تختہ پر رکھ دیتے، مگر معاً میری حالت درست ہو جاتی

شب بیداری شیخ ابو العباس احمد بن یحییٰ بغدادی معروف بہ ابن الدبیقیؒ کا بیان[1] ہے، کہ میں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی سے سُنا آپ فرماتے تھے، کہ میں چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتا رہا، اور پندرہ سال ساری ساری رات ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر صبح تک فی شب ایک قرآن شریف ختم کرتا رہا،

چنانچہ ایک رات میں ایک سیڑھی پر چڑھ رہا تھا، کہ میرے نفس نے کہا، کاش! تو ایک گھڑی سو جائے پھر تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد اُٹھ کر عبادت کرے، جونہی یہ خطرہ میرے دل میں آیا، میں وہیں ٹھیر گیا، اور ایک پاؤں پر کھڑا ہو گیا، اور قرآن شریف شروع کیا، یہاں تک کہ اسی حالت میں ختم کر دیا،

نفس کشی شیخ ابو العباس ہی کا بیان ہے، کہ میں نے آپ سے سُنا، آپ

---

[1] ملاحظہ ہو بہجۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۶۳ ۱۲ منہ رح

فرماتے تھے، کہ میں بُرج عجمی[1] میں گیارہ برس رہا، میں نے اس میں خدا سے عہد کیا، کہ جب تک میرے منہ میں لقمہ دیکر مجھے کھانا نہ کھلایا جائیگا، اس وقت تک میں کھانا نہ کھاؤنگا، اور جب تک مجھے پانی نہ پلایا جائیگا، تب تک نہ پیوں گا، چنانچہ متواتر چالیس روز تک نہ میں نے کچھ کھایا نہ پیا، اس کے بعد ایک شخص کھانا لایا، اور میرے آگے رکھکر چلا گیا، بھوک کی شدت سے میرا نفس کھانے ہی کو تھا، کہ میں نے کہا، واللہ! میں ہرگز اس عہد کو نہ توڑونگا، یہ خیال کرتے ہی میں نے اپنے باطن سے ایک چلّانے والے کی آواز سُنی، کہ ہائے بھوک! ہائے بھوک!! میں نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی،

اسی اثنا میں شیخ ابوسعید مخرمی رحمۃ اللہ علیہ مجھپر گذرے، انہوں نے جو چلّانے کی آواز سُنی، تو میرے پاس آکر کہا، کہ عبدالقادر! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا! یہ نفس کا قلق و اضطراب ہے، روح تو اپنے مولٰے کے خیال میں مشغول حالت سکون و قرار میں ہے، آپ مجھے اپنے گھر لے گئے، اور کھانا کھلانے لگے، یہاں تک کہ میں خوب سیر ہو گیا،

ایک خاص حالت

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود کہتے ہیں، کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا، آپنے فرمایا، کہ ابتدائے سیاحت میں مجھ پر بہت سے احوال طاری ہوتے تھے، میں اُن میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا، اور اکثر اوقات بے ہوشی کے عالم میں دوڑا کرتا تھا، جب وہ حالت مجھ سے اُٹھ جاتی، تو میں اپنے آپکو ایک دُور دراز مقام میں پاتا،

---

[1] اس برج کا نام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے طویل قیام کی وجہ سے برج عجمی ہو گیا تھا، ملاحظہ ہو بہجہ صفحہ ۸۹ ۱۲ منہ رح سے بہجہ و قلائد ۱۲ منہ رح -

چنانچہ ایک دفعہ بغداد کے ویرانے میں یہی حالت مجھ پر طاری ہوئی، میں قریباً ایک گھنٹہ بے ہوشی کے عالم میں پھرتا رہا، پھر وہ حالت مجھ سے دُور ہو گئی، کیا دیکھتا ہوں، کہ میں بغداد سے بارہ دن کی مسافت پر بلادِ شُستر میں کھڑا ہوں، میں اپنی اسی حالت پر غور کر رہا تھا، کہ ایک عورت نے مجھ سے کہا، کہ تم شیخ عبد القادر ہو کر اپنی اس حالت پر تعجب کر رہے رہو،

وجدانہ کیفیت

اسی طرح شیخ ابو محمد عبد اللہ جیانی کہتے ہیں، کہ مجھ سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، کہ ایک رات مجھ پر ایک خاص وجدانہ کیفیت طاری ہوئی، اُسوقت بیساختہ میں نے زور کے ساتھ ایک چیخ ماری، جس سے ڈکیتی لوگ گھبرا اُٹھے، اُنہوں نے جانا، کہ شاید پولیس آن پہنچی، یہ لوگ نکلے، اور میرے پاس آئے، مجھے زمین پر بے ہوش پڑا دیکھکر کہنے لگے، کہ یہ تو عبد القادر مجنون ہے، اس بھلے آدمی نے ہمیں ڈرا دیا،

شیاطین کے ساتھ جنگ اور حیرت انگیز غلبہ

شیخ عثمان صیرفی کا بیان ہے، کہ میں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا، آپ نے فرمایا، کہ میں رات دن بنجر، ویران اور خراب مقامات میں رہا کرتا تھا، بغداد کی طرف نکل نہیں آتا تھا، شیاطین میرے پاس مسلح ہو کر ہیبت ناک صورتوں میں صف بصف آتے، مجھپر آگ پھینکتے، اور مجھ سے لڑا کرتے تھے، مگر میں اپنے دل وہ ہمت، استقلال، شجاعت، اولوالعزمی اور ثابت قدمی پاتا، جو بیان سے باہر ہے اور ہاتف غیبی کو یہ کہتے ہوئے سُنتا، کہ اے عبد القادر! اُٹھو، میدان

لہ بہجہ اور قلائد ۱۲ منہ رح

میں نکل کر ان کا مقابلہ کرو، ہم تمہاری مدد کرینگے، اور تم کو ثابت قدم رکھیں گے،

پھر جب میں اُنکے مقابلہ کے لئے اُٹھتا، تو وہ سب کے سب رفوچکر ہو جاتے گا ہے گا ہے ان میں سے صرف ایک شیطان کھڑا رہتا، اور مجھے طرح طرح سے ڈرا کر کہتا، کہ یہاں سے چلے جاؤ، میں جرأت کر کے اُس کے منہ پر ایک طمانچہ مارتا تو وہ اُلٹے پاؤں بھاگ جاتا، پھر میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم پڑھتا تو وہ جلکر خاک بھسم ہو جاتا،

ایک دفعہ میرے پاس ایک بدشکل، بھونڈی صورت، کریہ منظر، بدبودار شخص آیا، اور کہنے لگا، کہ میں ابلیس ہوں، تجھے اور میرے گروہ کو آپنے عاجز کر دیا ہے، اس لئے میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں، میں نے کہا، جا یہاں سے دُور ہو جا، مجھے تجھ پر اطمینان نہیں ہے، میرا یہ کہنا تھا، کہ غیب سے کسی نے اس زور سے ایک ہاتھ اس کے دماغ پر مارا، کہ یہ زمین میں دھنس گیا، اس کے بعد یہ میرے پاس پھر دوبارہ آیا، اور آگ کے شعلوں سے میرے ساتھ لڑنے لگا، اچانک سبزہ[1] گھوڑے پر سوار ایک شخص نے آن کر مجھے ایک تلوار دی، جس کے دیکھتے ہی ابلیس اُلٹے پاؤں بھاگ گیا،

تیسری دفعہ میں نے اس کو پھر دیکھا، اُس وقت یہ مجھ سے دُور بیٹھا گریہ وزاری میں مشغول، سر پر خاک ڈال رہا تھا، اور حسرت بھرا سانس لیکر کہہ رہا تھا کہ اے عبدالقادر! اب میں تجھ سے بالکل مایوس و ناامید ہو چکا ہوں، میں نے کہا، اے ملعون! دُور ہو جا، میں ہمیشہ تجھ سے ڈرتا ہوں، تیرے یہ الفاظ بھی تیری

---

[1] گھوڑوں کی ایک ایسی بھی قسم ہے، جس کو سبزہ کہتے ہیں، اس قسم کے گھوڑے سفید رنگ مگر کسی قدر سبزی مائل یا سیاہی مائل ہوتے ہیں، یہاں یہی مراد ہے، ۱۲ منہ ر۔

شیطنت اور مکاری پر دلالت کرتے ہیں، پھر اُس نے میرے گرداگرد بہت سے جال بچھا دیئے، میں نے کہا، یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا، کہ یہ دنیاوی وساوس کے وہ جال ہیں، جن سے ہم تم جیسے لوگوں کا شکار کیا کرتے ہیں، تب میں نے ایک سال تک اُن کے بارہ میں توجہ کی، یہاں تک کہ وہ سب کے سب ٹوٹ گئے،

پھر اُس نے بہت سے اسباب مجھ پر ظاہر کئے، جو چاروں طرف سے مجھے احاطہ کئے ہوئے تھے، میں نے پوچھا، کہ یہ اسباب کیسے ہیں؟ اُس نے جواب دیا، کہ یہ خلق کے اسباب ہیں، جو تم سے ملے ہوئے ہیں، میں سال بھر تک ان کی طرف متوجہ رہا، یہاں تک کہ یہ اسباب مجھ سے بالکل منقطع ہو گئے،

اس کے بعد مجھ پر میرے باطن کا انکشاف کیا گیا، تو میں نے اپنے قلب کو بہت سے علائق سے ملوث دیکھا، میں نے دریافت کیا، کہ یہ علائق کیا ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا، کہ یہ تمہارے ارادے اور اختیارات ہیں، پھر ایک سال تک میں انکی طرف توجہ کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ سب علائق منقطع ہو کر میرے دل کو اُن سے خلاصی ہوئی،

اس کے بعد مجھ پر میرا **نفس** ظاہر کیا گیا، میں نے دیکھا، کہ ابھی اس کے امراض باقی ہیں، اس کی خواہشات زندہ ہیں، اس کا شیطان سرکش ہے، میں نے سال بھر تک اس کی طرف توجہ کی، یہاں تک کہ نفس کے کل امراض جڑ سے جاتے رہے، اس کی خواہشات مردہ ہو گئیں، اس کا شیطان مسلمان ہو گیا، اور تمام امر اللہ کے لئے ہو گئے، میں اپنی ہستی سے جدا ہو گیا، مگر پھر بھی اپنے مقصود کو نہیں پہنچا،

پھر میں **توکل** کے دروازہ پر آیا، تاکہ مقصد حاصل ہو، عقدہ حل ہو، مطلب

پورا ہو، لیکن کیا دیکھتا ہوں، کہ توکّل کے دروازہ پر بہت بڑا ہجوم ہے، میں اس ہجوم کو پھاڑ کر نکل گیا،

پھر میں شکر کے دروازہ پر آیا، مجھے اس دروازے پر بھی ایک بڑا ہجوم ملا، میں اس کو بھی پھاڑ کر اندر چلا گیا،

اس کے بعد میں غنا کے دروازہ پر آیا، یہاں بھی بہت بڑا ہجوم ملا، جسے میں چیرتا پھاڑتا ہوا اندر چلا گیا،

پھر میں مشاہدہ کے دروازہ پر آیا، یہاں بھی ہجوم کو پھاڑ کر اندر داخل ہو گیا

پھر میں فقر کے دروازہ پر آیا، تو اس کو میں نے خالی پایا، میں اس میں داخل ہوا، جب اندر گیا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ جن جن چیزوں کو میں نے ترک کیا تھا، وہ سب کی سب یہاں موجود ہیں، یہاں مجھے ایک بہت بڑے روحانی خزانہ کی فتوحات میسّر ہوئی، روحانی عزّت، حقیقی غنا اور سچّی آزادی ملی، یہاں آکر میں نے اپنی زلیست کو مٹا دیا، اپنے اوصاف کو چھوڑ دیا، جس سے میری ہستی میں ایک دوسری حالت پیدا ہو گئی،

آپ کا شیطان کے مکر سے محفوظ رہنا

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسےٰ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان[1] ہے، کہ میں نے اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے، کہ ایک دفعہ میں دورانِ سیاحت میں کسی ایسے جنگل کی طرف نکلا، جہاں آب و دانہ کا نام و نشان تک نہ تھا، مجھے کئی روز تک پانی نہ ملا، جس سے پیاس کا از حد غلبہ ہوا، اچانک میرے سر پر ایک بدلی کا ٹکڑا آیا، اس سے کچھ بوندیں مجھ پر پڑیں، میں ان سے

---

[1] ملاحظہ ہو بہجہ صنحہ ۱۲۰ ۱۲ منہ رح۔

سیراب ہوگیا،

پھر میں نے ایک نور دیکھا، جس سے آسمان کا کنارہ روشن ہوگیا، اس میں سے ایک صورت نمودار ہوئی، جس نے مجھے یوں پکارا، اے عبدالقادر! میں تیرا پروردگار ہوں، میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کردی ہیں، میں نے اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھ کر اُسے دھتکارا تو اُس کی روشنی معدوم ہوگئی، اور وہ صورت دھوئیں کے شبیہ دکھائی دینے لگی، پھر اُس صورت سے یہ آواز سُنی، کہ اے عبدالقادر! تم نے بحکم الٰہی اپنے علم سے میرے مکر سے نجات پالی، ورنہ میں اپنے اس مکر سے ستر صاحب طریقت ولیوں کو گمراہ کرچکا ہوں، میں نے کہا، بیشک میرے مولا کا فضل و کرم میرے شامل حال ہے،

شیخ ابو نصر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ آپ سے دریافت کیا گیا، کہ آپ نے کس طرح جان لیا، کہ وہ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا، کہ اُس کے اِس قول سے، کہ اے عبدالقادر! میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کردیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فحش باتوں کا کسی کو بھی حکم نہیں دیتا،

بیعت

الغرض جب آپ نے عبادات، ریاضات اور مجاہدات شاقہ کے بعد پورا پورا تزکیہ نفس حاصل کرلیا، تو حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخرمی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی، اور اُن کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے،

تفویض خرقہ شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا، حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں، کہ جو لقمہ

اُن کے ہاتھ سے میرے شکم میں جاتا تھا، وہ میرے باطن میں ایک نور بھر دیتا تھا، پھر اُنہوں نے آپ کو خرقۂ ولایت عطا کیا، اور فرمایا، کہ اے عبدالقادر! یہ وہ خرقہ ہے، جو جناب رسولخدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا تھا، اور اُن سے حضرت حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ کو ملا تھا، اور اُن سے دست بدست مجھ تک پہنچا ہے،

اس خرقہ کے پہنتے ہی حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اور بھی برکات و تجلیاتِ الٰہیہ نے ظہور کیا،

شیخ ابو سعید رح موصوف الصدر لکھتے ہیں[1]، کہ ایک دوسرے سے تبرک حاصل کرنیکے لئے میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کو اور انہوں نے مجھ کو خرقہ پہنایا،

شیوخ طریقت

یعنی

شجرہ بیعت

سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ طریقت حضرت ابو سعید مبارک مخزمی رح اور اُنکے شیخ ابوالحسن علی بن محمد قرشی رح، اُنکے شیخ ابوالفرج طرطوسی رح اُنکے ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رح، اُنکے شیخ ابوبکر شبلی رح، اُنکے شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی رح، اُنکے شیخ سری سقطی رح، اُنکے شیخ معروف کرخی رح، اُنکے شیخ داؤد طائی رح اُنکے شیخ حبیب عجمی رح، اُنکے شیخ حسن بصری رح، اُنکے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور اُنکے حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

---

[1] ملاحظہ ہو قلائدالجواہر ۱۲ منہ رح

وعظ
اور
تدریس و افتاء

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، طبعاً مخلوق متوحش، ویرانہ پسند، اختلاط سے دل برداشتہ، زاویہ خمول وگوشہ گمنامی کے مشتاق اور اپنی عاشقانہ و مستانہ وار متوکلانہ گذران کے شیدا تھے، مگر چونکہ قطبیت کا تاج آپکے سر پر رکھا گیا تھا، کہ بھٹکے ہوؤں کو راہ بتلائیں، مبتلائے معصیت مردہ دلوں کو طاعت حق جل وعلا کی حیات بخشیں، بیماران قلب کا علاج کریں، پابند و اسیر ہوس و طمع لوگوں کو ربانی، رحمانی اور اللہ والا بنا کر اپنے مولا کے سامنے پیش کریں، اور اپنے ارشادات و فیوضات سے مختلف الطبائع اشخاص کے قلوب کی ظلمتوں کو نور سے مبدل کر دیں، اس لئے آپ کو مخلوق میں رہنے کی سخت ترین صعوبت میں مبتلا کیا گیا، اور تقدیر کے ہاتھوں نے سراپردہ خمول سے باہر نکالکر ارشاد و تربیت خلق کے لئے بغداد کے محلہ باب الازج کے مدرسہ[1] میں لا بٹھایا،

اس وقت بغداد میں خلفائے عباسیہ کا دور دورہ تھا، اہل زمانہ دنیا طلبی میں منہمک، امراء حکومت میں بدمست اور نشہ امارت میں سرشار تھے، معتزلہ اور مبتدعین کا رنگ جدا تھا، طالب دنیا علماء نے اپنی اور دوسروں کی مٹی جدا خراب کر رکھی تھی، جاہل صوفیوں نے طریقت کو شریعت سے علیحدہ

---

[1] یہ مدرسہ حضرت شیخ ابو سعید مخرمی نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو تفویض کیا تھا، جیسا کہ قلائد الجواہر میں لکھا ہے، ۱۰ منہ رح

اور آزاد چھوڑ رکھا تھا،

چنانچہ اس سے متاثر ہو کر آپ نے علاوہ تدریس و افتاء کے وعظ و نصیحت، اعلائے کلمۃ الحق، اصلاح خلق، اشاعت اسلام اور تجدید دین کا بیڑا اٹھایا،

رویائے صادقہ اور وعظ کی ابتدأ

ابھی اس کا عزم کیا ہی تھا، کہ ۱۶ ؍ شوال ۵۲۱ھ ہجری سہ شنبہ کے روز آپ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب[1] میں دیکھا، حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، **اے عبد القادر! تم اللہ کی مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے لئے وعظ و نصیحت اور پند و موعظت کیوں نہیں کرتے؟** آپ نے عرض کیا، کہ حضور! میں ایک عجمی شخص ہوں، فصحائے عرب[2] کے سامنے کس طرح زبان کھولوں، سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اپنا منہ کھولو، آپ نے منہ کھولا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سات بار لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا، اور فرمایا، جاؤ! تم وعظ و نصیحت کرو، اور حکمت و موعظۃ حسنہ سے لوگوں کو اپنے رب کیطرف بلاؤ،

چنانچہ ظہر کی نماز پڑھکر آپ بیٹھے، تو خلقت آپ کے گرد اگرد جمع ہو گئی، آپ کچھ مرعوب سے ہو گئے، اس اثنا میں آپ نے شیر خدا علی مرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مجلس میں اپنے آگے کھڑا دیکھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے عبد القادر! وعظ کیوں نہیں کرتے، آپ نے کہا، ابا جان! میں گھبرا گیا ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اپنا منہ کھولو، آپ نے کھولا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا، آپ نے عرض کیا، پورے سات مرتبہ کیوں نہیں ڈالتے؟ شیر خدا نے فرمایا رسول خدا **صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے پاس ادب کی وجہ سے ایسا نہیں کرتا**

---

[1] ملاحظہ ہو بہجۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶ و قلائد و ترغیب المناظر ۱۲ منہ رحمہ [2] مراد بغداد ہے ۱۲ منہ رحمہ

اس کے بعد حضرت علیؒ آپ سے پوشیدہ ہو گئے، اور پھر آپ کا غواصِ فکر دل کے دریا میں غوطے لگا لگا کر حقائق و معارف کے موتی نکالنے اور ساحلِ سینہ پر لا لا کر ڈالنے لگا، اور ترجمان زبان کا دلّال اُنپر بولی دینے لگا، لوگ آکر طاعت و عبادت کی گرانمایہ اور بے بہا قیمتیں گذران کر اُنہیں خریدتے، خدا کے گھروں کو ذکر الٰہی سے آباد کرتے اور بزبان حال یہ شعر پڑھتے، ؎

عَلٰی مِثْلِ لَیْلٰی یَقْتُلُ الْمَرْءُ نَفْسَهٗ[1]
وَیَحْلُوْلَهٗ مُرُّ الْمَنَایَا وَاَعْذَبُ

ہجوم خلق تھوڑے عرصہ بعد اطراف واکناف بغداد میں آپ کی بہت شہرت ہو گئی، آپ کی مجلس وعظ میں اس کثرت سے لوگ آنے لگے، کہ مدرسہ کی جگہ اُن کے لئے کافی نہ ہوتی، اور تنگی کیوجہ سے لوگ مدرسہ کے باہر سڑک پر بیٹھ جاتے،

توسیع مدرسہ ہجوم کی کثرت کی وجہ سے امرائے شہر نے قرب وجوار کے مکانات کو شامل کر کے مدرسہ کو وسیع کر دیا، الغرض ۵۲۸ھ ہجری میں یہ مدرسہ ایک عالیشان عمارت کی صورت میں بنکر تیار ہو گیا،

تدریس آپ نے نہایت جدّ وجہد کے ساتھ وعظ وتدریس اور افتاء کا کام شروع کر دیا، دُور دراز ممالک کے لوگ آپ سے علوم شریعت و طریقت کے حصول کے لئے جوق در جوق آنے شروع ہو گئے، تھوڑے ہی عرصہ میں علماء و صلحاء کی ایک بڑی جماعت آپ کے پاس تیار ہو گئی، آپ سے علوم حاصل کر کے بہت سے اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے، اور تمام

---

[1] (ترجمہ) یعنی لیلیٰ جیسے معشوق پر انسان اپنی جان قربان کر دیتا ہے، اور اس کی ساری سختیاں حلاوت سے بدلکر شیریں ہو جاتی ہیں۔ ۱۲ منہ رح

عراق میں آپ کے مرید اور تلامذہ کثیر تعداد میں پھیل گئے،

آپکے اکابر تلامذہ

یوں تو آپ کے لاتعداد و بیشمار تلامذہ تھے جنہوں نے آپ سے باقاعدہ علومِ شریعت و طریقت کی تحصیل کی تھی، لیکن یہاں صرف اُن چند مشاہیر کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں، جنکو علم و فضل کیوجہ سے قبولیت عامہ نصیب ہوئی، اور عوام الناس کو اُن سے دینی فوائد پہنچے۔

(۱) محمد بن احمد بن بختیار (۲) ابو محمد عبداللہ بن ابو الحسن الجبائی (۳) فرزند عباس المصری (۴) عبدالمنعم بن علی الحرانی (۵) ابراہیم الحداد الیمنی (۶) عبداللہ الاسد الیمنی (۷) عطیف بن زیاد الیمنی (۸) عمر بن احمد الیمن الیحری (۹) مدافع بن احمد (۱۰) ابراہیم بن بشارۃ العدلی (۱۱) عمر بن مسعود البزاز (۱۲) استاد میر محمد الجیلانی (۱۳) عبداللہ بطائحی نزیل بعلبک (۱۴) مکی بن ابو عثمان السعدی (۱۵) ابنائے عبدالرحمن و صالح ابو عثمان السعدی (۱۶) عبداللہ بن الحسین بن العکبری (۱۷) ابوالقاسم بن ابوبکر احمد (۱۸) احمد (۱۹) عتیق بن ابوالقاسم (۲۰) عبدالعزیز بن ابونصر الجنابذی (۲۱) محمد بن ابوالمکارم الحجۃ الیعقوبی (۲۲) عبدالملک بن دیال (۲۳) ابو احمد الفضیلہ (۲۴) عبدالرحمن بن نجم الخزرجی (۲۵) یحییٰ التکریتی (۲۶) ہلال بن امیہ العدنی (۲۷) یوسف بن مظفر العاقولی (۲۸) احمد بن اسمٰعیل حمزہ (۲۹) عبداللہ بن المنصوری سدذتہ (؟) بن یقینی (۳۰) عثمان الیاسری (۳۱) محمد الواعظ الجیاندار (۳۲) تاج الدین بن بطہ (۳۳) عمر بن المدائنی (۳۴) عبدالرحمن

۱؎ قلائد الجواہر میں ان کے اسمائے گرامی درج ہیں ۱۲ منہ رح

بن نقاؒ (۳۵) محمد النخالؒ (۳۶) عبد العزیز بن کلفؒ (۳۷) عبد الکریم بن محمد المصیبریؒ (۳۸) عبد اللہ بن محمد بن الولیدؒ (۳۹) عبد المحسن بن دُوَیرہؒ (۴۰) محمد بن ابو الحسینؒ (۴۱) دُلف الجُمیریؒ (۴۲) احمد بن الدیمقیؒ (۴۳) محمد بن احمد المؤذنؒ (۴۴) یوسف ہبۃ اللہ الدمشقیؒ (۴۵) احمد بن مطیعؒ (۴۶) علی بن النفیس المامونیؒ (۴۷) محمد بن اللیث الضریرؒ (۴۸) شریف احمد بن منصورؒ (۴۹) علی بن ابوبکر بن ادریسؒ (۵۰) محمد بن نصرہؒ (۵۱) عبد اللطیف محمد الحرانیؒ وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن ۔

آپکی عالمگیر شہرت

کچھ عرصہ بعد آپ کی شہرت وسیع اور عالمگیر ہوگئی آپ کی عظمت و محبوبیت مخلوق کے قلوب میں رچگئی ، دُور دَراز سے کٹھن اور جانکاہ منزلیں طے کرکے لوگ آپ سے فیوض و برکات حاصل کرنے ، اور آپ کی مجلس وعظ میں شامل ہونے کے لئے آتے ؎

گرم ہے مصر کا بازار تیرے کوچے میں
آتے جاتے ہیں خریدار تیرے کوچے میں

لوگوں کے ہجوم کثیر کی وجہ سے باوجود توسیع عمارت کے مدرسہ میں گنجائش نہ رہی ، لہذا آپ کی مجلس وعظ کیلئے شہر کے باہر عیدگاہ مقرر ہوئی ،

حاضرین مجلس

کہتے ہیںؔ ، کہ حاضرین مجلس کی تعداد بالعموم ستر ہزار سے زائد ہوا کرتی تھی ، جن میں اکابر مشائخ عراق ، علمائے کرام و مفتیان عظام کے علاوہ ملائکہ جنؔ اور رجال غیب وغیرہ بکثرت حاضر ہوا کرتے تھے

لہ ملاحظہ ہو بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۲ ۱۲ منہ رح ۔ سلہ جیساکہ شیخ ابو سعد قیلوی کی روایت سے جو عراق کے مشہور صاحب خوارق وکرامات شیخ ہیں ، ظاہر ہے ۔ آپنے مجلس وعظ میں خود اپنی ان آنکھوں سے جنات ، ملائکہ ، ارواح انبیاء ، رجال الغیب (بقیہ صفحہ ۷۳)

اکابر مشائخ اور علماء کے متعلق شیخ ابو یعلیٰ بیان کرتے ہیں، کہ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اکثر بیٹھا کرتا تھا، علمائے کرام اور مشائخ عظام میں حضرات ذیل باعموم موجود ہوا کرتے تھے،

(۱) شیخ فقیہہ ابو الفتحؒ (۲) شیخ ابو محمد محمودؒ (۳) امام ابو حفص عمرؒ (۴) شیخ ابو محمد الحسن الفارسیؒ (۵) شیخ عبد اللہ بن احمد الخشابؒ (۶) امام ابو عمرو عثمان الملقب بشافعی زمانہؒ (۷) شیخ بن الکیزانیؒ (۸) شیخ فقیہ رسلان عبد اللہ بن شعبانؒ (۹) شیخ محمد بن قائد الاوانی (۱۰) شیخ عبد اللہ بن سنان الردینیؒ (۱۱) شیخ حسن بن عبد اللہ رافع الانصاریؒ (۱۲) شیخ طلحہ (۱۳) شیخ احمد بن سعدؒ (۱۳) شیخ محمد بن ازہر الصیرفیؒ (۱۴) شیخ یحییٰ بن البرکہ محفوظ الدیقیؒ (۱۵) شیخ علی بن احمد بن وہب الدرجیؒ (۱۶) قاضی القضاۃ عبد الملک بن عیسیٰؒ (۱۷) شیخ عثمانؒ (۱۸) شیخ عبد الرحمٰن بن عثمانؒ (۱۹) شیخ عبد اللہ بن نصر بن حمزہ البکریؒ (۲۰) شیخ عبد الجبار بن ابو الفضل القفصیؒ (۲۱) شیخ علی بن ابو طاہر الانصاریؒ (۲۲) شیخ عبد الغنی بن عبد الواحد المقدس الحافظؒ (۲۳) امام موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن قدامۃ المقدسیؒ الحنبلیؒ (۲۴) شیخ ابراہیم بن عبد الواحد المقدسی الحنبلیؒ

رجال الغیب

آپ کی مجلس وعظ میں دور دراز مقامات سے رجال الغیب بکثرت آیا کرتے تھے،

چنانچہ حافظ ابو زرعہ ظاہر بن محمد بن ظاہر المقدس الداری کا بیان ہے، کہ میں ایک وقت حضرت غوثیت مآب کی مجلس وعظ میں حاضر تھا، اُس وقت آپ فرما رہے تھے، کہ میرا کلام رجال غیب سے ہوتا ہے، جو کوہ قاف کے درہ سے میری مجلس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲) اور حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ ملاحظہ ہو بہجہ ۱۲ منہؒ

بں آتے ہیں، اور جن کے قدم ہوا میں اور دل حضرت القدس میں ہوتے ہیں، اپنے پروردگار کا انہیں اسدرجہ اشتیاق ہوتا ہے، کہ آتش شوق سے انکی ٹوپیاں انکے سروں پر جل جاتی ہیں، آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالرزاقؒ بھی اسی مجلس میں موجود تھے، آپنے آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا، اور تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے، اتنے میں آپ کے سر پر ٹوپی جلنے لگی، آپنے وہ ٹوپی پھاڑ ڈالی، اسی اثناء میں آپنے تخت سے اُتر کر اُسے بجھا دیا، اور فرمایا کہ عبدالرزاق تمہارے قلب میں بھی وہ آگ شعلہ زن ہے،

حافظ ابوذرعہ بیان کرتے ہیں، کہ بعد میں میں نے آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالرزاقؒ سے اس وقت کا حال دریافت کیا، تو آپنے بیان کیا، کہ میں نے جب اوپر نظر اُٹھا کر دیکھا، تو مجھے ہوا میں رجال غیب کی صفیں کی صفیں نظر آئیں، تمام اُفق اُن سے بھرا ہوا تھا، یہ لوگ سر جھکائے نہایت خاموشی سے آپ کا کلام سُن رہے تھے، بعض ان میں سے چیخ اُٹھتے، اور بعض ہوا میں دوڑنے لگتے، بعض زمین پر گر جاتے، اور بعض لرزتے رہتے، میں نے غور سے دیکھا، تو انکے لباس میں آگ لگی ہوئی تھی،

کیفیت سامعین آپ کا وعظ جو ربانی فتوحات، یزدانی الہامات اور سبحانی ارشادات و ہدایات کا بحر ذخار ہوتا تھا، جسوقت جوش میں آتا، تو سامعین کیا امراء، اور کیا فقراء، کیا علماء، اور کیا صلحاء، کیا فصحاء، اور کیا جہلاء، کیا ضعفاء، اور کیا اقویا، کیا مشائخ اور کیا مریدین، کیا عوام اور کیا خواص سب کے سب بیتاب ہو جاتے، جب حکمت و دانش کے ابر نیسان کی موسلادھار بارش برسنی شروع ہوتی، تو کسی پر وجد طاری ہوتا، اور کسی پر گریہ و بکا، کوئی محو حیرت و استغراقی کیفیت میں ششدر بیٹھا رہ جاتا، اور کوئی مضطرب

وبے اختیار ہو کر کپڑے پھاڑتا اور چیختا چلاتا، کسی کے قلب پر ایسی ناقابل ضبط چوٹ لگتی، جس سے اس کا جگر شق ہو جاتا، اور وہ شمشیرِ محبت کا گھائل ہو کر شہادت لقاءِ محبوب کا شربت پی لیتا، اور موت کی نیند سو جاتا،

وعظ کے ختم ہونے پر جب حاضرین منتشر ہوتے، تو پتہ چلتا، کہ آج اتنے شہدائے عشق اور رہے معرفت کے متوالوں کے جنازے[1] اٹھانے کی نوبت آئی ہے، ؎

مردہ، کوئی کشتہ، کوئی بسمل، کوئی زخمی
کوچہ بھی نمونہ ہے ترا روزِ جزا کا

شانِ وعظ آپ کے وعظ کی شان حکیمانہ اور جلال کا رنگ لئے ہوئے تھی، آپ بلا رو رعایت کھرے اور صاف الفاظ میں نصیحت فرمایا کرتے تھے، اعلائے کلمۃ الحق میں بے باک تھے، حرّ الضمیر اور آزادگو تھے، خاص مرید کو کبھی آپ خطاب فرماتے، تو "یا غلام" کے عنوان سے پکارتے، مجمع کو مخاطب بناتے، تو "یا قوم" کہکر وعظ فرمایا کرتے تھے، وعظ کے وقت آپ کے منہ سے موتی جھڑتے تھے، آپ کا کلام رشتۂ دُر یا سِلک گوہر تھا، جو مسلسل دریا کی طرح رواں چلا جاتا تھا، آپ کے کلام میں ذرا سرعت تھی،

جب آپ کرسی پر رونق افروز ہوتے، تو آپ کی ہیبت سے کوئی شخص نہ لعاب دہن پھینکتا، نہ ناک صاف کرتا، نہ کلام کرتا، اور نہ اٹھکر وسط مجلس میں جاتا، یہ آپ کی کرامت تھی، کہ آپ کی مجلس میں دور و نزدیک بیٹھنے والے آپ کی آواز یکساں سنتے تھے، نیز آپ اہل مجلس کے خطرات قلبی کے موافق کلام

---

[1] جیساکہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ حضرت شیخ ابو عبداللہ عبدالوہاب کی روایت سے ظاہر ہے کہ آپکی ہر مجلس میں دو چار آدمی ضرور مرجایا کرتے تھے، دیکھیے بہجۃ مطبوعہ مصر ص۹۵ ۱۲ منہ رح

فرماتے تھے،

چنانچہ علامہ ابوالحسن سعد الخیر انصاری اندلسی کا بیان[1] ہے، کہ میں ۵۲۹ھ ہجری میں سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا، میں اخیر کی صفوں میں تھا، آپ زُہد پر تقریر فرما رہے تھے، میں نے دل میں کہا، کہ کاش آپ معرفت پر تقریر فرمادیں، پس آپ نے زہد کو چھوڑ کر معرفت پر وہ تقریر فرمائی، جو میں نے کبھی نہیں سنی تھی، پھر میرے دل میں آیا، کاش آپ شوق پر تقریر فرمادیں، پس آپ نے معرفت کو چھوڑ کر شوق پر وہ تقریر فرمائی، جو کبھی میرے سُننے میں نہیں آئی تھی، پھر میرے دل میں خیال آیا، کاش آپ علم فنا و بقا پر تقریر فرمادیں، پس آپ نے شوق کو چھوڑ کر فنا و بقا پر وہ تقریر کی، جو میرے کانوں نے آجتک نہیں سُنی تھی، پھر میرے جی میں آیا، کہ کاش آپ علم غیب و حضور پر تقریر فرمادیں، پس آپ نے فنا و بقا کو چھوڑ کر علم غیب و حضور میں ایسی تقریر کی جو میں نے کبھی نہیں سُنی تھی، پھر آپ نے فرمایا، ابوالحسن یہ تجھے کافی ہے، یہ سنکر مجھ سے آپے میں نہ رہا گیا، میں نے اپنے کپڑے چاک کر ڈالے، ایک وجدانہ کیفیت مجھ پر طاری ہوگئی، اور میں نے چیخنا چلاّنا اور دھاڑیں مارنا شروع کردیا،

آپکا خطبۂ وعظ

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں، کہ میرے والد ماجد وعظ سے قبل خطبہ یوں شروع کیا کرتے تھے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس کے بعد آپ خاموش ہو جاتے، پھر فرماتے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، پھر آپ خاموش ہو جاتے، پھر فرماتے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پھر آپ خاموش

---

[1] ملاحظہ ہو بہجہ صفحہ ۹۴ ۱۲ منہ رح

ہو جاتے پھر فرماتے،

عَدَدَ خَلْقِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ
وَرِضَا نَفْسِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ
وَمُنْتَهٰى عِلْمِهٖ وَجَمِيْعِ مَا شَاءَ
وَخَلَقَ وَذَرَاءَ وَبَرَاءَ عَالِمِ
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ
الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ وَاَشْهَدُ اَنْ
لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَهُ
الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ
وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَلَا
نِدَّ لَهٗ وَلَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا
وَزِيْرَ وَلَا عَوْنَ وَظَهِيْرًا
اَلْوَاحِدُ الْاَحَدُ الْفَرْدُ الصَّمَدُ
الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَ
لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ
لَيْسَ بِجِسْمٍ فَيَنْتَمِنُ وَلَا جَوْهَرٍ
فَيُحَسُّ وَلَا عَرَضٍ فَيَكُوْنُ
مُنْتَقِصًا هُنَالِكَ وَلَا وَزِيْرَ
لَهٗ وَلَا مُشَارِكَ جَلَّ اَنْ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں اس
کی تمام مخلوقات، اُس کے عرش، اُس کے
کلمات، اُس کے منتہائے علم سب کے برابر
اور جسقدر کہ وہ اپنے لئے پسند کرے، وہ
ظاہر و باطن غرض تمام چیزوں کا جاننے والا
ہے، نہایت مہربان اور رحیم ہے، ہر چیز کا
مالک اور پاک و بے عیب ہے، سب سے
غالب اور سب سے زیادہ حکمت والا ہے
میں شہادت دیتا ہوں، کہ اُس کے سوا
کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، مُلک بھی اُسی
کا ہے، اور تمام تعریفیں بھی اُسی کو زیبا ہیں
وہی سب کو زندہ کرتا ہے، اور وہی مارتا ہے
اور وہ خود تا ابدالآباد زندہ رہیگا، اُسے کبھی
بھی موت نہیں، ہر طرح کی بھلائی اُسی کے
قبضۂ قدرت میں ہے، اور وہ ہر بات پر
قادر ہے، نہ اُسکا کوئی ہمسر ہے، اور نہ ہی
کوئی شریک، نہ اس کا کوئی وزیر ہے اور نہ ہی
کوئی معاون و مددگار، ایک اکیلا تن تنہا
اور پاک و بے نیاز ہے، نہ وہ کسی سے
اور نہ کوئی اُس سے پیدا ہوا، کوئی اُسکی

يُشْبِهُ بِمَا صَنَعَهُ أَوْ يُضَافُ
لِمَا اخْتَرَعَهُ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْئٌ
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ وَأَشْهَدُ
أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَ
حَبِيْبُهٗ وَخَلِيْلُهٗ وَصَفِيُّهٗ
وَنَجِيُّهٗ وَخِيَرَتُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ
أَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ
لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ
ارْضَ عَنِ الرَّفِيْعِ الْعِمَادِ الطَّوِيْلِ
النِّجَادِ الْمُؤَيَّدِ بِالتَّحْقِيْقِ الْمُكَنّٰى
بِالْعَتِيْقِ الْخَلِيْفَةِ الشَّفِيْقِ
الْمُسْتَخْرَجِ مِنْ أَطْهَرِ أَصْلٍ
عَرِيْقٍ الَّذِيْ اِسْمُهٗ بِاسْمِهٖ
مَقْرُوْنٌ وَجِسْمُهٗ مَعَ جِسْمِهٖ
مَدْفُوْنٌ الْإِمَامُ أَبِيْ بَكْرِنِ
الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
وَعَنِ الْقَصِيْرِ الْأَمَلِ الْكَثِيْرِ
الْعَمَلِ الَّذِيْ لَا خَامَرَهٗ دَجَلٌ
وَلَا عَارَضَهٗ زَلَلٌ وَلَا دَاخَلَهٗ

برابری کا نہیں، نہ وہ جسم ہے، کہ کم و بیش
ہو سکے، اور نہ جوہر ہے، کہ حس میں آوے
اور نہ وہ عرض ہے، کہ نقصان قبول کر
سکے، وہ اس بات سے بھی بالاتر ہے،
کہ اس کی بنائی ہوئی چیزوں سے اُسے
تشبیہ یا اُس کے اختراعات میں سے
کسی کے ساتھ بھی اُسے نسبت دیجائے
بلکہ اُس جیسی کوئی بھی شے نہیں، وہ سب
کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے میں اس
امر کی بھی شہادت دیتا ہوں، کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اُس کے بندے اُسکے رسول،
اُسکے حبیب، اُسکے خلیل اور اُسکی کل
مخلوقات میں بہترین خلائق ہیں، اُسنے
آپکو (دنیا میں) ہدایت کامل اور دین حق
دیکر بھیجا، تاکہ تمام ادیان پر اُس کو غالب
کر دے، گو مشرکین اس بات کو پسند نہ
کریں، اے اللہ تو راضی ہو، اور اپنی رحمتیں
نازل کر، اُنپر جو کہ اونچے گھرانے کے اور
بڑے پرتلوں والے تھے، حق جنکا موید
تھا، جنکی کنیت عتیق تھی، جو کہ خلیفہ مہربان
تھے، جنکی اصل بہت پاک تھی، جنکا نام

مُلَقَّنُ الْمُؤَيَّدِ بِالصَّوَابِ
الْمُلْهَمِ الْفَصْلَ الْخِطَابِ
حَنِيْفِيَ الْمِحْرَابِ الَّذِيْ وَافَقَ
حُكْمُهُ نَصَّ الْكِتَابِ الْإِمَامِ
أَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْ مُجَهِّزِ
جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَعَاشِرِ الْعَشَرَةِ
مَنْ شَيَّدَ الْإِيْمَانَ وَرَتَّلَ
الْقُرْاٰنَ وَشَتَّتَ الْفُرْسَانَ
وَضَعْضَعَ الطُّغْيَانَ مُزَيِّنِ
الْمِحْرَابِ بِإِمَامَتِهٖ وَالْقُرْاٰنِ
بِتِلَاوَتِهٖ أَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ
وَأَكْرَمِ السُّعَدَاءِ الْمُسْتَحْيِيْ مِنْهُ
مَلٰئِكَةُ الرَّحْمٰنِ ذِي النُّوْرَيْنِ
أَبِيْ عَمْرٍو عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنِ الْبَطَلِ
الْبُهْلُوْلِ وَزَوْجِ الْبَتُوْلِ
وَابْنِ عَمِّ الرَّسُوْلِ وَسَيْفِ
اللّٰهِ الْمَسْلُوْلِ قَالِعِ الْبَابِ
وَهَازِمِ الْأَحْزَابِ إِمَامِ الدِّيْنِ
وَعَالِمِهٖ وَقَاضِي الشَّرْعِ

سرورِ کائنات کے نام پاک کے ساتھ مقرون
اور جنکا جسم حضور کے جسم اطہر کے ہم پہلو
مدفون ہے یعنی امام عادل امیر المومنین
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر
اور انپر جو کوتاہ حرص اور کثیر العمل تھے
جنہیں کہ نہ کسی کا خوف لاحق ہوتا تھا نہ لغزش
اُن سے سرزد ہوتی، اور نہ راہِ حق میں وہ
کسی طرح تھک سکتے تھے، حق جنکی تائید
پر تھا، جنہیں فیصلے وتصفیہ کرنا الہام ہو چکا
تھا، جو راہ حق پر تھے، وہ کہ جنکا حکم کئی مرتبہ
وحی اور آیات قرآنی کے موافق اُترا یعنی
امام عادل امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی
اللہ تعالیٰ عنہ پر اور اُن پر جو کہ اسلامی لشکر
کی تیاریوں میں نہایت سرگرم تھے، جو کہ
عشرہ مبشرہ سے تھے، جنہوں نے کہ ایمان
کی جڑ کو مضبوط کر دیا، جنہوں نے لشکر
پھیلا کر کفار کی سرکشی مٹا دی، جنہوں نے
کہ سجدوں کی محرابوں کو اپنی امامت سے
اور کلام ربانی کو اس کی تلاوت سے
مزین کیا، جو کہ افضل الشہدا، اور اکرم السعدا
ہیں، جنکی شرم وحیا کا یہ حال تھا، کہ اُنسے

وَحَاكِمِهٖ وَالْمُتَصَدِّقِ فِي
الصَّلٰوةِ بِخَاتَمِهٖ مُفْدِي
رَسُوْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهٖ وَمُظْهِرِ
الْعَجَائِبِ الْاِمَامِ اَبِي الْحَسَنَيْنِ
عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَنِ السِّبْطَيْنِ
الشَّهِيْدَيْنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
وَعَنِ الْعَمَّيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ الْحَمْزَةِ
وَالْعَبَّاسِ وَعَنِ الْاَنْصَارِ وَ
الْمُهَاجِرِيْنَ وَعَنِ التَّابِعِيْنَ
لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ
يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحِ
الْاِمَامَ وَالْاُمَّةَ وَالرَّاعِيَ وَالرَّعِيَّةَ
وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ فِي الْخَيْرَاتِ
وَادْفَعْ شَرَّ بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْعَالِمُ بِسَرَائِرِنَا
فَاَصْلِحْهَا وَاَنْتَ الْعَالِمُ
بِعُيُوْبِنَا فَاسْتُرْهَا وَاَنْتَ الْعَالِمُ
بِحَوَائِجِنَا فَاقْضِهَا لَا تَرَانَا
حَيْثُ نَهَيْتَنَا وَلَا تَفْقِدْنَا
حَيْثُ اَمَرْتَنَا وَاَعِزَّنَا بِالطَّاعَةِ
وَلَا تُذِلَّنَا بِالْمَعْصِيَةِ وَاشْغَلْنَا

فرشتے بھی حیا کرتے تھے، جنکا لقب ذُو النورین
تھا یعنی امیر المومنین حضرت ابو عمر وعثمان بن
عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور اُنپر جوکہ شیر خدا
زوج بتول اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے چچیرے بھائی تھے، جو کہ گویا
باری تعالے کی نکلی ہوئی تلوار تھے جنہوں
نے دروازہ خیبر کو اکھاڑ پھینکا تھا، جو دشمن
کے لشکروں کو شکست فاش دیا کرتے
تھے، جوکہ دین کے امام و عالم اور نماز کا
پورا حق ادا کرنیوالے شرع کے قاضی و
حاکم تھے، جوکہ اپنی روح پُر فتوح کو حضور
سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کرتے
تھے، یعنی مظہر العجائب امام عادل امیر المومنین
حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور حضور سرور
کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواسے
سبطین الشہیدین الامام الحسن والحسین
اور آپ کے عم بزرگ حضرت حمزہ اور
حضرت عباس اور کل مہاجرین وانصار پر
اور اُنپر بھی جوکہ قیامت تک اُن کی پیروی
کرتے رہیں، اے پروردگار! امام اور
اُمت، حاکم اور محکوم دونوں کو صلاحیت

بِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَاقْطَعْ
عَنَّا كُلَّ قَاطِعٍ يَقْطَعُنَا عَنْكَ
وَأَلْهِمْنَا ذِكْرَكَ وَشُكْرَكَ وَ
وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاءْ
لَمْ يَكُنْ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ
إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
اَللّٰهُمَّ لَا تُحْيِنَا فِيْ غَفْلَةٍ
وَلَا تَأْخُذْنَا عَلٰى غِرَّةٍ رَبَّنَا
لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَا أَوْ
أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ
عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ
عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا
وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا
بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا
وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلٰنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكٰفِرِيْنَ۔

نصیب کر، اُن کے دلوں میں ایکدوسرے
کی محبت ڈال، اُنہیں نیکی کی توفیق دے
اور ایکدوسرے کے شر سے اُنہیں محفوظ رکھ
اے مولا! تو ہمارے مخفی رازوں سے
مطلع ہے، تو اُنکی اصلاح کر، تجھے ہمارے
گناہوں کی خبر ہے، تو اُنہیں معاف کر،
تو ہمارے عیبوں سے آگاہ ہے، اُنہیں
چھپا، تو ہماری ضروری باتوں کو جانتا ہے
اُنکو پورا کر، جن باتوں سے تو نے ہمیں منع
کیا اُنکے کرنے کا ہمیں موقعہ نہ دے، اور
ہمیں توفیق دے، کہ ہم تیرے احکام کے
پابند رہیں، ہمیں اپنی طاعت وعبادت کی
عزت نصیب کر، اور گناہوں کی ذلت
میں ہمیں نہ ڈال، اپنے ماسوا سے
ہمیں اپنی طرف کھینچ لے، جو تجھ سے
ہمیں دور کرے، اُسے ہم سے دور کر دے
ہمیں اپنے ذکر کرنے کا طریقہ سکھلا اور
صبر وشکر کی توفیق دے، اور اطاعت اور
عبادت کرنے میں ہمیں خلوص ویقین نصیب کر، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو کچھ
کہ وہ چاہتا ہے، وہی ہوتا ہے، اور جو نہیں چاہتا، وہ نہیں ہوتا، کسی کو کچھ طاقت
وقوت نہیں مگر اُسی کی اعانت سے جو کہ عظمت وبزرگی والا ہے، اے پروردگار

ہماری زندگی غفلت کی زندگی نہ کر، اور نہ ہمارے دھوکا میں پڑجانے سے تو ہم سے مواخذہ کر، اے پروردگار ہم بھول جائیں، یا قصداً ہم سے کوئی خطا ہو جائے، تو ہم سے تو درگذر فرما، اور ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال، جتنا کہ تو نے اگلی اُمتوں پر ڈالا تھا، اے مولا! جس بات کی ہمیں طاقت نہ ہو، اس میں تو ہمیں مجبور نہ کر، ہم سے تو نرمی فرما اور ہمارے گناہوں کو تو بخشدے، اور اپنا فضل و کرم ہمارے شامل حال رکھ، تو ہی ہمارا مالک وحقیقی مددگار ہے، تو ہی کافروں پر بھی ہماری مدد کر،

تقریر لکھنے کیلئے ہر مجلس میں چارسو دواتیں ہونا

آپ کی مجلس وعظ میں دو شخص بغیر الحان کے بلند آواز سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے، اور شریف ابوالفتح ہاشمیؒ بھی آپ کی مجلس کے قاری تھے،

مجلس میں آپ کی تقریر قلمبند کرنے کے لیے چارسو[1] دواتیں ہوا کرتی تھیں اکثر آپ اپنی مجلس میں تخت پر سے اُٹھکر لوگوں کے سروں پر کئی قدم ہوا میں چلکر جاتے، اور پھر اپنے تخت پر واپس آجاتے،

مجلس وعظ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

ایک[2] روز حضور غوثیت مآبؒ کی مجلس میں دس ہزار کے قریب آدمی جمع تھے، شیخ علی بن ابی نصر الہیتیؒ بھی آپ کے سامنے بیٹھے تھے، کہ یکایک اُنکو نیند آگئی حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو فرمایا، کہ خاموش ہو جاؤ، یہ فرمانا ہی تھا کہ لوگ ایسے خاموش ہوئے کہ سوائے سانسوں کے اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی، پھر حضور غوثیت مآب منبر سے اُترے، اور شیخ علی بن ابی نصر کے روبرو ادب

---

[1] دیکھو بہجہ صفحہ ۹۵ ۱۲ منہ رح   [2] بہجہ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶ ۱۲ منہ رح

سے کھڑے ہو گئے، اور بغور اُن کی طرف دیکھنے لگے، کچھ دیر کے بعد شیخ علی ؒ جاگ اُٹھے، حضرت غوث پاک ؒ نے اُن سے دریافت کیا، کہ کیا آپنے اب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے؟ شیخ نے جوابدیا، ہاں! آپنے فرمایا، میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے لئے ہی کھڑا ہوا تھا، پھر حضرت غوث پاک ؒ نے پوچھا، کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو کوئی وصیت بھی فرمائی، شیخ علی نے جواب دیا، کہ آپ کی خدمت اقدس میں رہنے کی،

آپکا فتوٰے دینا

شیخ عبدالرزاق ؒ شیخ عبدالوہاب ؒ اور ابوالقاسم عمر بزاز کا بیان[۱] ہے، کہ عراق کے سوا دیگر بلاد سے بھی حضور غوثیت مآب ؒ کے پاس فتوے آیا کرتے تھے، ہم نے نہیں دیکھا، کہ کوئی استفتاء آپ کے پاس ایک رات رہا ہوتا کہ آپ اسکا مطالعہ فرمائیں، یا اُس میں غور و فکر کریں، بلکہ استفتاء کو پڑھتے ہی اُسی وقت اُس کے ذیل میں جواب تحریر فرما دیا کرتے تھے،

آپ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر فتوٰے دیا کرتے تھے، آپکے فتاوٰی علمائے عراق پر پیش کئے جاتے تھے، وہ اُن کی صحت پر اتنا تعجب نہ کرتے تھے، جتنا کہ آپ کے جواب کی سرعت پر،

امام ابویعلی نجم الدین کہتے ہیں، کہ اپنے وقت میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ عراق کے اندر فتاوٰے میں مرجع الخلائق تھے،

---

[۱] دیکھو بہجہ ص ۱۱۸ ۱۲ منہ رح

امام موفق الدین بن قدامہؒ بیان کرتے ہیں، کہ ہم ۵۶۱ھ ہجری میں بغداد کے اندر آئے، اُس وقت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل اور حال وافتا ہیں سب سے بڑے ہوئے تھے، طالب علموں کو آپ کی موجودگی میں کسی دوسرے کی حاجت نہ تھی، کیونکہ آپ جامع علم وفضل تھے،

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک مرتبہ بلاد عجم سے ایک فتویٰ آپ کے پاس آیا، اس سے قبل یہ فتویٰ علمائے عراق پر پیش ہو چکا تھا، مگر کسی نے بھی اس کا شافی جواب نہیں دیا تھا،

اس کی صورت یہ تھی، کہ حضرات علماء اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے طلاق ثلاثہ کے ساتھ اس بات کی قسم کھائی، کہ وہ ایک ایسی عبادت کرے گا، جس میں وہ یہ عبادت کرتے وقت تمام لوگوں سے منفرد ہوگا پس وہ شخص کونسی عبادت کرے، بینوا توجروا،

جب آپ کی خدمت میں یہ استفتاء پیش ہوا، تو آپنے فوراً اس پر تحریر فرما دیا، کہ وہ شخص مکہ معظمہ میں چلا جائے، مطاف اس کے لئے خالی کرا دیا جائے اور وہ ایک ہفتہ اکیلا طواف کرے، چنانچہ یہ جواب ملتے ہی مستفتی اُسی روز مکہ معظمہ روانہ ہو گیا،

مدت وعظ و تدریس و افتاء

آپ کے صاحبزادہ حضرت ابو عبد اللہ عبد الوہاب فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار ہفتہ میں تین مرتبہ وعظ فرمایا کرتے تھے، جمعہ کی صبح اور سہ شنبہ کی شام کو مدرسہ میں اور یکشنبہ کی صبح کو خانقاہ میں،

آپنے کل چالیس سال لوگوں کو وعظ فرمایا، جس کی ابتداء ۵۲۱ھ ہجری اور انتہا ۵۶۱ھ ہجری ہے، اور تینتیس ۳۳ سال ۵۲۸ھ ہجری سے لیکر ۵۶۱ھ ہجری تک آپنے

درس و تدریس اور افتا، کا کام سرانجام دیا،

اثر وعظ

شیخ عمر کیمانی فرماتے ہیں، کہ آپکی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی، کہ جس میں یہود و نصارٰی اسلام قبول نہ کرتے ہوں، یا قطاع الطریق، رہزن، چور، قاتل، فاسق، فاجر، ملحد، زندیق، بیدین اور بد اعتقاد لوگ آپ کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتے ہوں،

ایکدفعہ ایک راہب جسکا نام سنان تھا، آپکی مجلس میں آیا، اور آپکے دست مبارک پر اسلام سے مشرف ہوا، اُس نے عام مجمع میں کھڑے ہو کر بیان کیا، کہ میں یمن کا رہنے والا شخص ہوں، میرے دل میں اسلام کا شوق پیدا ہوا، میں نے مصمم ارادہ کر لیا، کہ جو شخص اہل یمن میں سب سے زیادہ متقی، پرہیزگار، متدین متشرع اور افضل ہوگا، میں اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کرونگا، میں اسی فکر میں تھا، کہ مجھے نیند آ گئی، میں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا، اے سنان! تم بغداد جاؤ، اور شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو، کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہے،

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں، کہ اسی طرح ایک دفعہ مجلس وعظ میں تیرہ عیسائی آپ کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئے، ان عیسائیوں نے بیان کیا، کہ ہم لوگ نصارائے عرب ہیں، ہم مسلمان ہونا چاہتے تھے، مگر متردد تھے، کہ کس کے ہاتھ پر ایمان لائیں، اسی اثناء میں ہاتف نے پکار کر کہا، کہ تم لوگ بغداد میں جاؤ، اور شیخ عبد القادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو، کیونکہ اس وقت جسقدر ایمان تمہارے دلوں میں ان کی برکت سے بھرا جائیگا، اسقدر ایمان تمہارے قلوب میں بھرا جانا اور کسی جگہ ممکن نہیں،

پانچہزار یہود و نصاریٰ کا قبول اسلام اور ایک لاکھ فساق و فجار کی توبہ

شیخ عبداللہ جبائیؒ بیان کرتے ہیں، کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر پانچہزار سے زائد یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا، اور ایک لاکھ سے زائد فساق و فجار، قطاع الطریق اور بداعتقاد لوگ تائب ہوئے۔[1]

سینکڑوں مجرم بنے ہیں محرم درگاہ حق
رام کر ڈالا ہزاروں زمرۂ کفار کو

آپکا استغنا اور اعلائے کلمۃ الحق

آپ اعلائے کلمۃ الحق میں بے باک تھے، امیر ہو یا غریب بادشاہ ہو یا فقیر، سب کو نصیحت کی بات بلا خوف و خطر صاف اور کھری سنا دیتے تھے امراء کے آگے دست سوال دراز کرنے، انکو حاجت روائی کیلئے کہتے، انکی چوکھٹ پر جبین التجا خم کرنے اور انہی آستان بوسی کو عین معصیت اور گناہ سمجھتے تھے

چنانچہ ابو عبداللہ محمد بن خضر اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں، کہ میرا والد تیرہ سال تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا، انکا بیان ہے اکہ اس عرصہ میں میں نے دیکھا، کہ نہ تو آپ کا رینٹھ نکلا، اور نہ ہی کبھی بلغم، نہ کبھی آپ کے جسم پر مکھی بیٹھی، اور نہ ہی کبھی آپ امراء و روساء کی تعظیم کے لئے اٹھے، نہ کبھی آپ سلاطین کے دروازوں پر گئے، اور نہ ہی کبھی ان کے فرش فروش پر بیٹھے، بلکہ ان باتوں کو آپ اپنے لئے عذاب اور بلائے ناگہانی سمجھتے تھے، بسا اوقات امراء و رؤساء اور وزراء و سلاطین آپ کے در دولت پر آتے اور آپ بیٹھے ہوتے تو اٹھ

---

[1] بہجہ صفحہ ۹۶ ۱۲ منہ رحم

جاتے، اور اپنے گھر میں داخل ہو جاتے، جب یہ لوگ بیٹھ جاتے، تو اس کے بعد آپ اندر سے تشریف لاتے، یہ آپ اس لئے کرتے، تاکہ آپ کو اُنکی تعظیم کیلئے کھڑا نہ ہونا پڑے جب آپ اُن لوگوں کے پاس آتے، تو اُن سے سخت کلامی سے پیش آتے، انکو پندو موعظت کرتے، وہ لوگ آپ کے ہاتھ چومتے، اور نہایت تواضع اور عجز وانکساری سے آپکے سامنے زانوئے ادب طے کر کے بیٹھ جاتے،

اگر آپ خلیفہ کو نامہ وغیرہ لکھتے، تو اُسے مندرجۂ ذیل الفاظ میں تحریر کیا کرتے کہ "عبدالقادر تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہے، یا تم پر اس کا حکم نافذ اور اُس کی اطاعت واجب ہے، وہ تمہارا پیشوا اور تم پر حجت ہے۔

جب خلیفہ کے پاس یہ نامہ پہنچتا، تو وہ اُسے چومتا اور آنکھوں سے لگاتا، اور کہتا، کہ بیشک شیخ بالکل صحیح درست بجا اور سچ فرماتے ہیں،

آپکی ہیبت ابراہیم الداری نے بیان کیا ہے، کہ آپ جمعہ کے روز جامع مسجد کو تشریف لیجاتے، تو لوگ سڑکوں پر آپ سے دعا کرتے، یا آپکی برکت سے دعا مانگنے کیلئے کھڑے رہتے، جب آپ گذرتے، تو لوگ آپکی ہیبت سے کانپنے لگتے،

ایک روز جامع مسجد میں آپکو چھینک آئی، لوگوں نے آپکی چھینک کا جواب دیتے ہوئے یَرْحَمُكَ اللهُ وَيَرْحَمُكَ کہا، تو لوگوں کی آواز سے تمام مسجد گونج اُٹھی، حتیٰ کہ مسجد میں جس جگہ خلیفہ المستنجد باللہ بیٹھا کرتا تھا، وہاں تک اس کی آواز پہنچی، خلیفہ نے حیرانی واستعجاب سے پوچھا کہ یہ کیسی آواز ہے؟ لوگوں نے کہا، کہ حضور غوثیت مآب کو چھینک آئی ہے، یہ سنکر خلیفہ پر خوف طاری ہو گیا،

آپکا احترام حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کے احترام کا اندازہ ذیل کی چند مثالوں سے لگایا جاسکتا ہے،

(۱) حضرت شیخ علی بن ابی نصر الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان[1] ہے، کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے بغداد گیا، وہاں میں نے آپکو اپنے مدرسہ کی چھت پر صلوٰۃ الضحیٰ پڑھتے پایا، اچانک خلا میں جو میں نے نظر اُٹھاکر دیکھا، تو مجھے رجال غیب کی چالیس صفیں دکھائی دیں، جن میں سے ہر ایک صف میں قریبًا ستر ستر شخص تھے، ہر ایک شخص کھڑا تھا، میں نے اُن سے کہا، کہ تم کیوں نہیں؟ انہوں نے کہا، کہ جب تک قطب وقت نماز سے فارغ ہو کر ہمیں اجازت نہ دیں گے، ہم ہرگز نہ بیٹھیں گے، کیونکہ وہ ہمارے سردار ہیں، اُنکا قدم ہماری گردنوں پر ہے،

جب آپنے سلام پھیرا، تو سب نے بڑھکر آپ کو سلام کیا، اور آپکے ہاتھوں کو بوسہ دیا

(۲) شیخ علی بن[2] ابی نصر الہیتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب کبار کے ساتھ زریران سے حضور غوثیت مآب کی زیارت کو آیا کرتے تھے، جب وہ بغداد کے قریب پہنچتے تو اپنے اصحاب سے فرماتے، کہ دریائے دجلہ میں غسل کر لو، اور بعض دفعہ خود بھی اُن کے ساتھ غسل کرتے، پھر اُن سے فرماتے، کہ اپنے دلوں کو صاف کرو، اور خطرات کو روکو، کیونکہ ہم سلطان کی خدمت میں حاضر ہونے کو ہیں،

جب آپ بغداد میں داخل ہوتے، تو لوگ آپ سے ملتے، اور آپکی طرف بھاگ کر آتے، مگر آپ اُن سے فرماتے، کہ شیخ عبد القادر کیطرف بھاگو، جب آپ حضور غوثیت مآب کے مدرسہ کے دروازہ پر پہنچتے، تو اپنا پاپوش اُتار دیتے، اور توقف فرماتے، جب حضورؓ آپ کو پکارتے، تو آپ خدمت میں حاضر ہوتے،

(۳) حضرت شیخ ابو حفص عمر بن شیخ عبد الرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ بیان[3] کرتے ہیں، کہ میرے والد بزرگوار ایک دفعہ جمعہ کیدن گھر سے نکلے تاکہ خچر پر سوار ہو کر

---

[1] بہجہ صفحہ ۱۹ ۱۲ منہ رح [2] بہجہ صفحہ ۵۵ ۱۲ منہ رح [3] بہجہ صفحہ ۱۵۸ ۱۲ منہ رح

نماز جمعہ کیلئے جائیں، آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا، پھر نکال لیا، اور کچھ دیر زمین پر کھڑے رہے، پھر سوار ہو کر جامع مسجد کو تشریف لیگئے،

جب نماز ہو چکی، تو میں نے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا، آپنے فرمایا، کہ اُس وقت بغداد میں حضور غوثیت مآب چاہتے تھے، کہ خچر پر سوار ہو کر جامع مسجد کو جائیں میں نے بمقتضائے ادب نہ چاہا، آپ سے پہلے سوار ہو جاؤں کیونکہ اللہ تعالٰے نے آپکو اہل زمانہ پر مقدم کیا ہے ،

(۴) شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ شیخ بقا بن بطوؒ، شیخ علی بن ابی نصر الہیتیؒ اور شیخ ابو سعد قیلویؒ حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں جب آتے، تو اس کے دروازہ میں جھاڑو دیتے، اور چھڑکاؤ کیا کرتے تھے، اور شیخ علیہ الرحمۃ کے پاس بغیر اجازت نہ جایا کرتے تھے، جب حاضر خدمت ہوتے، تو شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے، کہ بیٹھ جاؤ، وہ عرض کرتے کیا ہمارے لئے امان ہے؟ شیخ فرماتے، کہ ہاں تمہارے لئے امان ہے، پس وہ ادب سے بیٹھ جاتے

اسی طرح شیخ ابو عمروؒ مذکور بیان کرتے ہیں، کہ میں نے اکثر مشائخ عراق کو دیکھا، کہ جب وہ حضور غوث پاکؒ کے مدرسہ یا خانقاہ کے پاس پہنچتے، تو آستانہ مبارک کو بوسہ دیتے،

آپکا لقب محی الدین ہونے کی وجہ

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا، کہ حضور کا لقب محی الدین کس طرح ہوا، اس کے جواب میں حضرت نے اپنا ایک مکاشفہ بیان کیا، کہ ایک روز میں سیر و سیاحت کیلئے بغداد سے باہر گیا ہوا تھا، جب واپس آیا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ راستہ میں ایک شخص بیمار، زندگی سے لاچار، خستہ و خراب حال میرے سامنے

آکھڑا ہوا، اور ضعف و ناطاقتی کے سبب زمین پر گر پڑا، اور عرض کرنے لگا، کہ اے میرے سردار! میری دستگیری کر، اور میرے حال پر رحم فرما، اپنے دم مسیحانفس سے مجھ پر پھونک آ تاکہ میری حالت درست ہو جائے، میں نے اُسپر دم کیا، دم کرنا ہی تھا، کہ وہ پھول کی مانند تر و تازہ ہو گیا، اُس کی لاغری کافور ہو گئی، اور جسم میں فربہی اور توانائی آگئی،

اس کے بعد اُس نے مجھ سے کہا، کہ اے عبد القادر! مجھ کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا، "نہیں" وہ بولا، میں تیرے نانا حضرت محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہوں، ضعف کیوجہ سے میرا یہ حال ہو گیا ہے اب مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے ہاتھ سے زندہ کیا ہے، تو محی الدین ہے، تو مردہ دین کو زندہ کرنے اور اس میں نئی زندگی ڈہلنے والا ہے، تو دین کا مجدّد اعظم اور اسلام کا مصلح اکبر ہے،

میں اس شخص کو وہیں چھوڑ کر بغداد شریف کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا، راستہ میں ایک شخص برہنہ پا بھاگتا ہوا میرے پاس آیا، اور بآواز بلند بولا، سیّدی محی الدین بعد ازاں مَیں مسجد میں آیا، اور دوگانہ ادا کیا، میرا سلام پھیرنا ہی تھا، کہ خلقت مجھ پر ہجوم کر کے ٹوٹ پڑی، اور کانوں کو گنگ کر دینے والی فلک پاش آواز سے محی الدین محی الدین پکارنے لگی، اس سے قبل مجھے کسی نے اس لقب سے نہیں پکارا تھا،

حقیقت بھی یہی ہے، کہ حضور غوثیت مآب نے دین اسلام اور رسول پاک کی وہ محیر العقول خدمات سرانجام دیں، جنکو دیکھکر آج حلقہ بگوشانِ اسلام محو حیرت اور انگشت بدنداں ہیں،

آپکی تجدید دین، آپکی صحبت کا ثمر، ارشاد و تربیت، اشاعت اسلام، احیائے دین اور تعلیم و تلقین وغیرہ زبردست کارناموں سے یہ بات شمس نصف النہار کیطرح

واضح ہوتی ہے، کہ آپ کا یہ کشف بالکل صحیح اور مکاشفہ آئینہ تھا،

آپکے منکرین

آپکے ہم عصر علما و مشائخ کی جماعت میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ملتا، جو مدت العمر آپکے فضائل سے منکر رہا ہو، ہاں علماء کی جماعت میں سے بعض ایسے تھے، جنہوں نے ابتداء میں آپکی مخالفت کی، معاندت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، لیکن بعد میں تائب ہو کر اُنہوں نے آپ سے معافی مانگی، اور آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے،

علامہ ابن جوزی کا رجوع

امام ابوالفرج عبدالرحمٰن معروف بہ ابن جوزی حدیث و تفسیر میں امام زمانہ تھے جمال الحفاظ آپکا لقب تھا، علم حدیث، علم تاریخ اور علم ادب میں آپکی تصنیفات بکثرت ہیں، چنانچہ موضوعات، تلبیس ابلیس، منتظم فی تاریخ الامم، تلقیح فہوم الاثرۃ فی التاریخ والسیرۃ اور لقط المنافع وغیرہ بہت سی کتب آپ ہی کی تصنیف ہیں

آپ کی تصنیفات کے متعلق علامہ ابن خلکان کا قول ہے، کہ ابن جوزی کی تصنیفات احاطہ و اندازہ خیال سے باہر ہیں

بعض مورخین کا قول ہے، کہ ابن جوزی نے انتقال کیوقت وصیت فرمائی تھی، کہ میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے، اُن کا تراشہ میرے حجرے میں ہے مرنے کے بعد مجھکو نہلائیں، تو غسل کیلئے اُس تراشہ سے پانی گرم کریں، چنانچہ آپکی وصیت پر عمل کیا گیا، پانی گرم ہو کر کچھ تراشہ بچ رہا،

علامہ ابن جوزی ۵۱۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے، اور ۵۹۷ھ ہجری میں بغداد کے اندر آپنے انتقال فرمایا، اور باب الحرف میں مدفون ہوئے،

علامہ موصوف حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے معصر تھے، اہل ظاہر کو چونکہ بوجہ نافہمی یا غلط فہمی کے اہل باطن کے ساتھ بالعموم کاوش رہتی ہے، اسلئے علامہ ابن جوزیؒ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اسرار کو خلاف ظاہر شریعت جان کر انکا رد کرتے اور طعن و تشنیع میں بڑے زور سے حصہ لیتے تھے، بسا اوقات تو آپ کے حق میں سخت و سست اور دل شکن الفاظ بھی کہ جایا کرتے تھے،

علامہ ابن جوزیؒ کی مخالفت نہ صرف حضور غوثیت مآبؒ تک ہی محدود تھی بلکہ دیگر مشائخ و صوفیہ کی نسبت بھی وہ اکثر سختی اور درشتی سے کام لیا کرتے تھے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو باعتبار فلسفۂ تصوف دنیا کی تمام شائستہ قوموں میں یکتا مانے گئے ہیں، اُن کی تردید بھی ابن جوزی نے کئی جگہ کھلے دل سے کی ہے، اور جنکا جواب کئی اہل معارف نے اپنی تصنیفات میں دیا ہے، جن میں سے ایک کتاب "قواعد الطریقۃ فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ" سید احمد زرونی کی تصنیفات سے ہے،

حضرت شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے اکثر مسائل کا ذکر اپنے رسالہ مدح البحرین میں کیا ہے، علاوہ ازیں عبد اللہ یافعی نے بھی ان باتوں کا جواب اپنی تالیفات میں دیا ہے،

الغرض علامہ ابن جوزی عرصہ تک حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ سے منحرف رہے، لیکن آخر میں انکو معلوم ہوگیا، کہ وہ غلطی پر ہیں، اپنے انکار سے تائب ہوئے اور حضور غوثیت مآب کے ظاہری و باطنی فضائل و کمالات کا اقرار کیا

چنانچہ شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کے فارسی ترجمہ میں فرماتے ہیں، کہ حرم شریف میں ایک رسالہ میری نظر سے گذرا، جس میں لکھا تھا، کہ بعض

علماء ومشائخ عصر ابن جوزی کو حضور غوثیت مآب کی خدمت میں لے گئے، اور طلبہ عفو کی، آپ نے معاف کر دیا،

علامہ ابن جوزی کے رجوع کا واقعہ قلائد الجواہر اور بہجۃ الاسرار میں یوں مذکور ہے کہ ایک دفعہ حافظ ابو العباس احمدؒ علامہ ابن جوزی کے ہمراہ حضور غوثیت مآبؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے، اسوقت آپ ترجمہ پڑھانے میں مشغول تھے، قاری نے ایک آیت پڑھی، اور آپنے اُس کے وجوہات بیان فرمانے شروع کئے، گیارہ وجوہات تک حافظ ابو العباس ہر وجہ پر ابن جوزی سے دریافت کرتے گئے، کہ کیا یہ وجہ آپ کو معلوم ہے؟ اور آپ اثبات میں جواب دیتے گئے،

اس کے بعد آپنے پوری چالیس وجہیں بیان فرمائیں، اور ہر ایک وجہ کو اُس کے قائل کیطرف منسوب کرتے گئے، اور حافظ ابو العباس کے پوچھنے پر ابن جوزی اخیر تک ہر وجہ پر نفی میں جواب دیتے رہے، کہ مجھے اِسکا علم نہیں، آخر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وسعت علم پر نہایت متعجب ہو کر بے اختیار کہنے لگے، کہ ہم قال کو چھوڑ کر حال کیطرف رجوع کرتے ہیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اس کے بعد آپنے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، یہ دیکھکر مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہوگیا

ایک اہم بحث

حضور غوثیت مآب کا فرمان

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ

روایت اور رُواۃ | حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ فرمان کثرت کے

ساتھ آپ کے معصر اکابر مشائخ سے مروی ہے، چنانچہ شیخ محمود بن احمد الکردی الحمیدی الجیلانی البغدادی نے ۶۲۰ھ ہجری میں بغداد کے اندر، شیخ محمد بن علی السبکی نے ۶۲۱ھ ہجری میں اور فقیہ ابو محمد الحسن البغدادی نے قاہرہ کے اندر، شیخ ابو محمد عبداللہ البغدادی اور شیخ ابوبکر عبداللہ بن نصر التیمی البکری نے ۶۶۴ھ ہجری میں اور حافظ ابو العز عبد المغیث بن حرب البغدادی الحنبلی نے ۵۳۰ھ ہجری میں بغداد کے اندر بیان کیا، کہ ایک دفعہ ہم آپکی ایک مجلس وعظ میں جو محلہ حلبہ کے اندر آپکے مہمان خانہ میں منعقد ہوئی تھی، حاضر تھے، اس مجلس میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دوران وعظ میں فرمایا تھا۔

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ ـــ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے

مشائخ کا سر تسلیم خم کرنا

یہ سنکر شیخ علی بن ابی نصر الہیتی اُٹھے، اور منبر کے پاس جاکر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا، اس کے بعد تمام حاضرین نے آگے بڑھکر اپنی گردنیں خم کر دیں، اس مجلس میں عراق کے قریباً تمام مشائخ موجود تھے، جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں،

(۱) شیخ علی بن ابی نصر الہیتیؒ (۲) شیخ بقا بن بطوؒ (۳) شیخ ابو سعد قیلویؒ (۴) شیخ موسیٰ بن ماہینؒ، شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی (۶) شیخ ابو الکرمؒ (۷) شیخ ابو العباس احمد بن علی جوسقی صرصری (۸) شیخ ماجد الکردیؒ (۹) شیخ ابو حکیم بن نہروانیؒ (۱۰) شیخ عثمان القرشیؒ (۱۱) شیخ مکارم الاکبرؒ (۱۲) شیخ مطر الباذرانیؒ (۱۳) شیخ جاگیرؒ (۱۴) شیخ

۱؎ بہجۃ مطبوعہ مصر ص ۸ ۱۲ منہ ؒ ۲؎ ان سب حضرات کے اسمائے گرام بہجۃ الاسرار و قلائد الجواہر میں مذکور ہیں ۱۲ منہ رح

خلیفہ بن موسی الاکبرؒ (۱۵) شیخ صدقہ بن محمد البغدادیؒ (۱۶) شیخ یحیٰی المرتعشؒ (۱۷) شیخ ضیاء الدین ابراہیم الجوفیؒ (۱۸) شیخ ابوعبداللہ محمد القزوینیؒ (۱۹) شیخ ابوعمرو عثمان البطائحیؒ (۲۰) شیخ قضیب البان موصلیؒ (۲۱) شیخ ابوالعباس احمد الیمانیؒ (۲۲) شیخ ابوالعباس احمد القزوینیؒ[1] (۲۳) شیخ داؤدؒ[2] (۲۴) شیخ ابوعبداللہ محمد الخاصؒ (۲۵) شیخ عثمان بن احمد العراقی الشوکیؒ (۲۶) شیخ سلطان المزینؒ (۲۷) شیخ ابوبکر الشیبانی (۲۸) شیخ ابوالعباس احمد بن الاستاذؒ (۲۹) شیخ ابومحمد احمد بن عیسٰی معروف بالکوسجیؒ (۳۰) شیخ مبارک بن علی الجیلیؒ (۳۱) شیخ ابوالبرکات ابن معدان عراقیؒ (۳۲) شیخ عبدالقادر بن حسن البغدادیؒ (۳۳) شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر خریمی عطارؒ (۳۴) شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی المعالیؒ (۳۵) شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزارؒ (۳۶) شیخ شہاب الدین عمر السہروردیؒ (۳۷) شیخ محمود بن عثمان نعالؒ (۳۸) شیخ ابوحفص عمر بن ابی نصر الغزالیؒ (۳۹) شیخ ابومحمد حسن الفارسیؒ (۴۰) شیخ ابومحمد علی بن ادریس الیعقوبیؒ (۴۱) شیخ ابوحفص عمر الکیمانیؒ (۴۲) شیخ ابوبکر المزینؒ (۴۳) شیخ جمیل صاحب الخطوۃ والزعقہؒ (۴۴) شیخ عثمان الصریفینیؒ (۴۵) شیخ ابوالحسن الجوسقیؒ (۴۶) شیخ ابومحمد الحریمیؒ (۴۷) قاضی ابویعلیٰ الغرا وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

ان سب حضرات مشائخ کرام نے بھی اس وقت اپنی اپنی گردنیں جھکا دی تھیں

---

[1] یہ شیخ ابوالعباس احمد القزوینی کے شاگرد تھے، یہ نماز پنجگانہ مکہ معظمہ میں پڑھا کرتے تھے، ملاحظہ ہو قلائد ۱۲ منہ رح [2] بیان کیا جاتا ہے کہ یہ رجال الغیب میں سے تھے، ملاحظہ ہو قلائد ۱۲ منہ رح

حاضر الوقت مشائخ کے علاوہ دیگر اولیائے کرام نے بھی اپنی اپنی جگہ اسی وقت گردنیں جھکا دی تھیں، چنانچہ شیخ احمد بن رفاعیؒ نے اپنے زاویہ واقع ام عبیدہ میں شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی نے طفسونج میں، شیخ محمد بن موسیٰ بن عبداللہ بصری بصرہ میں، شیخ حیات بن قیس حرانی نے حران[1] میں، شیخ سوید سنجاری نے سنجار[2] میں، شیخ املان دمشقی نے دمشق میں، شیخ ابو مدین نے مغرب میں، شیخ عبدالرحیم قنادی نے قنا میں، اور شیخ عدی بن مسافر نے بالس میں اُسی تاریخ کو اُسی وقت روحانی قوت اور مکاشفات سے معلوم کر کے اپنی اپنی گردنیں خم کر دی تھیں،

غرض تین سو تیرہ اولیاء اللہ نے دنیا کے مختلف مقامات میں حضور غوثیت مآب کے اس ارشاد پر اپنی گردنیں جھکائیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے، حرمین شریفین میں سترہ[۱۷] نے، عراق میں ساٹھ[۶۰] نے، عجم میں چالیس[۴۰] نے، شام میں تیس[۳۰] نے، مصر میں بیس[۲۰] نے، مغرب میں ستائیس[۲۷] نے، یمن میں تئیس[۲۳] نے، حبشہ میں گیارہ[۱۱] نے، سد یاجوج ماجوج میں سات[۷] نے، کوہ قاف میں سینتالیس[۴۷] نے وادی سراندیپ میں سات[۷] نے، اور جزائر بحر محیط میں چوبیس[۲۴] نے

اولیائے وقت اور رجال الغیب کا آپ کو مبارکباد دینا

شیخ لولو الارمنی بیان کرتے ہیں، کہ جب حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ فرمایا، تو اس وقت ایک بہت بڑی جماعت ہوا میں اُڑتی ہوئی نظر آئی، یہ جماعت آپ کی طرف آ رہی تھی، حضرت خضر علیہ السلام

---

[1] جیسا کہ بہجہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳ تا ۱۵ پر لکھا ہے، ۱۲ منہ رح [2] حران موصل و شام کے راستہ رقہ سے جو دریائے فرات پر واقع ہے، تین دن کی مسافت پر ہے، جیسا کہ معجم البلدان میں لکھا ہے، ۱۲ منہ رح [3] سنجار ایک مشہور شہر ہے جو موصل سے تین دن کی راہ پر ہے، کذا فی معجم البلدان ۱۲ منہ رح [4] دیکھو بہجہ صفحہ ۱ ۱۲ منہ رح

نے انکو آپ کی خدمت میں حاضر ہونیکا حکم دیا تھا، جب آپ یہ فرما چکے، تو تمام اولیائے کرام نے آپکو مبارک باد دی، اس کے بعد اولیائے کرام کی طرف سے آپ کو یہ خطاب سنایا،

يَامَلِكَ الزَّمَانِ وَيَا إِمَامَ الْمَكَانِ	اے بادشاہ، اے امام وقت، اے قائم بامر
يَا قَائِمًا بِأَمْرِ الرَّحْمٰنِ وَيَا وَارِثَ	الٰہی، اے وارث کتاب اللہ و سنّت
كِتَابِ اللّٰهِ وَنَائِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَا مَنِ	وہ شخص کہ آسمان و زمین گویا اسکا دسترخوان
السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ مَائِدَتُهٗ يَا	ہے، اور تمام اہل زمانہ اس کے اہل و
مَنْ اَهْلُ وَقْتِهٖ كُلُّهُمْ عَائِلَتُهٗ	عیال، اے وہ شخص جس کی دعا سے
يَا مَنْ يُنْزِلُ الْقَطْرُ بِدَعْوَتِهٖ	پانی برستا ہے، جس کی برکت سے تھنوں
وَيَدُرُّ الضَّرْعُ بِبَرَكَتِهٖ وَ يَا	میں دودھ اُترتا ہے، جس کے روبرو اولیاء
يَحْضُرُوْنَ عِنْدَهٗ اِلَّا مُنَكِّسَةً	سر جھکائے ہوئے ہیں، جس کے پاس
رُؤُسُهُمْ وَتَقِفُ الْغَيْبَةُ بَيْنَ	رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی ہیں
يَدَيْهِ اَرْبَعِيْنَ صَفًّا كُلُّ صَفٍّ	جن کی ہر ایک صف میں ستر ستر مرد ہیں،
سَبْعُوْنَ رَجُلًا وَكُتِبَ فِيْ كَفِّهٖ	جس کی ہتھیلی میں لکھا ہوا ہے، کہ میں نے
اِنَّهٗ اَخَذَ مِنَ اللّٰهِ مَوْثِقًا اَنْ	خدا تعالےٰ سے عہد لیا ہے، کہ وہ میرے
لَا يَمْكُرُ بِهٖ وَكَانَتِ الْمَلٰئِكَةُ	ساتھ مکر نہ کریگا، اور جس کی دس سالہ عمر میں
تَمْشِيْ حَوَالَيْهِ وَعُمُرُهٗ عَشْرُ	ملائکہ اسکے اِردگرد پھرتے تھے، اور اسکی
سِنِيْنَ وَتُبَشِّرُهٗ بِالْوِلَايَةِ	ولایت کی خبر دیتے تھے،

تاج غوثیت اور ابدال کا اعتراف

شیخ مظہر کا بیان ہے، کہ مجھ سے شیخ محمد الخاص اور شیخ

احمد العرنی کے روبرو شیخ مکارم نے فرمایا، کہ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں، کہ جس روز حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا تھا، اُس روز روئے زمین کے تمام اولیاء نے معاینہ کیا، کہ **قطبیت** کا عَلَم آپکے سامنے گاڑا گیا، اور **غوثیت** کا تاج جو شریعت و حقیقت کے نقش و نگار سے مزین تھا، آپ کے سر پر رکھا گیا ہے،

یہ دیکھکر دسوں ابدالوں نے آپکے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیئے تھے شیخ مطر کہتے ہیں، کہ میں نے شیخ مکارم سے پوچھا، کہ وہ دس ابدال کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا، کہ وہ دس ابدال یہ ہیں:-

(۱) شیخ بقا ابن بطو (۲) شیخ ابو سعید القیلوی (۳) شیخ علی بن ہیتی، (۴) شیخ عدی بن مسافر (۵) شیخ موسیٰ الزولی، (۶) شیخ احمد بن رفاعی (۷) شیخ عبد الرحمٰن الطفسونجی (۸) شیخ ابو محمد عبد البصری (۹) شیخ حیات بن قیس الحرانی (۱۰) شیخ ابو مدین المغربی[1]

کیا آپکا یہ فرمان بامر الٰہی تھا؟

حضور غوثیت مآب کے اس فرمان کے متعلق آپ کے بہت سے ہمعصر اکابر مشائخ سے بکثرت روایات منقول ہیں، کہ آپ کا یہ فرمان بامر الٰہی تھا،

پہلی روایت | چنانچہ شیخ عدی بن ابی البرکات صخر بن صخر بن مسافر بیان کرتے ہیں، کہ میں نے اپنے عم بزرگ شیخ عدی بن مسافر سے پوچھا، کہ کیا آپ کو معلوم ہے، کہ اس سے قبل حضرت غوث الاعظم کے

---

[1] بہجہ صلا ۱۲ منہ رح

سوا کسی اور نے بھی یوں کہا ہے ، کہ "میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے"
آپ نے فرمایا نہیں ، میں نے پوچھا ، اس کے معنے کیا ہیں ؟ آپ نے فرمایا ، اس سے محض مقام فردیت مراد ہے ، میں نے کہا ، کیا ہر زمانہ میں فرد ہوتا ہے ؟ آپ نے فرمایا ہاں ؛ مگر بجز حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اور کسی فرد کو اس کے کہنے کا حکم نہیں ہوا ، پھر میں نے عرض کیا ، کیا آپ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے ؟ آپ نے فرمایا ، بے شک آپ کو امر ہوا تھا ، اور امر ہی کی وجہ سے اولیاء اللہ نے گردنیں خم کر دی تھیں ، دیکھو ! ملائکہ نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو تب ہی سجدہ کیا تھا ، جبکہ باری تعالیٰ نے انہیں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا ،

دوسری روایت اسی طرح شیخ ابراہیم الاعزب بن الشیخ ابی الحسن علی الرفاعی البطائحیؒ بیان کرتے ہیں ، کہ میرے والد ماجد نے میرے ماموں سیدی شیخ احمد الرفاعی سے پوچھا ، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہا ہے ، تو کیا آپ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے ؟ آپ نے فرمایا ، بیشک وہ اس کے کہنے پر مامور تھے

تیسری روایت شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی علیہ الرحمۃ سے آپ کے اس قول قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے معنے پوچھے گئے[1] ، تو شیخ موصوف نے فرمایا ، کہ اس سے آپ کی کرامات کا بکثرت ظاہر ہونا مراد ہے ، کہ جن کا بجز ناحق پسند شخص کے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا ،

چوتھی روایت اسی طرح شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا ، کہ کیا حضور غوثیت مآب نے یہ بات بامر الٰہی

---

[1] ملاحظہ ہو ، قلائد ۱۲ منہ رح

کہی تھی، کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے؟ تو آپ نے فرمایا، کیوں نہیں، بیشک اُنہوں نے بحکم الٰہی کہی تھی،

پانچویں روایت حضرت شیخ ابواسحٰق ابراہیم بن شیخ عارف ابوالحسن رفاعی بطائحی مشہور بہ اعزب[1] بیان کرتے ہیں، کہ میرے والد نے شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا، کہ کیا حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے بحکم الٰہی کہی تھی، اُنہوں نے کہا بیشک آپ نے بامر الٰہی کہی تھی،

اسی طرح شیخ علی بن الہیتی رحؒ اور شیخ حیات بن قیس حرانی رحؒ سے روایات مروی ہیں، جو بڑے زور سے اس امر پر دال ہیں، کہ آپ کا یہ فرمان بامر الٰہی تھا:

اس قول کا صحیح مفہوم

مذکورہ روایات کے بعد یہ بات تو بالکل پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے، کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ بامر الٰہی فرمایا تھا، کیونکہ جلیل القدر عارفانِ حقیقت اور عظیم المنزلت اکابر مشائخ اسکو تسلیم کرتے ہیں،

اب بحث طلب امر یہ ہے، کہ آپ کے اس ارشاد کے صحیح معنے کیا ہیں؟

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر حلقہ بگوشان آپ کے حق میں بہت غلو کرتے اور محبت میں افراط سے کام لیتے ہیں، یہ لوگ اولیائے متقدمین و متاخرین کو اس حکم میں داخل کرتے ہیں، جو خلاف صواب ہے،

بلکہ یہ حکم صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے، اولیائے متقدمین کے حق میں کیسے جائز ہو سکتا ہے جن میں صحابہ کرام اور خلفائے اربعہ بھی شامل ہیں

---

[1] جسکی بیوی نہ ہو یا لوگوں سے بہت دور رہتا ہو، جیسا کہ صراح میں لکھا ہے ۱۲ منہ رح

جنکی فضیلت احادیث سے تمام اولیا واللہ پر ثابت ہے، اور اولیائے متاخرین میں بھی کیسے جائز ہو سکتا ہے، جنمیں حضرت مہدی علیہ السلام بھی شامل ہیں، جنکے آنیکے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دیکر اُمت کو اُنکے وجود کی خوشخبری دی ہے، اور اُن کے حقمیں خلیفۃ اللہ فرمایا ہے، اور ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام جو اولوالعزم نبی ہیں،

یہ صرف میرا ہی خیال نہیں، بلکہ بڑے بڑے علماء اور صوفیاء نے بھی اس حکم کو صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص کیا ہے[1]،

چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ نے شرح فتوح الغیب فارسی کے دیباچہ میں لکھا ہے، کہ یہ حکم صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے،

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں، کہ

باید دانست کہ ایں حکم مخصوص	جاننا چاہیئے، کہ یہ حکم صرف اُسی وقت
باولیائے آں وقت است	کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے
اولیائے ماتقدم وما تأخر ازیں	اولیائے متقدمین ومتاخرین اس
حکم خارج اند،	حکم سے خارج ہیں،

(مکتوب دو صد ونود وسیوم جلد اول)

قدم کے معنے اب رہ گئے قدم کے معنے، سو اس کے متعلق شیخ محمد بن یحییٰ التادفی الحنبلی مصنف قلائد الجواہر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں، کہ قدم کے یہاں پر حقیقی معنے مراد نہیں، بلکہ مجازی مراد ہیں، چنانچہ شانِ

---

[1] بعض نے یہ بھی لکھا ہے، کہ یہ سُکری حالت کے کلمات تھے، چنانچہ عوارف المعارف میں شیخ شہاب الدین عمر سہروردی جو حضرت غوث اعظم کے محرموں اور مصاحبوں میں سے تھے، لکھتے ہیں، کہ یہ حالت سکریہ کے کلمات تھے، واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ رح

ادب بھی اسی امر کی مقتضی ہے،

قدم سے مجازاً طریقہ بھی مراد ہوتا ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے،

فُلَانٌ عَلٰی قَدَمٍ حَمِیْدٍ اَیْ یعنی فلاں شخص قدم حمید پر ہے یعنی طریقہ

طَرِیْقَۃٍ حَمِیْدَۃٍ حمید پر ہے،

اب آپ کے اس قول قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے معنے واضح ہو گئے، کہ آپ کا طریقہ، آپ کے فتوحات اپنے وقت کے تمام اولیاء کے طریقوں اور فتوحات سے اعلیٰ وارفع اور انتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہے،

شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلامؒ نے بھی آپ کے اس قول کو اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص کر کے ایسا ہی معنے لکھا ہے، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

آپکے ازواج

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عوارف المعارف کے گیارھویں باب میں فرماتے ہیں، کہ حضور غوثیت مآب سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت! آپنے نکاح کیوں کیا؟ تو آپنے فرمایا، کہ بیشک میں نکاح نہیں کرتا تھا لیکن رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ تم نکاح کرو،

نیز آپ سے منقول ہے، کہ آپنے فرمایا، کہ مدت سے میں نکاح کرنیکا ارادہ رکھتا تھا، مگر اس وجہ سے مجھے نکاح کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی، کہ میرے اوقات میں کدورت پیدا ہو جائے گی، عرصہ تک میں اپنے اس ارادہ سے باز رہا، مگر کہاں تک؟

کُلُّ اَمْرٍ مَرْھُوْنٌ بِاَوْقَاتِھَا ہر کام کا ایک وقت مقرر ہو چکا ہے

جب یہ وقت آیا، تو خدا تعالےٰ نے مجھے چار ازواج عنایت کیں، جن میں سے ہر ایک مجھ سے کامل محبت رکھتی تھی،

آپ کی بیبیاں بھی آپ کے روحانی فیوضات وکمالات سے فیض یاب تھیں چنانچہ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کے متعلق بیان[1] کرتے ہیں، کہ جب میری والدہ کسی اندھیرے مکان میں جاتی تھیں، تو وہاں شمع کی طرح سے روشنی ہو جاتی تھی، ایک دفعہ ایسے موقعہ پر میرے والد ماجد بھی آئے جب اس روشنی پر آپ کی نظر پڑی، تو وہ روشنی معدوم ہو گئی، آپ نے اُن سے فرمایا، کہ یہ روشنی شیطان کی تھی، اس لئے میں نے اُسے معدوم کر دیا، اور اب میں اسے روشنی رحمانی سے تبدیل کئے دیتا ہوں،

اس کے بعد جب میری والدہ ماجدہ کسی اندھیرے مکان میں جاتی تھیں، تو وہ روشنی چاند کی روشنی کی طرح معلوم ہوتی تھی،

وصال پُر ملال

الغرض حضور غوثیت مآب نے اپنی عمر کے ابتدائی سترہ سال تو اپنے مولد و مسکن میں گذارے، نو سال بغداد شریف کے اندر علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل و تکمیل میں سرتوڑ محنت کی، پچیس سال عراق کے جنگلوں، بیابانوں اور ویران مقامات میں ریاضات کاملہ اور مجاہدات شاقہ سے منازلِ سلوک طے کئے، اور پھر آپ چالیس سال تک ارشاد و تلقین، اعلائے کلمۃ الحق، اور اصلاح خلق میں مصروف رہ کر گمراہانِ بادیہ ضلالت کو ہدایت و حکمت کی راہ پر لائے،

---

[1] قلائد الجواہر ملاحظہ ہو ۱۲ منہ رح

جب آپکی عمر اکانوے برس کے قریب ہوئی، تو محبت ذات الٰہی نے کشش فرمائی ۔

یہ بھی عجیب اتفاق ہے، کہ آفتاب غوثیت اُسی دن غروب ہوا، جسدن آفتاب نبوت غروب ہوا تھا، سوموار کا دن حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پُرملال کا دن تھا، اِسی دن آپنے گیارہ[1] ماہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ ہجری کے اندر ۹۱ برس سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا،

مشہور ہے، کہ وفات سے پیشتر ہی حضور غوثیت مآب کو اپنے ارتحال کا پتہ لگ گیا تھا، چنانچہ جب آپنے اپنے گھروالوں کو خبر دی، تو سنتے ہی سب کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، اجسام پر لرزہ طاری ہو گیا، ماہی بے آب کی طرح سب کے سب خاک پر لوٹنے آہ و نالہ اور گریہ وزاری کرنے لگ گئے،

الغرض آپ کی طبیعت علیل ہو گئی، اور آغاز ماہ ربیع الآخر میں مرض نے طول کھینچا، آخر گیارہ ربیع الثانی کو وہ وقت قریب آپہنچا، جبکہ حضرت کی روح مبارک عالم بالا کو پرواز کرنے کو تیار ہوئی،

دوشنبہ گیارہ ربیع الآخر کو حضرت عزرائیل علیہ السلام بشکل اعرابی آپکی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ کو ایک نورانی مکتوب دکھلایا، جس میں لکھا تھا،

یَصِلُ هٰذَا الْمَکْتُوْبُ مِنَ الْمُحِبِّ اِلَی الْمَحْبُوْبِ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ	یہ خط محب کی طرف سے محبوب کو پہنچے، ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ضروری ہے،

[1] بعض نے آپکی تاریخ وفات ۹-۱۳-۱۷-۲۰ ربیع الثانی بھی لکھی ہے اگرچہ خلاف صواب ہے کیونکہ تواتر کے ساتھ گیارہ ربیع الثانی ثابت ہے، اور دوسرے بلاد اسلامیہ وغیر اسلامیہ میں آپ کے عقیدت مندان اسی تاریخ کو سالانہ عرس شریف کا ختم دلاتے ہیں، واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ رحم

وصال سے پیشتر حضرت نے تازہ غسل کیا، اور نماز عشا ادا کی اور دیر تک سر بسجود رہے، تمام گھر والوں اور ارادتمندوں کے لئے دعا مانگی اور کئی مرتبہ پڑھا،

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	اے خدا! اُمت محمد صَلَّی اللہ علیہ وسلم کو بخشدے، اے اللہ! امت محمد صَلَّی اللہ علیہ وسلم پر رحم کر، اے مولا! اُمت محمد صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے درگذر کر،

جب سجدہ سے سر اُٹھایا، تو غیب سے ایک ندا آئی،

يَا اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي	اے نفس مطمئنہ، اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل، تو اُس سے راضی ہے، اور وہ تجھ سے راضی ہے، پس میرے بندوں میں شامل ہو جا، اور میری جنت میں داخل ہو جا

یہ سنکر حضور غوثیت مآب بستر پر دراز ہو گئے، اور سکرات الموت کے وقت یہ کلمات زبان مبارک سے نکالے،

اِسْتَعَنْتُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوْتُ وَلَا يَخْشٰى سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ وَقَهَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ	میں مدد لیتا ہوں، اُس رب العزت سے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، جو زندہ ہے، نہ اُسے موت ہے، اور نہ خوف پاک ہے، وہ جو قدرت سے باعزت ہے جو بندوں پر موت طاری کرنے میں قاہر ہے

نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ تعالےٰ اور محمد صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اس کے رسول ہیں،

یہ کہتے ہی روح مبارک نے اعلیٰ علیین کی طرف توجہ فرمائی، دفعتہً آنکھوں کی تپلی چڑھ گئی، ناک کا بانسا پھر گیا، پیشانی پر موت کا ٹھنڈا پسینہ آگیا، اور رخساروں پرنور کی شعائیں پھیل گئیں، ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

آہ! وہ شمع جس پر لاکھوں پروانے فدا ہو رہے اور اپنے تن من کو نثار کر رہے تھے، آناً فاناً گل ہوگئی، وہ چراغ جس کی روشنی سے غریب مسلمانوں کا اندھیرا گھر منور تھا، یک لخت بجھ گیا، وہ ماہتاب جس کی ضوپاشی گم گشتگانِ راہ کو خضر راہ کا کام دیتی تھی، فوراً بدلی کے نیچے آکر چھپ گیا، وہ آفتاب جس کی منور شعاؤں اور روشن کرنوں نے اقطابِ عالم کو چمکا رکھا تھا، دیکھتے دیکھتے غروب ہوگیا، آہ! صد آہ!! ؎

چھپ گیا رُوئے جہاں سے ماہتابِ قادری
یعنی جنت کو سدھارے وہ جنابِ قادری
رُوئے عالم پر اندھیری چھا گئی، رات آگئی
جب گیا مغرب میں روشن آفتابِ قادری
چشمِ پُرنم سے ہزاروں بہ پڑے دریائے اشک
جوش زن دل پر ہوا، جب اضطرابِ قادری

اِس سانحہ عظیمہ اور اِس حادثہ کبریٰ کی اطلاع دفعتہً باہر پہنچی، اور ہوا کی طرح بغداد کے گلی کوچوں میں گشت لگا گئی، خورد و کلاں سنکر گھبرا گئے، کلیجے اُچھلنے لگے،

ہاتھ کانپنے لگے .نظروں کے سامنے اندھیرا چھاگیا، اضطراب و بے کلی کی کوئی حد باقی نہ رہی ،

لوگ جوق در جوق سراسیمہ وپریشان ، روتے پیٹتے ، چیختے چلاتے بھاگتے ہوئے آستانہ مبارک پر پہنچے ، تھوڑے ہی عرصہ میں ہزارہا مخلوق خدا جمع ہوگئی ،

تکفین و تدفین

وفات کے بعد اُسی وقت خدّام نے حضرت کو غسل دیا ، اور لحد بھی کھودی گئی .

قبر کنی کے بعد ماہتاب اسلام کو زیر زمین قبر شریف میں اُتار اگیا ، اور لحد پر نو کچّی اینٹیں پاٹکر اس کا منہ بند کردیا گیا ، اس کے بعد مٹی بھردی گئی ، جس میں تمام یاران طریقت اور حلقہ بگوشان شریک ہوئے ،

تدفین کے بعد مختلف امصار و دیار سے ہزارہا لوگ جو آپکی زیارت کیلئے آئے ، وفات کی خبر سنکر حسرت و یاس کے ساتھ یہ شعر بزبان حال پکارتے بے نیل و مرام لوٹ گئے ، ؎

دُور سے آئے تھے ساقی سُنکے میخانے کو ، ہم
بس ترستے ہی چلے افسوس پیمانے کو ہم

بغداد جدید میں حضرت کا روضہ مبارک تاحال موجود ہے ، جس کی زیارت سے ہزارہا مخلوقِ خدا فیض اُٹھارہی ہے

تاریخ وفات

حضرت کی تاریخ وفات تو مختلف شعراء نے قلمبند کی ہے ، مگر خوف طوالت

سے ایک دو پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے، ایک فارسی شاعر یوں لکھتا ہے ؎

سلطانِ عصر شاہِ زماں قطبِ اولیاء
کامد وفات روز قیامت علامتے
تاریخ سال وقت وفاتش چو خواستم
گفتا سروش غیب وفاتش قیامتے ۵۶۲

ایک عربی شاعر نے تو کمال ہی کر دیا ہے، ایک ہی بیت میں آپ کی تاریخ ولادت، تاریخ وفات اور مقدار عمر کمال فصاحت سے قلمبند کر دی ہے وہو ہذا ؎

اِنَّ بَازَ اللّٰهِ سُلْطَانُ الرِّجَالِ
جَاءَ فِیْ عِشْقٍ وَّمَاتَ فِیْ کَمَالِ

(ترجمہ) بیشک اللہ کا باز مردوں کا سلطان ہے، وہ عشق میں آیا، اور اُس نے کمال میں وفات پائی،

اس بیت میں کلمہ **عشق** کے اعداد چار سو ستر ہیں، جو آپ کی تاریخ ولادت ہے، اور کلمہ **کمال** کے عدد اکانوے ہیں، جو عمر شریف کی مقدار ہے، اور کلمہ عشق کو کلمۂ کمال کے ساتھ ملانے سے ۔۔ سو اکسٹھ اعداد نکلتے ہیں، جو آپ کی تاریخ وفات ہے،

وصایا
اور چند آخری کلمات

حضور غوثیت مآب نے دورانِ مرض میں اپنے صاحبزادوں کو بہت سی وصیتیں فرمائی تھیں، جو فی الحقیقت سنہری حروف کے ساتھ لکھنے کے قابل

مسلمانوں کے لئے حرزِ جاں اور حکمت کے جواہرات ہیں،

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان وصایا کا یہاں ذکر کیا جائے،

آپ کے بڑے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالوہاب نے دَورانِ علالت میں آپ سے عرض کیا، کہ اے میرے قبلہ گاہ! اے میرے آقا!! مجھے کوئی ایسی وصیت فرمائیے جس پر میں آپ کے وصال کے بعد عمل پیرا رہوں، تو آپ نے فرمایا۔

عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللهِ وَطَاعَتِهٖ وَلَا تَخَفْ اَحَدًا وَّلَا تَرْجُهُ وَكِلِ الْحَوَائِجَ كُلَّهَا اِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَاطْلُبْهَا مِنْهُ وَلَا تَثِقْ بِاَحَدٍ سِوَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَعْتَمِدْ اِلَّا عَلَيْهِ سُبْحَانَهٗ اَلتَّوْحِيْدُ، اَلتَّوْحِيْدُ، اَلتَّوْحِيْدُ وَجِمَاعُ الْكُلِّ التَّوْحِيْدُ

اللہ کا تقویٰ اور اُس کی اطاعت کو لازم کرلے، نہ کسی سے خوف رکھ، اور نہ طمع، ساری حاجتیں حق تعالےٰ کے حوالہ کر، اور اُسی سے مانگ، حق تعالےٰ کے سوا نہ کسی پر بھروسہ رکھ اور نہ اعتماد، توحید، توحید، توحید، سب چیزوں کا مجتمہ توحید ہے،

اس کے بعد آپ نے فرمایا، کہ

اِذَا صَحَّ الْقَلْبُ مَعَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَخْلُوْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَا يَخْرُجُ مِنْهُ شَيْءٌ، اَنَا لُبٌّ لَا قِشْرٌ

جب قلب حق تعالےٰ کے ساتھ درست ہو جاتا ہے، تو نہ کوئی شے اُس سے خالی رہتی ہے، اور نہ کوئی چیز اُس سے باہر نکلتی ہے، میں سراسر مغز ہوں پوست نہیں ہوں

نیز صاحبزادوں سے آپ نے فرمایا،

اُبْعُدُوْا مِنْ حَوْلِيْ فَاَنَا مَعَكُمْ بِالظَّاهِرِ وَمَعَ غَيْرِكُمْ

میرے ارد گرد سے دور ہٹ جاؤ، کہ میں بظاہر تمہارے ساتھ ہوں، اور باطن میں

بِالْبَاطِنِ، بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ بُعْدٌ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَلَا تَقِيْسُوْنِيْ عَلٰى اَحَدٍ وَلَا تَقِيْسُوْا اَحَدًا عَلَيَّ،

کسی اور کے ساتھ ہوں، میرے اور تمہارے بلکہ ساری مخلوق کے درمیان اتنا بُعد ہے، جتنا آسمان و زمین میں، لہٰذا نہ مجھکو کسی پر قیاس کرو، اور نہ کسی کو مجھپر

نیز آپ نے فرمایا، کہ

قَدْ حَضَرَ عِنْدِیْ غَيْرُكُمْ فَاَوْسِعُوا الْهَمَّ وَتَاَدَّبُوْا مَعَهُمْ فَهُنَا رَحْمَةٌ عَظِيْمَةٌ وَلَا تُضَيِّقُوْا عَلَيْهِمُ الْمَكَانَ

میرے پاس تمہارے سوا (فرشتے) آتے ہیں، لہٰذا جگہ خالی کردو، اور اُن کیساتھ باادب رہو، یہاں (ملائکہ اور ارواحِ انبیاء کا) بڑا انبوہ ہے، اُنپر جگہ تنگ نہ کرو،

آپ کے ایک صاحبزادہ سے مروی ہے، کہ وفات سے قبل کامل ایک دن اور رات اکثر دفعہ آپ یہ فرماتے رہے،

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ غَفَرَ اللّٰهُ لِیْ وَلَكُمْ وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيَّ وَعَلَيْكُمْ بِسْمِ اللّٰهِ غَيْرَ مُوَدِّعِيْنَ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، اللہ مجھے بھی بخشے، اور تمہیں بھی اور مجھپر بھی توجہ فرمائے، اور تمپر بھی، بسم اللہ (تشریف لائیے، خدا کرے، ہر وقت رہو، اور) رخصت نہ کئے جاؤ،

وفات سے کچھ وقت پیشتر آپ نے فرمایا کہ

اَنَا لَا اُبَالِیْ بِشَیْءٍ، لَا بِمَلَكٍ وَلَا بِمَلَكِ الْمَوْتِ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ تَنَحَّ، لَنَا مَنْ يَّتَوَلَّانَا سِوَاكَ

میں کسی شے کی بھی پرواہ نہیں کرتا، نہ فرشتہ کی نہ ملک الموت کی، اے ملک الموت تم ہٹ جاؤ، ہمارے اور تمہارے سوا، اور ہی کوئی ہے، جو (قبض روح کا)

متکفل ہوگا،

آپ کے کسی صاحبزادہ نے آپ سے آپ کی طبیعت کا حال پوچھا، تو آپ نے فرمایا، کہ

لَا یَسْئَالُنِیْ اَحَدٌ عَنْ شَیْءٍ اَنَا هُوَ ذَا اَتَقَلَّبُ فِیْ عِلْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ	مجھ سے کوئی کچھ نہ پوچھے، میں وہی ہوں کہ علم خداوندی میں کروٹیں لے رہا ہوں،

آپ کے صاحبزادگان عبدالرزاق اور موسیٰ روایت کرتے ہیں، کہ وفات سے قبل آپ بار بار ہاتھ اُٹھاتے، اور یہ کلمات فرماتے،

وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ تُوْبُوْا وَادْخُلُوْا فِی الصَّفِّ هُوَ ذَا اَجِیْءُ اِلَیْکُمْ	وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، توبہ کرو، اور صف میں داخل ہوجاؤ، میں تمہارے پاس آتا ہوں،

آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالجبارؒ نے دریافت کیا، کہ حضور کے بدن کا کوئی عضو درد کرتا ہے؟ فرمایا، دل کے سوا میرے سب اعضاء مجھے ستاتے ہیں، دل کو مطلقاً کوئی درد نہیں، وہ اپنے مولےٰ کے ساتھ صحیح اور ثابت ہے،

اس کے بعد آپ کے عالمِ جاودانی کو رخصت ہونے کا وقت آگیا، اور آپ نے وہ کلمات پڑھے، جو اوپر معرضِ تحریر میں آچکے ہیں، یعنی

اِسْتَعَنْتُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَلَا یَخْشٰی سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ وَقَهَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ	میں مدد لیتا ہوں، اُس رب العزت سے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، جو زندہ ہے، نہ اُسے موت ہے، اور نہ خوف، پاک ہے، وہ جو قدرت سے باعزت ہے، بندوں پر موت طاری کرنے

میں قاہر ہے، نہیں ہے کوئی معبود، مگر اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں

آپ صاحبزادہ شیخ موسیٰ بیان کرتے ہیں، کہ جب آپ نے تعزّز کا لفظ کہا، تو آپ کی زبان اُس کو ٹھیک طور پر ادا نہ کر سکی، پس آپ بار بار اُس کو دہراتے رہے یہاں تک کہ آپ نے باآواز بلند اس کو صحیح طور پر ادا کر دیا، اس کے بعد تین بار اللہ اللہ فرمایا، پھر آپ کی آواز پست ہو گئی، اور زبان مبارک تالوے چمٹ گئی معاً روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی، رضی اللہ عنہ وارضاہ وجمع بیننا وبینہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر،

مقدمہ

کرامات وخرق عادات

کرامات اولیاء اللہ کے اثبات میں ایک مقدمہ "سیرت امام ربانی" میں لکھ چکا ہوں، یہاں بھی چند ایک باتیں لکھنا ضروری خیال کرتا ہوں،

اولیاء اللہ سے کرامات کا ظاہر ہونا، کتاب اللہ، احادیث صحیحہ، واقعات صحابہ اور اجماع اہل سنت والجماعت سے ثابت ہے،

کتاب اللہ سے ثبوت

قرآن شریف کی بہت سی آیات سے کرامات اولیاء کے برحق ہونے کا ثبوت ملتا ہے انہیں سے چند ایک اجمالاً درج ذیل کی جاتی ہیں،

(۱) سورہ آل عمران میں باری تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں، کہ

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

یعنی جب کبھی حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریمؑ کے پاس عمدہ مکان میں تشریف لاتے، تو اُن کے پاس کھانے پینے کی چیزیں پاتے، اور یوں فرماتے، کہ اے مریمؑ! یہ چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں، وہ کہتیں، کہ اللہ تعالےٰ کے پاس سے،

اہل تفسیر لکھتے ہیں، کہ حضرت مریم کے پاس گرمیوں کے میوے جاڑے میں اور جاڑے کے گرمیوں میں دیکھے جاتے تھے، اور حضرت مریمؑ نبی نہ تھیں، لہذا یہ آیت کرامات اولیاء اللہ کے منکرین پر قوی حجت ہے۔

(۲) دوسری جگہ سورۃ النمل میں حق سبحانہ تعالےٰ نے آصف کی کرامت کی خبر دی ہے، وہ اس طرح کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی، کہ بلقیس کے تخت کو اس کے آدمیوں کے آنے سے قبل لا حاضر کیا جائے، اور مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہوئی، کہ آصف کی عظمت و بزرگی اور شرافت وکرامت لوگوں پر ظاہر کرے: تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اہل دربار کو مخاطب کرکے کہا، کہ

اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ

تم میں کوئی ایسا ہے، جو اس (بلقیس) کا تخت قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہوکر آویں، حاضر کرد

تو ایک قوی ہیکل جن نے جواباً عرض کیا، کہ

اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ

میں اُسکو آپکی خدمت میں قبل اس کے کہ آپ اپنے اجلاس سے اُٹھیں، حاضر کردونگا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا، کہ میں اس سے بھی جلدی چاہتا ہوں، اس پر

آصف نے کہا، کہ

اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ — میں اس کو آپ کے پاس آپکے چشم زدن سے قبل لا سکتا ہوں،

اس بات سے نہ حضرت سلیمان علیہ السّلام نے کچھ انکار کیا، اور نہ ہی آصف نے اس کو محال سمجھا، لہٰذا یہ آصف کی کرامت تھی، معجزہ تو ہو نہیں سکتا، کیونکہ آصف پیغمبر نہ تھا، یہ بھی منکرین کرامت پر حجّت ہے،

(۳) تیسری جگہ سورۃ الکہف میں اصحاب کہف کا قصہ، کُتّے کا اُن سے باتیں کرنا اُن کا تین سو نو برس تک غار میں سوتے رہنا، اور دائیں بائیں کروٹیں بدلنا وغیرہ بڑے زور سے مذکور ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے، کہ

وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ — اور ہم اُن کو کبھی داہنی طرف اور کبھی بائیں طرف کروٹ دیدیتے تھے، اور اُن کا کتّا دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا

اس کے اگلے رکوع میں ہے

وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا — اور وہ لوگ غار میں تین سو نو برس تک رہے،

یہ سب باتیں کرامات ہیں، اور منکرین پر حجت ہیں،

احادیث سے ثبوت

علاوہ ازیں احادیث سے تو بہت کثرت کے ساتھ ثبوت ملتا ہے، چنانچہ اُن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں،

(۱) حدیث میں یوں آیا ہے، کہ ایک روز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور رسالتمآب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی خدمت اقدس میں عرض

کیا کہ یا رسول اللہ! پہلے لوگوں کے عجائبات میں سے کچھ بیان فرمایئے، آپنے فرمایا کہ ایک دفعہ تین آدمی جا رہے تھے، کہ اثنائے راہ میں انہیں بارش نے آگھیرا، بارش سے بچنے کی غرض سے وہ پہاڑ کے اندر ایک غار میں جا چھپے، اتنے میں ایک بڑا بھاری پتھر پہاڑ سے غار کے آگے گرا، جس سے غار کا منہ بالکل بند ہو گیا، انہوں نے پریشان ہو کر ایک دوسرے کو کہا، کہ بھائی اپنے اپنے اُن اعمال کا جو ریا سے بالکل پاک اور مبرا ہوں، وسیلہ پکڑ کر خدائے تعالےٰ سے التجا کرو، کہ وہ اس پتھر کو غار کے منہ سے ہٹا دے،

چنانچہ اُن میں سے ایک نے کہا، کہ اے اللہ! میرے ماں اور باپ دونوں بہت بوڑھے اور ضعیف تھے، اور میرے ننھے ننھے بچے بھی تھے، میں بکریاں چرایا کرتا تھا، تاکہ ان کا دودھ انہیں پلایا کروں، دن بھر بکریاں چرانے کے بعد میں شام کو اُن کے پاس جاتا، دودھ دوہتا، پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا، پھر اپنے بچوں کو دیتا، اتفاقاً ایک دن میں بکریوں کو چرانے کے لئے دور لے گیا، جب گھر واپس آیا، تو شام ہو چکی تھی، میرے والدین سو رہے تھے، میں حسب معمول دودھ دھو کر ایک برتن میں اُن کے پاس لایا، اور اُن کے سر کے پاس کھڑا رہا، میں نے اُنکو بیدار کرنا پسند نہ کیا باوجود اس امر کے کہ بچے میرے پاس کھڑے بھوک کے مارے روتے اور چلاتے تھے، لیکن میں نے اس بات کو بھی بُرا جانا، کہ اُنسے پہلے اپنی اولاد کو دودھ پلاؤں میں اسی حالت میں کھڑا رہا، یہاں تک کہ صبح ہو گئی، پس اے مولا! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے صرف تیری رضاء کا طالب ہو کر کیا تھا، تو اس غار کے منہ سے پتھر کو اس قدر ہٹا دے، کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں، اللہ تعالیٰ نے اُس کی یہ دعا قبول فرمائی اور پتھر کو اس قدر ہٹا دیا، کہ آسمان اُنہیں دکھائی دینے لگ گیا،

اس کے بعد دوسرے شخص نے کہا، اے مولا! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی

میں اُس کی محبت میں از حد مبتلا تھا، میں نے اس کے ساتھ صحبت کرنے کی خواہش کی، اور کسی شخص کو اُسے بلانے کی غرض سے بھیجا، لڑکی نے اس امر سے انکار کیا اور کہلا بھیجا، کہ اسے کہدو، کہ پہلے سَو دینار لائے، چنانچہ میں نے کسب و کار کر کے سَو دینار جمع کئے، اور وہ اس کے پاس لے گیا، پس جب میں نیت فاسدہ سے اُس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھا، تو اُس نے کہا، کہ اے خدا کے بندے اللہ سے ڈر، اور میری مُہر امانت کو نہ کھول، چنانچہ میں ان الفاظ سے متأثر ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا، اے رب العٰلمین! اگر تو جانتا ہے، کہ یہ کام میں نے صرف تیری رضامندی کے حاصل کرنے کیلئے کیا تھا، تو اس غار کے منہ کو اور کشادہ فرما دے، چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ایسا ہی کیا،

اس کے بعد تیسرے نے کہا، کہ الٰہی میں نے ایک مزدور کو چاولوں کی ایک معیّن مقدار دینے کا وعدہ کر کے مزدوری پر لگایا تھا، جب وہ مزدور اپنا کام ختم کر چکا، تو اُس نے کہا، کہ مجھے میرا حق دیدو، میں نے اُس کا حق اُسے پیش کیا، مگر وہ چھوڑ کر چلا گیا، میں ہمیشہ ان چاولوں سے زراعت کرتا رہا، چنانچہ میں نے ان چاولوں کی آمدنی سے بیل خریدے، بعد انکے چرانے کے لئے آدمی بھی حاصل کئے، ایک مدّت بعد وہ شخص میرے پاس آیا، اور کہنے لگا، خدا سے ڈر، اور مجھپر ظلم نہ کر، مجھے میرا حق دیدے، میں نے کہا، جا وہ بیل اور ان کے چرانے والے ہیں، انہیں سے لے، یہ سب تیرا حق ہے، مزدور نے کہا، کہ خدا سے خوف کر، اور مجھ سے ہنسی نہ کر، میں نے جوابدیا، کہ میں ہرگز تمسخر نہیں کرتا، یہ سب بیل اور اُن کے چرانیوالے تیرے ہی ہیں، چنانچہ وہ انہیں لیکر چلا گیا، پس اے خدا! اگر تیرے علم میں میں نے یہ کام تیری خوشنودی کا طالب ہو کر خالص تیرے ہی لئے کیا تھا، تو تو غار کے منہ کا باقی حصہ بھی کھولدے، چنانچہ اُس کی التجا کو بارگاہ خداوندی نے شرف قبولیت بخشا، اور غار کا منہ

کھل گیا، اور انہوں نے اس ناگہانی مصیبت سے نجات پائی، یہ واقعہ بھی خرق عادات اور کرامت تھا، کیونکہ وہ تینوں آدمی نبی نہ تھے،

(۲) دوسری حدیث جریج راہب کی ہے، جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں، آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں، کہ بنی اسرائیل میں ایک راہب (درویش) تھا، جسکا نام جریج تھا، یہ شخص نہایت ہی متقی، پرہیزگار اور عابد تھا، اس کی ماں پردہ نشیں تھی، وہ ایکدن اپنے فرزند کے دیکھنے کو آئی، چونکہ اُس وقت وہ نماز میں مشغول تھا، اس لئے اُس نے اپنے حجرہ کا دروازہ نہ کھولا، وہ لوٹ گئی دوسرے اور تیسرے دن ہی آئی، اور بے نیل و مرام واپس گئی، آخر ماں نے تنگدل ہوکر کہا، کہ خدایا میرے بیٹے کو رسوا کر، اور میرے حق کے سبب اُس کو پکڑ، اُس زمانہ میں ایک بدخو عورت تھی، اُس نے کہا، کہ میں جریج کو گمراہ کردونگی، چنانچہ اسی غرض اُس کے حجرہ میں گئی، جریج نے ادھر توجہ نہ کی، پھر راستہ میں اُس نے ایک چرواہے کے ساتھ صحبت کی، اور حاملہ ہوگئی، جب شہر میں آئی، اور کہنے لگی، کہ یہ جریج کا حمل ہے، جب اُس نے بچہ جنا، لوگوں نے جریج کے عبادتخانہ کا قصد کیا، اور اُس کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لائے، جریج نے کہا اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟ بچہ نے کہا میری

ماں نے تم پر افتراء کیا ہے، میرا باپ تو چرواہا ہے،

یہ حدیث بھی منکرین کرامت پر قوی حجت ہے،

واقعات صحابہؓ سے ثبوت

اسکے علاوہ واقعات[۱] صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بڑے زور سے اس امر پر دال ہیں، کہ اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور برحق ہے، چنانچہ چند ایک ملاحظہ ہوں،

---

[۱] کتاب دلائل النبوۃ میں امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب واقعات کو نقل کیا ہے ۱۲ منہ رح

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ رضی کو ارشاد فرمایا تھا، کہ بیٹا! اگر کسی دن عرب میں اختلاف پڑ جائے تو پھر تم اُس غار میں چلے جانا، جس میں مَیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے تھے، اور وہیں رہنا، بیشک تم کو صبح و شام وہیں رزق آیا کریگا،

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے کہ تم کو صبح و شام وہیں رزق آیا کریگا"، کرامات اولیاء اللہ کے برحق ہونیکا ثبوت ملتا ہے،

(۲) دوسرے امام مستغفریؒ نے اپنی سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی سے روایت کی ہے، کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم کیا تھا، کہ جب میں مرجاؤں، تو مجھکو اُس دروازہ کے سامنے لانا جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف ہے، پھر اُس کو کھٹکھٹانا، اگر وہ تمہارے لئے کھولدیا گیا، تو مجھکو وہاں دفن کرنا (ورنہ نہیں) حضرت جابر رضی فرماتے ہیں، کہ ہم لوگ گئے، اور جاکر دروازہ کھٹکھٹایا، ہم نے کہا، یہ ابوبکر رضی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہونا چاہتے ہیں، معاً یہ کہتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا، ہمیں معلوم نہیں، کہ کسنے دروازہ کھولا، پھر ہم سے کسی نے یہ بھی کہا، کہ انکی عظمت و بزرگی کیوجہ سے انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کردو، یہ آواز تو بیشک ہم نے سُنی، مگر اندر کوئی شخص دکھائی نہ دیا،

(۳) اسی طرح حضرت ابن عمر رضی سے روایت ہے، کہ ایک دفعہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ناگہاں زور سے چلا اُٹھے یا سارية الجبل! الجبل!! اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو، پہاڑ کی طرف دیکھو، جو لوگ مسجد میں جمع تھے، اور خطبہ سُن رہے تھے، متحیر ہو گئے، لیکن ساریہ نے جو صدہا کوس کے فاصلہ پر دشمنوں سے معرکۂ دار و گیر میں مشغول تھے، اس

نعرہ عمری کو سُنا، چونک کر پیچھے کی طرف مڑے، اور پہاڑ پر نظر دوڑائی، جدھر سے
دشمنوں کا ایک گروہ نکل پڑا تھا، اور حملہ کرنے ہی کو تھا۔ اگر ساریہ نے یہ آواز سن کر
اپنے لشکر کے نصف حصّہ کو اُدھر متوجہ نہ کر دیا ہوتا، تو یقینی یہ نتیجہ ہوتا، کہ سب لوگ
اُس میدان میں شہید ہو جاتے، اور ایک بھی جانبر نہ ہو سکتا،

یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باطنی نظر تھی، کہ صدہا کوس کا واقعہ
دیکھ لیا، ایک روحانی قوت تھی، کہ اپنی آواز وہاں تک پہنچا دی۔

(۴) اسی طرح امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ کے اسناد سے ایک روایت یوں
ہے، کہ جب مصر فتح ہو گیا، تو اُس کے باشندے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی خدمت میں آئے، اور عرض کیا، کہ اے ہمارے امیر! اس دریائے نیل کی
ایک عادت ہے، جب تک وہ پوری نہ ہو، یہ جاری نہیں ہوتا، آپ نے پوچھا، وہ کیا
ہے، کہنے لگے، کہ جب اس مہینہ کی تیرہ تاریخ ہوتی ہے، تو ہم ایک کنواری لڑکی کی
تلاش کرتے ہیں، اُس کے والدین کو راضی کر کے اُس کو عمدہ عمدہ لباس اور زیورات
پہناتے ہیں، پھر اُس کو نیل میں ڈالدیتے ہیں، حضرت عمرو بن العاص رض نے فرمایا، کہ اسلام
ہرگز ایسے کاموں کو جائز نہیں رکھتا، بلکہ اسلام تو ان تمام بری رسوم کے مٹانے کیلئے
آیا ہے، پھر تین ماہ گذرنے کے بعد نیل کا پانی بالکل بند ہو گیا، لوگ تنگی کیوجہ سے
جلاوطنی کے لئے تیار ہو گئے، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
جب یہ معاملہ دیکھا، تو امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس واقعہ
کی اطلاع دی، حضرت فاروق اعظم رض نے انکو جواب میں لکھا، کہ تم نے بہت اچھا کیا،
بیشک اسلام پہلی رُسوم کو مٹا دیتا ہے، اور ایک پرچہ لکھکر خط میں ڈالدیا، اور اُن کو
لکھا، کہ میں نے تمکو ایک پرچہ لکھکر بھیجا ہے، اُس کو دریائے نیل میں ڈالدینا،
جب وہ خط حضرت عمرو بن العاص رض کو ملا، تو اُنہوں نے وہ پرچہ نکالا، اور کھولکر

دیکھا، تو اس میں یہ مضمون تھا، کہ یہ خط خدا کے بندے عمرؓ امیر المومنین کی طرف سے دریائے نیل کی طرف ہے، اما بعد اگر تو اپنی مرضی سے جاری ہوا کرتا ہے، تو بیشک مت جاری ہو، اور اگر تجھکو خدائے واحد القہار ہی جاری کرتا ہے، تو ہم خدائے واحد القہار سے درخواست کرتے ہیں، کہ وہ تجھے جاری کردے۔

پھر وہ پرچہ دریائے نیل میں ڈالدیا، لوگوں نے جلاوطنی کی تیاری کرلی تھی، اور نکلنے لگے تھے، کیونکہ اُن کی تمام ضرورتیں اُسی دریا پر موقوف تھیں، لیکن جب صبح ہوئی، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ہی رات میں سولہ ہاتھ تک گہرا جاری کردیا اور اس بُری رسم کو وہاں سے ابدالآباد کیلئے یک قلم مٹادیا،

(۵) اسی امام کی ایک اور روایت اس کے اپنے اسناد سے یوں ہے، کہ ایکدفعہ امیر المومنین حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے ایک شخص سے رجبہ کے بارہ میں ایک بات دریافت کی، تو اُس نے دروغگوئی سے کام لیکر سراسر جھوٹ بتلایا، آپنے فرمایا، کہ تم نے مجھ سے جھوٹ کہا ہے، اُس نے انکار کیا، تب آپنے فرمایا، کہ میں خدا سے دعاء مانگوں گا، کہ اگر تو جھوٹا ہے، تو تجھے اندھا کردے، اُس نے کہا، ہاں، آپ دعاء مانگیں، پھر حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اس پر بددعا کی، تب وہ اندھا ہوگیا،

(۶) اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ جب جنگ اُحد کی تیاری ہوئی، تو میرے والد نے ایک شب مجھکو بلا کر کہا، کہ میں آج اپنا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن مشتاقان کی فہرست میں دیکھ رہا ہوں، جو سب سے پہلے جام شہادت نوش کریں گے، بیٹا! میں سمجھتا ہوں، کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے بعد تم سے زیادہ مجھے اور کوئی عزیز نہیں ہے، مجھ پر بہت سا قرضہ ہے، تم اُس کو جلدی ادا کر دینا، اور اپنی بہنوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا،

حضرت جابر فرماتے ہیں، کہ صبح ہوتے ہی سب سے قبل آپ نے جام شہادت نوش فرمایا،

(۷) اسی طرح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ ایک شب حضرت اُسید بن حضیرؓ اور حضرت عباد بن بشر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی ضروری امر کے متعلق دیر تک گفتگو کرتے رہے، حتیٰ کہ رات کا ایک بہت بڑا حصّہ گذر گیا، جب وہ دونوں آنحضرت صلی اللہ وسلم کی خدمت سے رخصت ہو کر باہر آئے، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ چاروں طرف رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے، ان دونوں کے پاس ایک ایک لاٹھی تھی، اُن میں سے ایک کی لاٹھی روشن ہو گئی، وہ دونوں اسکی روشنی میں چلنے لگے، جب وہ دونوں اپنے اپنے گھروں کو جانے کے لئے ایکدوسرے سے جدا ہوئے، تو دوسری لاٹھی بھی روشن ہو گئی، حتیٰ کہ اپنے گھروں کو پہنچ گئے

اسی طرح صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور مشائخ طریقت سے اس قدر کرامات و خرق عادات کا ظہور ہوا ہے، جو تحریر و تقریر میں نہیں آسکتا،

کتاب اللہ، احادیث نبوی، واقعات صحابہؓ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ معجزات، کرامات خارق عادات امور الٰہیہ میں سے ہیں،

منکرین خوارق

اب میں تصویر کا دوسرا رُخ پلٹتا ہوں، منکرین خوارق، معجزات و کرامات کو خلاف قانون قدرت قرار دیتے ہوئے ان کا معرض وقوع میں آنا نہ صرف

دشوار بلکہ محال خیال کرتے ہیں،

قبل اس کے کہ اس وجہ کے صحت وسقم پر اظہار خیالات کروں، میں مناسب سمجھتا ہوں، کہ معجزہ کی تعریف گوش گذار کر دوں،

معجزہ کی تعریف

معجزہ کی تعریف میں علماء کے الفاظ اور انکی تعبیریں گو نہ متفاوت ہیں، مگر میرے خیال میں مفاد سب کا ایک ہے، عام طور پر معجزہ کی تعریف یوں کی جاتی ہے، کہ **معجزہ وہ خارق عادت امر ہے، جو مدعی نبوت کے ہاتھ پر تحدّی کے ساتھ اُس کی تائید میں ظاہر ہو**" اس کے علاوہ اور جو تعریفیں ہیں، وہ اسی کا چربہ ہیں،

بہرحال کسی بات کے معجزہ ہونے کے لئے یہ ضروری ہے، کہ

(۱) مدعی نبوّت کے ہاتھ پر اس کا ظہور ہو،

(۲) خلاف عادت ہو

(۳) اور تحدّی کے طور پر ہو

چونکہ عام طور پر لوگ عادت اور قدرت میں فرق نہیں کیا کرتے، اس لئے اس فرق پر متنبہ کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے،

قدرت اور عادت میں فرق

جو لوگ خدا کی ہستی کے قائل ہیں، وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں، کہ خدا قادر مطلق ہے، تو جسطرح وہ اس بات پر قادر ہے، کہ ایک سبب کے واسطہ سے ایک چیز پیدا کر دے" اسی طرح اس میں اس کی بھی قدرت ہے، کہ بدوں کسی سبب کے اُسے موجود کر دے، ورنہ اگر وہ اس کے پیدا کرنے میں سبب کا محتاج ہے، اور بدوں اس سبب کے پیدا کرنے سے عاجز ہے، تو وہ قادر مطلق نہیں ہے، جیسے

خدا ابر سے پانی برسایا کرتا ہے، مگر وہ اس بات پر بھی قادر ہے، کہ بدوں ابر کے پانی برسادے، اگر کوئی خدا کو قادر مطلق کہتے ہوئے بدوں ابر کے پانی برسانے سے اس کو عاجز کہے، تو درحقیقت وہ اس کو قادر مطلق نہیں مانتا، پس لامحالہ خدا کو قادر مطلق کہنے والے کے لئے ضروری ہوگا، کہ وہ یہ بھی مانے اکہ توسطِ سبب کے بغیر بھی وہ اشیاء کو پیدا کر سکتا ہے،

اب سنو! کہ خدا کا اسباب کے توسط سے یا بدوں توسط اسباب کے کسی شے کی ایجاد پر قادر ہونا اُس کی **قدرت** ہے، اور اسباب کے توسط ہی سے پیدا کرنا اُس کی **عادت** ہے،

اس کی مثال یوں سمجھو، جیسے ایک شخص پان کھا سکتا ہے، یہ اُسکی قدرت ہے، مگر نہیں کھاتا، یہ اُس کی عادت ہے، کھانا اور نہ کھانا دونوں اُس کے اختیار و قدرت میں ہیں، مگر نہ کھانا اُس کی عادت ہے، اب یہ سنکر کہ وہ پان کھاتا ہے، کوئی عاقل یہ نہیں کہ سکتا، چونکہ یہ کام اُس کی قدرت سے باہر ہے، اس لئے غلط ہے،

الغرض ہر عادت مقدور ہے، مگر ہر مقدور کا عادت ہونا ضروری نہیں،

اقسام عادت

اب عادت کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک عام ہوتی ہے، اور دوسری خاص، جیسے ایک شخص اور تو کسی وقت پان نہیں کھاتا، (یہ اُس کی عام عادت اور مستمر ہے) مگر کھانا کھانے کے بعد کھا لیا کرتا ہے (یہ اس کی خاص عادت ہے) عادات عامہ سے تقریباً ہر خاص و عام واقف ہوتا ہے، مگر عادات خاصہ سے صرف خواص اور حاضر باش لوگ ہی واقف ہوتے ہیں،

منکرین کی غلط فہمی

اب جو لوگ معجزہ کو خلاف قانونِ قدرت کہ کر اُسکا انکار کر دیتے ہیں، وہ اس اُصولی

غلطی میں مبتلا ہیں، اور قدرت و عادت کے معنے نہ سمجھنے کی وجہ سے وہ معجزہ کا انکار کرتے ہیں۔ معجزہ خلاف قدرت نہیں ہوتا، بلکہ خلاف عادت ہوا کرتا ہے، اور جو امور خلاف عادت ہوں، وہ بھی تحت القدرت داخل ہیں، خلافِ قانونِ قدرت نہیں، جیساکہ اوپر ثابت ہو چکا ہے،

پس اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آتشکدہ نمرود گلزار بن گیا، اور آگ نے آپ کو نہیں جلایا، تو یہ ایک خلاف عادت امر ہے۔ یہ کہکر اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، کہ یہ قانونِ قدرت کے خلاف ہے، کیونکہ اس طرح خداوند تعالیٰ قادر مطلق نہیں رہتا،

میرے خیال میں جہاں اللہ تعالیٰ کی عام عادت یہ ہے کہ اسباب سے مسببات پیدا کرتا ہے، وہاں اُس کی خاص عادت یہ بھی ہے، کہ جب اُسے اپنے مقربین کی تصدیق کرانی ہوتی ہے، تو اُن کے ہاتھوں پر خلاف معمول وہ علامات اور نشانات ظاہر کرتا ہے، جن سے لوگ یہ یقین کر لیں، کہ بلا شک وشبہ یہ اُس کے مقربین ہیں،

یہ حقیقت ایک مثال سے بخوبی سمجھ آجائے، کہ اگر کوئی شخص ایک جلیل القدر بادشاہ کی سلطنت کے کسی حصہ میں جاکر اُس کی رعایا کو جمع کرکے یہ کہے، کہ میرے پاس اس جلیل القدر بادشاہ کے کچھ پیغام ہیں، مجھ کو اُس نے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے، کہ میں تمہارے پاس اُس کے وہ پیغامات پہنچادوں، میرے سچے ہونے کی دلیل یہ ہے، کہ میں اگر بادشاہ سے یہ چاہوں، کہ اُس نے اپنی سلطنت میں جو نظام فرما رکھا ہے، اُس کے کسی صیغہ کے انتظام کو میری درخواست پر بدل دے تو بلاشبہ بادشاہ اپنی خاص عنایت کے باعث ایسا ہی کریگا، اور بادشاہ کے اسطرح

کرنے سے رعایا پر اُس کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی،

اب آخر میں میں اتنا تبلا دینا ضروری سمجھتا ہوں، کہ **معجزہ، کرامت اور استدراج** میں کیا فرق ہے؟

معجزہ، کرامت اور استدراج میں فرق

علامہ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں، کہ جب کسی انسان کے ہاتھ پر کوئی خرق عادت فعل ظاہر ہو، تو وہ دو حال سے خالی نہ ہوگا، یا تو اُس کے ساتھ دعوٰے بھی ہوگا یا دعوٰے نہ ہوگا، اگر دعوٰے ہوگا، تو اس کی کئی قسمیں ہیں، یا تو اُس میں (۱) خدائی کا دعوٰے ہوگا (۲) یا نبوت کا (۳) یا ولایت کا (۴) یا جادو وغیرہ کا، یہ چار قسم ہوئے،

قسم اوّل خدائی دعوٰے ہے، سو اس قسم کے مدعی کے ہاتھ پر بدعارق عادات کا بغیر کسی معارضہ کے ظاہر ہونا جائز ہے، جیسے نقل کیا گیا ہے، کہ فرعون خدائی کا مدعی تھا، اس کے ہاتھ پر خرق عادات کا ظہور ہوتا تھا، اور ایسے ہی دجّال کے ہاتھ پر خوارق کا ظاہر ہونا احادیث سے ثابت ہے، چنانچہ ایسے مدعی کا دعوٰے اور اُس کی خلقت ہی تبلاتی ہے، کہ یہ سراسر جھوٹا، کاذب اور دروغگو ہے، لہذا اس کے ہاتھ پر خرق عادات کے ظہور سے اُس کی صداقت کا وہم تک بھی نہیں ہوتا،

قسم دوم نبوت کا دعوٰے ہے، اور یہ بھی دو قسم پر منقسم ہے، کیونکہ یہ مدّعی یا تو سچا ہے، یا جھوٹا، اگر سچا ہے، تو اُس کے ہاتھ پر خرق عادات کا ظہور ضروری ہے لیکن جو مدعی جھوٹا ہے، اس کے ہاتھ پر خوارق کا ظہور جائز نہیں، اور ظہور کی تقدیر پر اُس کا معارضہ ضروری ہے؛

تیسری قسم یہ ہے، کہ ولی سے خرق عادت ظاہر ہو، اگر ولی سچا ہے تو اُس سے خرق عادت کا ظہور بالکل برحق ہے،

چوتھی قسم یہ ہے، مدعی جادو کے ہاتھ پر خرق عادت ظاہر ہو، سو یہ بھی جائز ہے، مگر معتزلہ اس میں مخالف ہیں،

قسم اول کے اقسام ختم ہوئے، اب دوسری قسم کے اقسام سُن لیجئے،

دوسری قسم یہ ہے، کہ کسی انسان کے ہاتھ پر بدوں کسی دعوے کے خرق عادت ظاہر ہو، پھر یہ انسان یا تو خدائے تعالےٰ کے نزدیک صالح اور نیک بخت ہوگا، یا فاسق و فاجر، پہلی صورت تو وہی کرامت اولیاء ہے، جس کے جواز پر ہمارے علماء متفق ہیں، دوسری صورت یعنی فاسق و فاجر کے ہاتھ پر خرقِ عادت ظاہر ہونا اسی کا نام استدراج ہے،

اب ان طویل ابحاث کے بعد میں اصل مقصود کی طرف رجوع کرکے حضور غوثیت مآب کے ایام حیات میں جو جو خرقِ عادات ظہور میں آئے، اُن کو قلمبند کرتا ہوں، وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللہ

آپکی کرامات

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات لاتعدّ و بیشمار ہیں، چنانچہ شیخ علی بن ابی نصر الہیتی نے ۵۶۲ھ ہجری میں فرمایا[۱]، کہ میں نے اپنے اہل زمانہ میں سے کسی کو حضور غوثیت مآب سے بڑھکر صاحب کرامات نہیں دیکھا، جسوقت کوئی شخص آپ کی کرامت دیکھنا چاہتا، دیکھ لیتا، اور کرامت کبھی آپ سے ظاہر ہوتی تھی، اور کبھی آپ میں ظاہر ہوتی تھی،

شیخ ابو عمر و عثمان صریفینی کا قول[۲] ہے، کہ سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی

---

[۱] و [۲] ملاحظہ ہو بہجہ صفحہ ۲۵ ۱۲ منہ رح

رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتیں سلک مروارید کی شل تھیں، جس میں یکے بعد دیگرے لگاتار موتی ہوں، اگر ہم میں سے ہر روز کوئی شخص کئی کرامتیں دیکھنی چاہتا، تو دیکھ لیتا، شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام نے بیان[1] کیا ہے، کہ جسقدر تواتر کے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات منقول ہیں، اور کسی ولی کی نہیں،

امام نوویؒ بستان العارفین میں تحریر[2] فرماتے ہیں، کہ کسی ولی کی کرامتیں بنقل ثقات اس کثرت سے ہم تک نہیں پہنچیں جس کثرت کے ساتھ کہ سیدنا حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی کرامات پہنچی ہیں،

آپ کی اکثر کرامات بہجۃ الاسرار میں مذکور ہیں، اور حقیقت میں بہجۃ الاسرار ہی ایک ایسی کتاب ہے، جس میں آپ کے مفصل جامع ومانع حالات ملتے ہیں،

بعض لوگوں نے بہجۃ الاسرار پر یہ اعتراض کیا ہے، کہ اس میں غلط باتیں درج ہیں، اور حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ایسے مبالغے کیے گئے ہیں، جو شایان بارگاہِ ربوبیت ہیں، اس کا جواب علامہ کاتب چلپیؒ نے یوں دیا ہے، کہ

اَقُوْلُ مَا الْمُبَالَغَاتُ الَّتِیْ عُزِیَتْ	میں کہتا ہوں، ایسے مبالغات کون سے ہیں
اِلَیْہِ مِمَّا لَا یَجُوْزُ عَلٰی مِثْلِہٖ	جو آپکی طرف منسوب کردیئے گئے ہیں، اور
وَقَدْ تَتَبَّعْتُہَا فَلَمْ اَجِدْ فِیْہَا	اُنکا اطلاق آپ پر جائز نہیں، میں نے ہر چند
نَقْلًا اِلَّا وَلَہٗ فِیْہِ مُتَابِعُوْنَ	جستجو کی، مگر مجھے اُن میں کوئی نقل ایسی
وَغَالِبُ مَا اَوْرَدَہٗ فِیْہَا نَقَلَہٗ	نہیں ملی، جس میں دوسروں نے (اصحاب
الْیَافِعِیُّ فِیْ اَسْنَی الْمَفَاخِرِ د	بہجۃ الاسرار کی) متابعت نہ کی ہو، ان

---

[1] فوات الوفیات، جز ثانی ص۲ ۱۲ منہ رح [2] ملاحظہ ہو، قلائد الجواہر مطبوعہ مصر ص۱۳۰ ۱۲ منہ رح،

زنی نشر المحاسن وروض
الرياحين وشمس الدين الزكي
الحلبي ايضًا في كتاب الاشراف
واعظم شيء نقل عنه انه احيٰ
الموتى كاحيائه الدجاجة و
لعمري ان هذه القصة
نقلها تاج الدين السبكي و
ونقل ايضًا عن ابن الرفاعي
وغيره واني لغبي جاهل حاسد
ضيع عمره في فهم ما في
السطور تنعم بذلك عن
تزكية النفس واقبالها
على الله سبحانه وتعالى ان
يفهم ما يعطي الله سبحانه
وتعالى اوليائه من التصرف
في الدنيا والآخرة وبهذا
قال الجنيد التصديق
بطريقنا ولاية انتهى
(كشف الظنون عن اسامي الكتب والفنون)
(جزو اول صـ ۲۰۳)

حالات کا اکثر حصہ جس کو صاحب بہجۃ الاسرار
نے ذکر کیا ہے، وہی ہے، جسے امام
یافعی نے اسنی المفاخر، نشر المحاسن اور
روض الریاحین میں اور شمس الدین الزکی
الحلبی نے بھی کتاب الاشراف میں نقل
کیا ہے، اور بڑی سے بڑی شے جو آپ
سے منقول ہے، وہ یہ ہے، کہ آپ نے
مردوں مثلاً مرغی کو زندہ کر دیا، مجھے
اپنی حیات کی قسم کہ اس قصّہ کو علامہ امام
تاج الدین سبکیؒ نے نقل کیا ہے، اور یہ ابن
الرفاعی وغیرہ سے بھی منقول ہے، اللہ
سبحانہ وتعالےٰ نے اپنے اولیاء کو دنیا
اور آخرت میں جو تصرف عطا فرمایا ہے،
اُسے وہ غبی، جاہل، حاسد کیونکر سمجھ سکتا
ہے، جس نے اپنی عمر مضامین کتب کے
سمجھنے میں ضائع کی، اور تزکیۂ نفس اور اللہ
سبحانہ وتعالےٰ کیطرف توجّہ کو چھوڑ کر اسی پر قناعت کی
اور یہ سمجھنے کی کوشش نہ کی، کہ اللہ تعالےٰ
نے دنیا و آخرت میں اپنے اولیاء کو تصرف
سے کیا کچھ عطا فرمایا ہے، اس لئے سیدنا
جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، کہ ہمارے طریقہ کی تصدیق ولایت ہے

(۱) اِحیاءِ دَجَاجَۃ

اکابر سَلَف کی ایک جماعت سے پانچ طرق[1] سے مروی ہے، کہ ایک دفعہ حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عورت اپنے لڑکے کو لیکر آئی، اور عرض کرنے لگی، کہ میں دیکھتی ہوں، کہ یہ لڑکا آپ سے بہت ہی عقیدت و محبت رکھتا ہے، اس لئے میں اپنے حق سے دست بردار ہوکر اسے محض لوجہ اللہ آپ کو دیتی ہوں، آپ اسے اپنی غلامی میں قبول کیجئے، آپ نے قبول فرمایا، اور اُسے چند اذکار و اشغال قادریہ تلقین فرما کر ریاضات و مجاہدات کے لئے حکم دیا،

ایک روز لڑکے کی ماں جو اُسے ملنے آئی، تو بھوک اور بیداری کے سبب اُسے دُبلا پتلا اور زرد رُو پایا، اور جَو کی روٹی کھاتے دیکھا، وہ مامتا کی ماری آپ کی خدمت میں آئی، اور آپ کے سامنے ایک برتن دیکھا، جس میں سے آپ نیم پختہ مرغی کا گوشت کھا چکے تھے، اور صرف ہڈیاں باقی رہ گئی تھیں، یہ دیکھکر وہ کہنے لگی، آپ تو مرغی کے سالن سے روٹی کھاتے ہیں، اور میرے لڑکے کو جَو کی روٹی کھلاتے، یہ سُنکر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اُن ہڈیوں پر رکھا، اور یوں فرمایا،

قُوْمِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ الَّذِیْ یُحْیِی الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ

کھڑی ہوجاؤ، اُس اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے،

معًا مرغی اُٹھ کھڑی ہوئی، اور بولنے لگی،

پھر آپ نے اُس عورت سے فرمایا، کہ تیرا لڑکا جب اس قابل ہوجائیگا، تو اُسوقت اُسے اختیار ہے، جو چاہے، سو کھائے،

(۲) اِماتت و اِحیاءِ نسر

قدوۃ الشیوخ محمد بن قائد الاوانی رحمۃ اللہ علیہ بیان[2] کرتے ہیں، کہ ایک

---

[1] قلائد مرتیہ لابن حجر مکی ص۲۲، و حیوۃ الحیوان جز اول ص۲۹۵ ۱۲ منہ [2] بہجہ ص۶۵ ۱۲ منہ

روز آپ وعظ فرما رہے تھے، اور ہوا سخت چل رہی تھی، کہ ایک چیل چیختی، چلاتی اڑتی ہوئی آپ کی مجلس پر سے گذری، جس سے حاضرین مجلس کی توجہ پراگندہ ہوگئی، آپ نے فرمایا، اے ہوا! اس چیل کا سر اڑا دے، یہ فرمانا تھا، کہ چیل کا دھڑ ایک طرف اور سر دوسری طرف گر پڑا، یہ دیکھکر آپ تخت پر سے اترے، اور چیل کو ایک ہاتھ میں لیکر دوسرا ہاتھ اس پر پھیرا، اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا، وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہوکر اڑ گئی، اور لوگ دیکھتے رہ گئے[1]،

(۳) اماتتِ فار

شیخ معمر جرادہ بیان[2] کرتے ہیں، کہ میں ایک وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت آپ بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے، کہ اتنے میں چھت پر سے دو تین دفعہ کچھ مٹی گری، آپ اسے جھاڑتے گئے، جب چوتھی دفعہ گری، تو آپنے اوپر سر اٹھا کر دیکھا، کہ ایک چوہا مٹی کھود کر گرا رہا ہے، آپنے اس سے فرمایا، کہ تو اپنا سر اڑا دے، آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ اس چوہے کا سر ایک طرف اور دھڑ دوسری طرف جا پڑا، اس کے بعد آپ اپنا لکھنا چھوڑ کر نہایت آبدیدہ ہوئے، میں نے عرض کیا، حضرت! آپ اس وقت کیوں آبدیدہ ہیں، آپنے فرمایا، میں ڈرتا ہوں، کہ مبادا کسی مسلمان سے مجھے ایذا پہنچے، تو اس کا بھی یہی حال ہو، جو حال کہ اس چوہے کا ہوا،

(۴) اماتت عقرب

آپ کے رکابدار ابو العباس احمد بن محمد بن احمد القرشی۔ البغدادی بیان[3] کرتے ہیں، کہ ایک روز آپ سواری پر جامع منصوری تشریف لے گئے، جب آپ وہاں سے واپس آئے، تو آپنے اپنی چادر اتاری، اور اپنی پیشانی پر سے ایک بچھو نکالکر زمین پر ڈالا، جب یہ بچھو بھاگنے

---

[1] حیوۃ الحیوان جزء اول صفحہ ۱۲ منہ رح [2] ملاحظہ ہو قلائد الجواہر ۱۲ منہ رح
[3] قلائد الجواہر ۱۲ منہ رح

لگا، تو آپ نے اُس سے فرمایا، کہ

مُوْتِیْ بِاِذْنِ اللهِ　　　　بامرِالٰہی تو مرجا

آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ وہ اسی وقت دم بخود ہو گیا، پھر آپ نے مجھ سے فرمایا، کہ اس نے مجھے جامع منصوری سے یہاں تک ساٹھ دفعہ کاٹا تھا[1]،

(۵) اماتت عصفور

شیخ عمر بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک روز آپ وضو کر رہے تھے، کہ اسی اثنا میں ایک چڑیا نے آپ پر بیٹ کی، یہ چڑیا اُسی وقت گر کر مر گئی، جب آپ وضو کر چکے تو آپ نے کپڑے کا اُتنا حصہ دھویا، اور اُتار کر مجھے دیا، کہ اسے فروخت کر کے اس کی قیمت خیرات کر دو، یہ اس کا بدلہ ہے،

(۶) سلب امراض

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن خضر حسینی موصلی بیان[2] کرتے ہیں، کہ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں قریباً تیرہ سال تک رہا، اس عرصہ میں مَیں نے آپ کے بہت سے خوارق دیکھے، منجملہ اُن کے ایک یہ واقعہ ہے، کہ جس مریض سے اطبّا عاجز آجاتے، وہ آپ کی خدمت لایا جاتا، آپ اُس کے حق میں دعا فرماتے، اور اپنا دست مبارک اُس پر پھیرتے، وہ اُسی وقت آپ کے سامنے تندرست اُٹھ کھڑا ہوتا

(۷) مریض استسقاء

ایک وقت کا ذکر[3] ہے، کہ خلیفہ المستنجد باللہ کے اعزّہ میں سے ایک استسقاء کا مریض آپ کے پاس لایا گیا، اُس کا شکم مرض استسقاء کی وجہ سے بہت ہی پھولا ہوا تھا، آپ نے اُس کے شکم پر اپنا دست مبارک پھیر دیا، اللہ کے حکم سے اس کا شکم بالکل ہموار ہو گیا، گویا اس کو کوئی بیماری ہی نہ تھی،

---

[1] کذا فی القلائد ۱۲ منہ رح　[2] کذا فی بہجہ و قلائد ۱۲ منہ رح　[3] یہ واقعہ بہجہ صفحہ ۔۔ میں مذکور ہے ۱۲ منہ رح

(۸) مریض بخار

ایک دفعہ[1] ابوالمعالی احمد البغدادی الحنبلیؒ آپ کی خدمت میں آئے، اور عرض کی، کہ میرے فرزند محمدؒ کو سوا سال سے بخار آتا ہے، اور کسی طرح رفع نہیں ہوتا، بلکہ زیادہ ہوتا جاتا ہے، آپنے فرمایا کہ تم اس کے کان میں جاکر کہدو، کہ اے بخار تجھے عبدالقادر کہتا ہے، کہ میرے لڑکے کو چھوڑ کر (قریہ) حلّہ میں چلا جا۔

آپنے ایسا ہی کیا، معًا بخار رفو چکر ہوگیا، اور اہل حلّہ بخار میں مبتلا ہوگئے،

(۹) مفلوج و مجذوم مادر زاد نابینا

شیخ ابوالحسن علی قرشیؒ کا بیان[2] ہے، کہ ایکدفعہ میں اور شیخ علی بن ابی نصر الہیتی حضور غوثیت مآب کی خدمت میں حاضر تھے، کہ ابو غالب فضل اللہ بن اسمٰعیل بغدادی تاجر حاضر ہوا، اور یوں عرض کرنے لگا، کہ حضور دعوت قبول کرنا مسنون ہے، میں آپکی دعوت کرتا ہوں، آپ غریب خانہ پر تشریف لے چلیں، آپنے کچھ عرصہ سر جھکائے رکھا، پھر اُٹھایا، اور فرمایا، کہ ہاں قبول ہے،

اس کے بعد آپ خچر پر سوار ہوکر ابو غالب کے مکان پر پہنچے، وہاں آگے ہی بغداد کے علماء و مشائخ جمع تھے، ابو غالب نے ایک دسترخوان بچھایا، جسپر قسم قسم کے میٹھے ترش اور نمکین کھانے چنے گئے، پھر دو شخصوں نے ایک بڑے سربمہر مٹکے کو لاکر دسترخوان کے اخیر میں رکھدیا،

حضور غوثیت مآب سر جھکائے بیٹھے تھے، آپکی عظمت و ہیبت اور رعب و دبدبہ کیوجہ سے حاضرین پر خاموشی و سکوت کا عالم طاری تھا، اتنے میں آپنے شیخ علیؒ کو اشارہ کیا، کہ اس مٹکہ کو اُٹھا کر میرے پاس لاؤ، انہوں نے اُٹھا کر آپ کے سامنے رکھدیا، آپنے انکو حکم دیا، کہ اسے کھولدو، انہوں نے جونہی کھولا، تو کیا دیکھتے ہیں

---

[1] ملاحظہ ہو بہجہ صفحہ ۶۳ ۱۲ رمنہ رح [2] دیکھو بہجہ صفحہ ۶۲ ۱۲ رمنہ رح

کرامیں ابو غالب کا ایک مفلوج اور مجذوم مادر زاد نابینا لڑکا ہے، آپنے اس لڑکے سے فرمایا، کہ تو اللہ کے حکم سے تندرست ہو کر اُٹھ کھڑا ہو، معاً لڑکا بینا اور تندرست ہو کر دوڑنے لگا، یہ دیکھکر حاضرین چار سو جہ حیرت میں پڑ گئے، چاروں طرف ایک غلغلہ اور شور برپا ہو گیا، آپ حاضرین کی بے خبری میں وہاں سے کھانا کھائے بغیر نکل آئے

(۱۰) مریض لڑکا

اسی طرح ایک[۱] دفعہ آپ کی مجلس میں روافض کی ایک جماعت دو سر بمہر بیٹے ہوے ٹوکرے لائی، اور آپ سے آکر پوچھا، کہ ان ٹوکروں میں کیا ہے؟ پس آپ کرسی پر سے اُترے اور ان میں سے ایک پر اپنا ہاتھ رکھکر فرمایا، کہ اس میں ایک بیمار لڑکا ہے پھر اپنے صاحبزادہ عبد الرزاقؒ سے فرمایا، اسے کھولو، جب کھولا گیا، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ اُس میں فی الحقیقت ایک بیمار لڑکا ہے، آپنے اُس لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، کہ اُٹھ کھڑا ہو، وہ اُٹھکر تندرست ہو کر دوڑنے لگا، پھر آپنے دوسرے ٹوکرے پر ہاتھ رکھکر فرمایا، کہ اس میں ایک تندرست لڑکا ہے، اور اپنے صاحبزادہ کو حکم دیا کہ اسے کھولو، جب انہوں نے کھولا، تو اس میں ایک تندرست لڑکا پایا، وہ اُٹھکر چلنے لگا، آپنے اُس کی پیشانی پکڑ کر فرمایا، کہ بیٹھ جا، وہ وہیں بیٹھ گیا،

یہ دیکھکر روافض نے آپ کے دست مبارک پر توبہ کی،

(۱۱) اخراج جن

ابو سعد عبد اللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی ازجی کا بیان[۲] ہے، کہ میری ایک باکرہ لڑکی فاطمہ نام ایک دفعہ میرے گھر کی چھت پر چڑھی، اور اُسے کوئی چیز اُٹھا کرلے گئی، اُس وقت اس لڑکی کی عمر سولہ سال کی تھی، میں حضور غوثیت مآب کی خدمت میں آیا، اور آپ سے یہ ساری سرگذشت کہ سنائی، آپنے فرمایا، کہ آج رات کرخ کے ویرانے میں پانچویں

---

[۱] بہجہ صفحہ ۶۳ ۱۲ منہ رح [۲] بہجہ صفحہ ۱۲ منہ رح

ٹیلے کے پاس بیٹھ جانا، اور اپنے گرد زمین پر دائرہ کھینچ لینا، اور دائرہ کھینچتے وقت یوں کہنا، بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نِیَّۃِ عَبْدِ الْقَادِرِ آغاز شب میں جنات کے گروہ مختلف اشکال میں تیرے پاس سے گذریں گے، تو انہیں دیکھکر خوف نہ کھانا، جب صبح ہوگی، تو اُن کا بادشاہ ایک جماعت کی معیت میں تجھ پر گذرے گا، اور تیری حاجت دریافت کریگا، اس وقت بتلا دینا، کہ عبدالقادر نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے اور میری حاجت یہ ہے، اپس میں چلا گیا، اور آپ کے حکم کی تعمیل کی، آپ کے ارشاد کے مطابق مہیب، خوفناک اور ڈراؤنی صورتیں مجھ پر سے گذرنے لگیں، مگر کوئی دائرہ کے قریب نہ آسکا، جنات گروہ در گروہ گذرتے گئے، یہاں تک کہ ان کا بادشاہ ایک گھوڑے پر سوار آیا، اُس کے آگے کئی جماعتیں تھیں، وہ دائرے کے مقابل ٹھیر گیا، اور مجھ سے پوچھنے لگا، کہ اے بندۂ خدا تیری کیا حاجت ہے؟ میں نے کہا، حضور غوثیت مآب نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے، یہ سنکر وہ گھوڑے سے اُترا، اور زمین کو بوسہ دیکر دائرہ سے باہر بیٹھ گیا، اس کے ہمراہی بھی بیٹھ گئے، میں نے اپنی لڑکی کا قصہ کہ سنایا، اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا، کہ جس نے یہ کام کیا ہے، اُس کو میرے پاس لاؤ، کچھ دیر بعد ایک سرکش جن لایا گیا، جس کے ہمراہ وہ لڑکی تھی، اور بادشاہ کو بتلایا گیا، کہ یہ ملک چین کے سرکش جنوں میں سے ہے، بادشاہ نے اس سے لڑکی کے اُٹھا لیجانے کی وجہ دریافت کی: اور اس نازیبا حرکت کا سبب پوچھا، اس نے کہا، کہ میرے عشق نے مجھے مجبور کیا تھا، بادشاہ نے اُس کی گردن اُڑا دینے کا حکم دیا، اور لڑکی میرے حوالے کر دی،

(۱۲) مریضۂ مرگی اسی طرح کا ایک اور قصہ[۱] ہے، کہ ایک شخص آپکی خدمت میں آیا، اور عرض کرنے لگا، کہ میں اصفہان

---

[۱] دیکھو بہجہ صنٹ ۱۲ منہ رح

کا باشندہ ہوں، میری ایک عورت ہے، وہ اکثر مرض مرگی میں مبتلا رہتی ہے، تعویذ گنڈے والے اُس سے عاجز آ گئے ہیں، آپ نے فرمایا، کہ یہ وادی سرندیپ کے خانس نام ایک سرکش جن کی شرارت ہے، جب تیری عورت کو مرگی آئے، تو اس کے کان میں کہدینا، کہ عبدالقادر جو بغداد میں رہتا ہے، تجھے کہتا ہے، کہ پھر نہ آنا، اگر پھر آئیگا، تو ہلاک ہو جائیگا، وہ شخص چلا گیا، اور دس سال تک نہ آیا، پھر آیا، تو اس سے دریافت کیا گیا، اس نے کہا، کہ میں نے شیخ کے قول پر عمل کیا تھا، آجتک اُسے پھر مرگی نہیں ہوئی،

(۱۳) بیمار اونٹنی

ایک[1] روز شیخ ابو حفص عمر بن صالح حدادی اپنی اونٹنی لیکر حاضر خدمت اقدس ہوئے، اور عرض کی، کہ میں حج کو جانا چاہتا ہوں، اور یہ اونٹنی چلنے سے قاصر ہے، اس کے سوا اور میرے پاس ہے نہیں یہ سنکر آپ نے اپنا پاؤں مبارک اس اونٹنی پر مارا اور اپنا دست مبارک اسکی پیشانی پر رکھا، شیخ ابو حفص کا بیان ہے، کہ پہلے وہ اونٹنی سب اونٹنیوں سے پیچھے رہا کرتی تھی، پھر چلنے میں سب سے سبقت لے جاتی،

(۱۴) بیمار کبوتری

ایک[2] دن حضور غوثیت مآب شیخ ابو الحسن علی بن احمد بن وہب الازجی کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے، آپ نے وہاں ایک کبوتری اور ایک قمری دیکھی، شیخ ابو الحسن نے عرض کیا، کہ حضور! یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دیتی، اور یہ قمری نو ماہ سے نہیں بولتی، آپ نے کبوتری سے مخاطب ہو کر فرمایا، کہ اے کبوتری! اپنے مالک کو فائدہ پہنچا، اور قمری سے کہا، کہ تو اپنے خالق کی تسبیح کر، بس آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ قمری بولنے لگ گئی، حتیٰ کہ اہالیانِ بغداد بسا اوقات اس کی آواز سننے کے لیے جمع ہوا کرتے اور کبوتری نے بھی انڈے دیئے، اور بچے نکالے، اور تادمِ مرگ ایسا ہی کرتی رہی،

---

[1] بہجہ صفحہ ۱۲ رمنہ رح [2] یہ واقعہ بہجہ صفحہ پر مذکور ہے ۱۲ منہ رح

(۱۵) کھجور کے دو خشک درخت

شیخ ابوالمظفر اسمٰعیلؒ کا بیان ہے، کہ شیخ علی بن ابی نصر الہیتی جب کبھی علیل ہو جاتے، تو اکثر میرے باغ میں آجاتے، جہاں کئی روز اُن کی تیمارداری کی جاتی، ایک دفعہ آپ بیمار ہو کر میرے باغ میں آئے، حضور غوثیت مآب آپ کی عیادت کے لئے وہاں تشریف لائے، اس باغ میں کھجور کے دو درخت تھے، جو بالکل خشک ہو گئے تھے، اور چار سال سے پھل نہ دیتے تھے، میں نے ان کے کاٹنے کا ارادہ کر رکھا تھا، حضور غوثیت مآب اُٹھے، اور اُن میں سے ایک کے نیچے آپ نے وضو فرمایا، اور دوسرے کے نیچے دو رکعت نماز ادا کی، وہ دونوں درخت ایک ہفتہ کے اندر بار آور اور مثمر ہو گئے، حالانکہ وہ کھجوروں کے بار آور ہونے کا وقت نہ تھا،

پھر میں نے اپنے باغ کی کچھ کھجوریں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیں، آپ نے اُن میں سے کچھ تناول فرمائیں، اور فرمایا، کہ ایزد متعال، تیری زمین، تیرے درہم، تیرے صاع[1] اور تیرے مواشی میں برکت دے اُس سال سے میری زمین کی آمدنی میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا، دراہم کی یہ حالت تھی، کہ جب تجارتی کام میں میں نے ایک درہم خرچ کیا، وہاں سے کئی حاصل کئے، گیہوں کی یہ کیفیت تھی، کہ جب میں کسی مکان میں گیہوں کی سو بوریاں رکھتا، اس میں سے اگر پچاس خیرات کر دیتا، اور باقی کھا لیتا، تو بھی سو بوریاں بحال پاتا، میرے مواشی اتنے بچے جنتے، کہ میں شمار نہ کر سکتا،

(۱۶) گیہوں میں برکت

شیخ ابوالعباس احمدؒ جو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے

ملاحظہ ہو بہجۃ صفحہ ۲۴۲ و ۲۴۵ ۱۲ منہ
[1] صاع ایک پیمانہ ہوتا ہے جو ہمارے ساڑھے تین سیر کے برابر ہوتا ہے ۱۲ منہ

رکابدار تھے، ذکر کرتے ہیں[1]، کہ ایک دفعہ بغداد میں قحط پڑا، میں نے آپ سے فاقہ کشی اور کثرت عیال کا شکوہ کیا، آپ نے ایک دیبہ[2] گیہوں نکالکر دیئے، اور فرمایا، کہ اسے کوارہ[3] میں ڈالکر منہ بند کر دینا، اور اس کے پہلو میں ایک سوراخ کرکے اُس میں سے اناج نکالکر پیس لیا کرنا، شیخ ابو العباس رح کہتے ہیں، کہ ہم نے اس سے پانچ سال تک کھایا، پھر میری اہلیہ نے جو اُسے کھولا، تو اُتنے ہی گیہوں پائے، جو سات دن میں ختم ہوگئے، میں نے یہ ماجرا آپ سے ذکر کیا، آپ نے فرمایا، کہ اگر تم اُسے ویسا ہی رہنے دیتے، تو گیہوں عمر بھر ختم نہ ہوتے،

(۱۷) بارش کا تھم جانا

شیخ عمر کیماتی رح اور عدی بن مسافر رح سے منقول ہے[4]، کہ ایک دفعہ حضور غوثیت مآب وعظ فرما رہے تھے، کہ یکایک بارش شروع ہوگئی، اہل مجلس پراگندہ اور منتشر ہونے شروع ہوگئے، آپ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر کہا، کہ "میں **توجمع کرتا ہوں، اور تو پراگندہ کرتا ہے**، معاً مجلس پر بارش بند ہوگئی، اور مدرسہ کے باہر بدستور ہوتی رہی،

(۱۸) طغیانی کا رُکنا

اسی طرح ایک دفعہ[5] دریائے دجلہ طغیانی پر آیا، اہالیانِ بغداد گھبرا اُٹھے، انہیں خوف دامنگیر ہوا، کہ کہیں بغداد غرق نہ ہوجائے، لہٰذا سب نے آن کر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں فریاد کی، آپ نے اپنا عصا لیا، دجلہ کے کنارہ پر تشریف

---

[1] دیکھو بہجہ صفحہ ۶۱ ۱۲ منہ رح [2] دیبہ بائیس یا چوبیس مد کے برابر ہوتا ہے، جو ہمارے ہاں کے بیس یا اکیس سیر ہوتے ہیں، ۱۲ منہ رح [3] کوارہ ایک ظرف گلی ہوتا ہے، جس میں گیہوں وغیرہ اناج بطور ذخیرہ رکھتے ہیں، دیہاتوں میں قریباً ہر ایک شخص کے گھر ہوتا ہے، ہمارے ملک میں، اسکو کوٹھا کہتے ہیں ۱۲ منہ رح [4] دیکھو بہجہ صفحہ ۷۵ ۱۲ منہ رح [5] دیکھو بہجہ صفحہ ۵۵ و قلائد ۱۲ منہ رح

لائے، اور اپنا عصا دجلہ کی اصلی حد پر گاڑ کر فرمایا، کہ "بس یہیں تک رہو"، معاً پانی اُتر کر اپنی اصلی حد تک پہنچ گیا،

(۱۹) عصا کا نور ہونا

شیخ ابو عبد الملک ذیال بیان کرتے ہیں[1]، کہ ۵۶۰ھ ہجری کا واقعہ ہے، کہ میں ایک دن حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں کھڑا تھا، کہ آپ اپنے دولت خانہ سے عصا لئے ہوئے باہر تشریف لائے، مجھے اُس وقت یہ خیال ہوا، کہ کاش آپ اپنے عصائے مبارک سے مجھے کوئی کرامت دکھاتے، ابھی میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہی تھا، کہ آپ نے میری طرف مسکرا کر دیکھا، اور اپنا عصا زمین میں گاڑ دیا، زمین پر گاڑتے ہی وہ روشن ہو کر چمکنے لگا، اور بدستور ایک گھنٹہ تک اسیطرح چمکتا رہا، اُس کی سنور شعاؤں سے اطراف و اکناف چمک اُٹھے، اس کی روشنی آسمان کی طرف چڑھتی رہی، پھر جب ایک گھنٹہ کے بعد آپ نے اُسے اُٹھا لیا، تو جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا، اس کے بعد مجھ سے فرمایا، کہ ذیال! تم یہی چاہتے تھے،

(۲۰) بے موسم سیب کا آنا

شیخ ابو العباس خضر بن عبد اللہ بن یحییٰ حسینی موصلی ذکر کرتے ہیں[2]، کہ ایک روز میں نے امام مستنجد باللہ ابو المظفر[3] یوسف عباسی کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دیکھا، اُس نے آپ سے عرض کیا، کہ حضور اطمینان قلبی کے لئے میں آپ کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں، آپ نے دریافت کیا، کہ تو کیا چاہتا ہے، ابو المظفر نے عرض کیا، کہ غیب سے ایک سیب، آپ نے ہوا میں ہاتھ پھیلایا، کیا دیکھتے ہیں، کہ آپ کے دست مبارک میں دو سیب ہیں، حالانکہ عراق

---

[1] ملاحظہ ہو بہجۃ صفحہ ۶۰ ۱۲ منہ رح [2] بہجہ صفحہ ۶۱ ۱۲ منہ رح [3] ابو المظفر خلفائے عباسیہ میں تھا ۵۵۵ھ ہجری میں مسند خلافت پر بیٹھا اور ۵۶۶ھ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہکر دار ابدی کی جانب کوچ کر گیا ۱۲ منہ رح

میں اس وقت سیب کا موسم نہ تھا،

آپ نے ایک سیب ابوالمظفر کو دیا، اور دوسرا خود رکھا، جب دونوں سیب پھاڑے گئے، تو آپ کا تو سفید خوشبودار اور معطر نکلا، مگر ابوالمظفر کے سیب میں کیڑا نکلا، اُس نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی، آپ نے فرمایا، کہ تیرے سیب کو ظالم کا ہاتھ لگا ہے، جس کی وجہ سے اس میں کیڑا پیدا ہوگیا ہے، اور میرے سیب کو کسی ولی اللہ کا ہاتھ لگا ہے، اس لئے یہ عمدہ نکلا، اور اس کی خوشبو مہک گئی،

(۲۱) خبر موت

احمد بن المبارک المرفعانی بیان[۱] کرتے ہیں، کہ منجملہ اُن طلباء کے جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے علم فقہ پڑھتے تھے، ایک عجمی شخص تھا، اس کا نام اُبَیّ تھا، یہ شخص نہایت غبی اور کند ذہن تھا، باوجود محنت اور دقت کے ساتھ سمجھانے کے یہ شخص کوئی بات بھی نہیں سمجھ سکتا تھا، ایک روز یہ شخص آپ سے پڑھ رہا تھا، کہ آپ کی ملاقات کے لئے ابن سنحل آئے، انہیں آپ کو اس شخص کے ساتھ بہت محنت کرتے ہوئے دیکھکر نہایت تعجب ہوا، جب وہ شخص اپنے سبق سے فارغ ہو کر چلا گیا، تو اُنہوں نے آپ سے کہا، کہ مجھے آپ کو اس شخص کے ساتھ اسقدر محنت کرتے ہوئے دیکھکر نہایت تعجب ہے، آپ تو اُس کے ساتھ حد درجہ مشقت اُٹھاتے ہیں، آپ نے فرمایا، کہ اس کے ساتھ میری محنت و مشقت کے دن ایک ہفتہ سے کم رہ گئے ہیں، ہفتہ پورا نہ ہونے پائیگا، کہ یہ بیچارہ اس جہان کو خیر باد کہکر دار ابدی کی جانب کوچ کر جائیگا،

ابن سنحل کہتے ہیں، کہ میں اس بات سے نہایت متعجب ہوا، اور ہفتہ کے دن شمار کرنے لگا، یہاں تک کہ ہفتہ کے آخری دن وہ شخص داعی اجل کو لبیک

---

[۱] ملاحظہ ہو قلائدالجواہر ۱۲ ارمنہ رح

کر گیا،

(۲۲) آپکا پانی پر چلنا

سہیل بن عبداللہ تستری کا بیان ہے، کہ ایک مرتبہ آپ اہل بغداد کی نظر سے عرصہ تک غائب رہے، لوگ آپ کی تلاش میں نکلے، اچانک ایک شخص نے لوگوں کو اطلاع دی، کہ میں نے آپ کو دجلہ کی طرف جاتے دیکھا ہے، یہ سن کر سب کے سب دجلہ کیطرف گئے، جب دریا پر پہنچے، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ آپ پانی پر سے لوگوں کی طرف چلے آرہے ہیں، اور مچھلیاں بکثرت آن آنکر آپ کو سلام اور دست بوسی کرتی جاتی ہیں، اُس وقت نماز ظہر کا وقت ہوگیا تھا، اسی اثنا میں ایک بڑی بھاری جائے نماز دکھائی دی، جو تخت سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہوکر بچھ گئی، یہ جائے نماز سبز رنگ کی تھی، اس کے اوپر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں، پہلی سطر میں اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور دوسری میں سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ لکھا ہوا تھا،

سہیل بن عبداللہ تستری بیان کرتے ہیں، کہ جب یہ جائے نماز بچھ چکی، تو ہم نے دیکھا، کہ بہت لوگ آئے، اور جائے نماز کے برابر کھڑے ہوگئے ان لوگوں کے چہروں سے بہادری، اور شجاعت عیاں تھی، یہ لوگ سب کے سب سرنگوں تھے، اور ان کی آنکھوں سے سیلاب اشک جاری تھے، ان کی خاموشی اور ان کے سکوت سے ایسے معلوم ہوتا تھا، کہ گویا قدرت نے انکو خاموش ہی پیدا کیا ہے، جب تکبیر کہی گئی، تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے، اس وقت آپ کے چہرہ سے عظمت اور ہیبت ٹپک رہی تھی، غرض اس جماعت نے اور اہالیانِ بغداد نے جو آپکی جستجو میں وہاں پہنچے ہوئے تھے، آپ کے پیچھے ظہر کی نماز ادا کی، نماز کے وقت سب

پر ایک وجدانہ کیفیت طاری تھی اگاہے گاہے آپ کے لبوں سے سبز رنگ کا نور نکلکر آسمان کیطرف جاتا تھا، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپنے یہ دعا پڑھی

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ	اے مولا! میں تیری درگاہ میں تیرے حبیب
حَبِیْبِکَ وَخَیْرَتِکَ مِنْ	اور بہترین خلائق حضرت محمد مصطفےٰ صلی
خَلْقِکَ اَنْ لَّا تَقْبِضُ	اللہ علیہ وسلم کا دسیلہ بنا کر دعا مانگتا ہوں
رُوْحَ مُرِیْدِیْ اَوْ مُرِیْدِیْ	کہ تو میرے مریدوں کو اور میرے مریدوں
لَا ذَا اِلَّا عَلٰی تَوْبَۃٍ	کے مریدوں کی کہ جو میری طرف منسوب

ہوں، روح قبض نہ کر، مگر توبہ پر،

سہیل بن عبداللہ تستری بیان کرتے ہیں، کہ ہم نے آپکی دعا پر ملائکہ کے ایک بڑے گروہ کو آمین کہتے سنا، جب آپ دعا ختم کر چکے، تو پھر ہم نے یہ ندا سنی،

اَبْشِرُوْا فَاِنِّیْ قَدِ اسْتَجَبْتُ لَکَ	تم خوش ہو جاؤ، میں نے تمہاری دعا قبول کر لی،

(۲۴) نظر کشفی

شیخ ابوالتقی محمد بن ازہر صیرفینی بیان[1] کرتے ہیں، کہ میں ایک سال تک اللہ تعالےٰ سے یہ دعا مانگتا رہا، کہ وہ مجھے رجال الغیب میں سے کسی بزرگ کی زیارت نصیب کرے، اچانک میں نے ایک شب خواب میں دیکھا، کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوں، اور ایک بزرگ بھی وہاں موجود ہیں، مجھے خیال ہوا، کہ یہ بزرگ رجال الغیب سے ہیں، اس کے بعد میں بیدار ہوگیا، بیدار ہونے کے بعد میں نے چاہا، کہ حالت بیداری میں ان کی زیارت کروں، چنانچہ میں اس امید پر حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت

---

[1] یہ واقعہ قلائد الجواہر میں مذکور ہے ۱۲ رمضان رح

کرنے آیا، جب مزار شریف پر پہنچا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ وہی بزرگ وہاں موجود ہیں جن کی میں نے گزشتہ شب خواب میں زیارت کی تھی، میں نے چاہا، کہ مزار شریف کی زیارت سے جلد فارغ ہو کر اس بزرگ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کروں، مگر وہ مجھ سے پہلے فارغ ہو کر واپس ہو گئے، میں بھی سب کچھ چھوڑ کر اُن کے پیچھے پیچھے ہو لیا، یہاں تک کہ وہ دجلہ پر آئے، ان کے آتے ہی دجلہ کے دونوں کنارے اس قدر قریب ہو گئے، کہ وہ اپنا ایک قدم اس کنارہ پر اور دوسرا اُس کنارہ پر رکھ کر دجلہ سے پار ہو گئے، میں نے، اُسوقت اُنہیں قسم دلائی، کہ وہ ذرا ٹھیر کر مجھ سے کچھ ہم سخن ہوں، چنانچہ وہ ٹھیر کر میری طرف متوجہ ہوئے، میں نے اُن سے دریافت کیا، کہ آپؒ کا مذہب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اس سے میں سمجھا، کہ شاید یہ بزرگ حنفی المذہب ہیں

اس کے بعد میں واپس ہونے لگا، تو مجھے خیال ہوا، کہ میں اب حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؒ سے بھی یہ واقعہ بیان کروں، معاً خیال پیدا ہوتے ہی سیدھا میں آپ کے عتبۂ عالیہ پر گیا، جب آپ کے دولت خانہ کے دروازہ پر پہنچا، تو آپ نے اندر سے ہی پکار کر مجھ سے فرمایا، کہ محمد بن ازہر! اس وقت مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین پر ان کے سوا حنفی المذہب ولی اللہ اور کوئی نہیں ہے،

(۲۴) روحانی اثر آپ کے خادم ابو الرضیٰ بیان[1] کرتے ہیں، کہ ایک روز آپ ایثار کے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے کہ اتنے میں آپ نے اوپر کی طرف نگاہ کی پھر خاموش ہو گئے، پھر آپ نے فرمایا کہ میں تم سے زیادہ نہیں، صرف سو دینار کے لئے کہتا ہوں، بہت سے لوگ آپ

---

[1] قلائد ۱۲ منہ رح

کے پاس سوسو دینار لیکر آئے، آپنے صرف ایک شخص سے لے لئے، اور باقی لوگ واپس آگئے، لوگوں کو تعجب ہوا کہ آپنے یہ سو دینار کس واسطے طلب فرمائے ہیں؟

ابو الرضیٰ بیان کرتے ہیں، کہ اس کے بعد آپنے مجھے بلاکر فرمایا، کہ تم یہ مقبرہ شونیزیہ پر لے جاؤ، وہاں ایک ضعیف العمر شخص بربط بجاتا ہوگا، اُسے یہ سو دینار دیکر میرے پاس لے آؤ،

میں حسب ارشاد مقبرہ شونیزیہ پر گیا، وہاں پر ایک بوڑھا شخص بربط[1] بجارہا تھا، میں نے السلام علیکم کہکر سو دینار اُسے دیدیئے، وہ یہ دیکھکر بے ساختہ زور سے چلایا، اور بیہوش ہوکر گر گیا، جب وہ ہوش میں آیا، تو میں نے اُسے کہا کہ حضور غوثیت مآب تمہیں بلا رہے ہیں، یہ شخص بربط اپنے کندھے پر رکھکر میرے ساتھ ہولیا، جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے، تو آپنے اُسے اپنے نزدیک منبر پر بٹھواکر فرمایا، کہ تم اپنے قصہ کو بالتفصیل بیان کرو، اُس نے کہا، کہ حضرت! میں اپنی صغر سنی میں بہت عمدہ گانا بجاتا تھا، لوگ بھی کمال اشتیاق سے میرے گانے کو سنا کرتے تھے، جب میں بڑا ہوگیا، تو لوگوں کا میری طرف التفات بہت کم ہوگیا، اِس لئے میں اپنے دل میں عہد کرکے شہر سے بالکل باہر نکل گیا، کہ اب آئندہ سے میں مُردوں کے سوا اور کسی کو اپنا گانا نہ سناؤنگا، میں اس اثنا میں قبرستانوں میں پھرتا رہا، اچانک ایک دن ایک قبر میں سے ایک شخص نے اپنا سر نکالکر مجھ سے کہا، کہ تم مردوں کو اپنا گانا کہاں تک سناؤ گے، اب تم خدا کے ہو جاؤ، اور اُسے اپنا گانا سناؤ، اس کے بعد مجھے کچھ نیند سی آگئی، پھر میں نے اُٹھکر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے،

---

[1] بربط ستار یا سارنگی کو کہتے ہیں، ۱۲ منہ رح

یَارَبِّ مَالِیْ عُدَّۃٌ یَوْمَ اللِّقَا
اِلَّا رَجَا قَلْبِیْ وَنُطْقَ لِسَانِیْ

الٰہی قیامت کیدن کے لیٔے میرے پاس کوئی سامان نہیں، بجز اس کے کہ دل سے امید مغفرت اور زبان سے تیری حمد وثنا کرتا ہوں

قَدْ اَمَلَكَ الرَّاجُوْنَ یَبْغُوْنَ الْمُنٰی
وَاَخِیْبَتَا اِنْ عُدْتُ بِالْحِرْمَانِ

کل امید رکھنے والے تیری درگاہ میں فائز المرام ہوں گے، اگر میں محروم رہ جاؤں، تو میری بدقسمتی پر سخت افسوس ہے،

اِنْ کَانَ لَا یَرْجُوْكَ اِلَّا مُحْسِنٌ
فَبِمَنْ یَلُوْذُ وَیَسْتَجِیْرُ الْجَانِیْ

اگر صرف نیک لوگ ہی تیری خواہش کیا کرتے، تو گناہگار لوگ کس کے پاس جاکر پناہ لیتے،

شَیْبِیْ شَفِیْعٌ یَوْمَ عَرْضِیْ وَاللِّقَا
نَعَسَاكَ تُنْقِذُنِیْ مِنَ النِّیْرَانِیْ

میرا بڑھاپا قیامت کے دن تیری درگاہ میں میرا شفیع بنیگا، امید ہے، کہ تو مجھے اُس پر نظر کرکے دوزخ سے بچالیگا،

میں کھڑا ہوا یہی اشعار پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں آپ کے خادم نے آکر مجھے یہ دینار دیئے، اب میں گانے بجانے سے تائب ہوکر خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں، پھر اُس شخص نے اپنا بربط توڑ ڈالا، اور گانے بجانے سے تائب ہوگیا،

اس کے تائب ہونے پر باقی چالیس آدمیوں نے بھی جن کے دینار حضور غوثیت مآب نے واپس کردیئے تھے، اپنے سو سو دینار اسی کو دیدیئے، یہ

واقعہ دیکھکر پانچ شخص جان بحق تسلیم ہوئے،

(۲۵) مغیبات پر اطلاع

شیخ المشائخ زین العلماء بدیع الدین ابوالقاسم کا بیان[1] ہے،

کہ ایکدفعہ ابو عمرو عثمان بن اسمٰعیل ؒ نے مجھے بغداد میں مسند امام احمد بن حنبل کا نسخہ خریدنے کیلئے بھیجا، جب میں بغداد میں آیا، تو میں نے لوگوں کو حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر پر فریفتہ پایا، میں نے دل میں کہا، کہ اگر فی الحقیقت یہ شخص ایسا ہی ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے، تو ضرور یہ مجھے میرے دل کی بات بتادیگا،

پھر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں چاہتا ہوں، کہ جب میں شیخ محی الدینؒ کے پاس جاؤں، اور اُنسے سلام کہوں، تو وہ میرے سلام کا جواب نہ دیں، بلکہ مجھ سے منہ پھیر لیں، اور اپنے خادم سے کہیں، کہ اس آنیوالے شخص کی پیشانی کے داغ کے برابر چھوہارے کا ایک ٹکڑا اور شہد جو وزن میں پورے دو دانگ ہو، لے آؤ، جب خادم یہ دونوں اشیاء شیخ کے پاس لے آئے تو پیشتر اس کے کہ میں اُن سے سوال کروں، وہ اپنی کلاہ مجھے پہنادیں، اور میرے سلام کا جواب دیں، یہی جی میں ٹھان کر میں فوراً اُٹھا، اور شیخ کے مدرسہ میں آیا، میں نے اُنکو محراب میں بیٹھے پایا، انہوں نے میری طرف ایک نظر دیکھا، جس سے میں سمجھ گیا، کہ انہوں نے میرے مافی الضمیر کو دریافت کرلیا ہے، میں نے اُن سے سلام کیا، انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا، بلکہ مجھ سے اپنا منہ پھیر لیا، اور اپنے خادم سے کہا، کہ اس آنیوالے شخص کی پیشانی کے داغ کے برابر چھوہارے کا ٹکڑا اور پورے دو دانگ شہد لے آو، واللہ شیخ نے وہی الفاظ دہرائے، جو میرے دل میں تھے،

---

[1] دیکھو بہجہ صفحہ ۶۹ ۱۲ منہ رح

جب خادم دونوں چیزیں لے آیا، تو شیخ نے اپنی کلاہ مجھے پہنادی، اور میرے ... جواب دیا، اور مجھ سے فرمایا، کہ کیا تو یہی چاہتا تھا، یہ دیکھکر میں نے آپکی خ... میں قیام کیا، اور آپ سے علم پڑھا، اور حدیثیں سنیں،

(۲۶) مخفی بات پر اطلاع

ابو الفرح ابن الہامی بیان[1] کرتے ہیں، کہ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اکثر ایسی باتیں سنا کرتا تھا، جن کا معرض وقوع میں آنا مجھے محال، ناممکن اور بعید از قیاس معلوم ہوتا، اس لئے میں ان باتوں کی تردید کیا کرتا تھا، مگر ساتھ ہی میں آپ سے ملنے کا شائق بھی رہتا تھا، ایک دن کا ذکر ہے، کہ مجھے باب الازج[2] جانے کی ضرورت لاحق ہوئی جب میں وہاں سے واپس ہوا، تو آپ ہی کے مدرسہ کے قریب سے میرا گذر ہوا اُس وقت آپ کی مسجد میں نماز عصر کی تکبیر کہی جا رہی تھی، اس لئے مجھے بھی خیال ہوا کہ میں بھی عصر کی نماز پڑھتا ہوا آپ کو سلام کرتا چلوں، چنانچہ میں آپ کی مسجد میں گیا، جماعت کھڑی تھی، جا کر شامل ہوگیا، جماعت میں شامل ہوتے وقت مجھے یہ نہ معلوم تھا، کہ میں بے وضو ہوں،

جب آپ نماز پڑھکر دعا سے فارغ ہوئے، تو آپنے میری طرف التفات کرکے فرمایا، کہ فرزند من! اگر تم میرے پاس اپنا کام لیکر آتے، تو میں تمہارا کام پورا کردیتا، مگر تمہیں نسیان بہت غالب ہے، تم نے اس وقت بھولے سے بے وضو نماز پڑھ لی ہے،

آپ کے یہ فرمانے سے میں حیران وانگشت بدندان رہ گیا، کہ آپ کو میرا مخفی حال کیونکر معلوم ہوگیا، میں نے اُسی وقت آپ کی صحبت اختیار کی،

---

[1] قلائد ۱۲ مترجم [2] بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے ۱۲ مترجم

(۲۷) حالات مخفیہ کا اظہار

شیخ زین الدین ابوالحسن علی بن ابی طاہر بن نجا بن غنائم الانصاری الفقیہ الحنبلی الواعظ نزیل مصر بیان[1] کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ میں اور میرا ایک رفیق ہم دونوں حج کرکے بغداد آئے، ہمارے پاس اُس وقت سوائے ایک چھُری کے اور کچھ نہ تھا، ہم نے اُسے فروخت کرکے چاول خرید کئے، اور پکا کر کھائے، مگر اس سے نہ تو ہم سیر ہوئے، اور نہ ہی ہمیں لطف حاصل ہوا، اس کے بعد ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آئے، آپنے اپنا کلام قطع کرکے فرمایا، کہ حجاز سے چند فقراء و مساکین آئے ہیں ان کے پاس بجز ایک چھُری کے اور کچھ نہ تھا، اس کو انہوں نے فروخت کرکے چاول لیکر پکائے، اور کھائے، مگر اُس سے نہ تو وہ سیر ہوئے، اور نہ اُس میں اُنہیں کچھ مزا آیا،

ہمیں یہ سنکر نہایت تعجب ہوا، اس کے بعد آپنے دسترخوان بچھوایا، میں نے اپنے رفیق سے آہستہ سے پوچھا، کہ تمہیں کس چیز کی خواہش ہے، اُس نے کہا، کہ کشک[2] کی، میں نے اپنے دل میں کہا، کہ مجھے تو شہد کی اشتہا ہے، آپ نے اپنے خادم سے فوراً یہ دونوں چیزیں منگوائیں، اور ہماری طرف اشارہ کرکے فرمایا، کہ ان دونوں کے سامنے رکھدو، خادم نے کشک میرے سامنے اور شہد میرے رفیق کے سامنے رکھدیا، آپنے فرمایا، یہ ٹھیک نہیں، اس کا عکس کرو، یہ سنکر میں بے اختیار چلا اٹھا، اور بے ساختہ دوڑ کر آپ کے پاس گیا، آپنے فرمایا، واعظ مصر! مرحبا مرحبا، میں نے عرض کیا، کہ حضرت آپ کیا فرماتے

---

[1] دیکھو بہجۃ صفحہ ۱۲ منہ رح [2] کشک ایک قسم کا کھانا ہے، جو ہریسہ کی مانند ہوتا ہے، اچھے گیہوں یا جو کے آٹے اور بکری کے دودھ سے تیار کیا جاتا ہے، کذا فی البرہان والسراج ۱۲ منہ رح

ریں، میں تو اس لائق نہیں، مجھے تو سورہ فاتحہ پڑھنے کا بھی سلیقہ نہیں ہے، آپنے فرمایا، نہیں، نہیں مجھکو حکم ہوا ہے۔ کہ میں تم کو ایسا کہوں۔

ابوالحسن بیان کرتے ہیں، کہ پھر میں آپ سے تحصیل علوم میں مشغول ہوگیا، اور ایک سال میں ہی مجھے اسقدر روحانی فتوحات ہوئیں، جس قدر کہ اور کسی کو بیس سال میں بھی حاصل نہ ہوسکتی تھیں، اس کے بعد میں بغداد میں وعظ کہتا رہا، پھر میں نے آپ سے مصر واپس جانے کی اجازت لی، آپنے مجھے اجازت دی، اور فرمایا کہ جب تم دمشق پہنچو گے، تو وہاں پر تمہیں ترکی فوج ملیگی، جو کہ مصر پر قبضہ کرنے کی غرض سے آئی ہوگی، تم اُن سے کہنا، کہ تم اس سال اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے، اس لئے تم واپس ہو جاؤ، پھر آئندہ دوسرے سال تم کامیاب ہوسکوگے چنانچہ جب میں دمشق پہنچا، تو مجھے ترکی فوج ملی، جو کچھ کہ آپنے اُن کی نسبت مجھ سے فرمایا تھا، وہ میں نے اُن سے کہدیا، لیکن اُنہوں نے میرا کہنا نہ مانا، بعد ازاں جب میں مصر پہنچا، تو وہاں جاکر دیکھا، کہ خلیفہ مصر اُن سے مقابلہ کی تیاری کر رہا ہے، میں نے اُس سے کہا، کہ کوئی خوف کی بات نہیں ہے، وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے، بلکہ تمہارے ہی سر فتح کا سہرا بندھیگا،

آخر کو ترکی سپاہ نے مصر پر حملہ کیا، اور ہزیمت پاکر واپس گئے، خلیفہ مصر نے میری بڑی عزت کی، اور مجھے اپنا مصاحب اور رازدار بنا لیا۔ دوسرے سال ترکی سپاہ نے پھر چڑھائی کی، اور اس دفعہ وہ مصر پر قابض ہوگئے، اور میری اُنہوں نے بھی عزت کی، غرضیکہ آپ کی صرف ایک بات میں مجھے دونوں سلطنتوں کی جانب سے ڈیڑھ لاکھ دینار وصول ہوئے،

(۲۸) آئندہ واقعہ کی خبر

خطیب ابوالمجد حامد الحرانی بیانؒ کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور غوثیتمآب کی

خدمت میں حاضر ہوا، اور اپنی جا ئے نماز بچھا کر آپ ہی کے نزدیک بیٹھ گیا، آپ نے میری طرف دیکھکر فرمایا، کہ تم امراء و سلاطین کی بساط پر بیٹھو گے، جب میں حج سے واپس آیا، تو سلطان نور الدین الشہید نے مجھے اپنے پاس رہنے پر مجبور کیا، اور مجھے اپنا مصاحب بنا کر ناظم اوقاف کر دیا، اُسوقت مجھے آپ کا قول یاد آیا،

(۲۹) لڑکا تولّد ہونے کی بشارت

ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی موصلیؒ ذکر کرتے ہیں، کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی، کہ ۵۶۰ھ ہجری میں سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا، کہ اے خضر! تو موصل میں چلا جا، تیری پشت میں اولاد ہے، جو وہاں پیدا ہوگی، سب سے پہلے لڑکا تولّد ہوگا، جسکا نام محمدؐ ہوگا، جب وہ سات سال کا ہوگا، تو ایک بغدادی نابینا حافظ اس کو سات ماہ میں قرآن شریف حفظ کرا دیگا، اور تیری عمر ۹۴ سال ایک ماہ سات دن ہوگی، اور تو اربل میں صحیح الحواس مریگا،

ابو عبداللہ کا بیان ہے، کہ میرے والد موصل میں سکونت پذیر ہوئے میں وہاں شروع صفر ۵۶۱ھ ہجری میں پیدا ہوا، جب میں سات سال کا ہوا، تو میرے والد نے مجھے قرآن شریف ازبر کرانے کے لئے ایک نابینا حافظ کے سپرد کیا، اس نے سات ماہ میں قرآن مجید حفظ کرا دیا، میرے والد نے اس حافظ سے نام و سکونت دریافت کی، تو اُس نے کہا، کہ میرا نام علی ہے، اور میرے شہر کا نام بغداد ہے، اُس وقت میرے والد کو حضور غوثیت مآب کا قول یاد آگیا،

میرے والد نے ۹ صفر ۶۲۵ھ ہجری کو اربل میں بعمر ۹۴ سال ایک ماہ سات روز وفات پائی، اور وقت وفات ہوش و حواس قائم تھے

لہ دیکھو بہجہ صفحہ ۲۹ ۲ اسنہ رم

(۴۰) روحانی قوت

شیخ ابو محمد مفرج بن نبہان کا بیان ہے، کہ جب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عالمگیر شہرت ہوگئی، تو بغداد کے بڑے بڑے ایک سو فقہا ر آپ کا امتحان لینے کی غرض سے جمع ہوئے، ان سب کی رائے اس بات پر قرار پائی کہ انمیں سے ہر ایک شخص مختلف علوم و فنون میں جدا جدا مسئلہ پوچھے، غرضیکہ وہ تمام فقہاء اس ارادہ سے آپ کی مجلس وعظ میں آئے،

ابو محمد بیان کرتے ہیں، کہ میں اُس وقت آپ کی مجلس وعظ میں شریک تھا، جب یہ لوگ آکر بیٹھ گئے، تو آپ نے اپنا سر جھکایا، معاً سر جھکاتے ہی آپ کے سینہ مبارک سے نور کی شعاع ظاہر ہوئی، جسکو کسی نے دیکھا، اور کسی نے نہیں یہ شعاع اُن تمام فقہاء کے سینوں پر سے گذری، جس کے سینہ پر گذرتی، وہ حیران و پریشان اور مضطرب و بے قرار ہو جاتا،

اس کے بعد وہ سب کے سب بے ساختہ برہنہ سر ہوکر زور زور سے چلّانے رونے پیٹنے اور بے خود ہوکر کپڑے چاک کرنے لگ گئے، تھوڑی دیر کے بعد تخت پر چڑھکر سب نے اپنے سر آپ کے قدموں پر ڈالدیئے، مجلس میں ایک کہرام مچ گیا، چاروں طرف شور پیدا ہوگیا، ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ گویا بغداد ہل رہا ہے،

اس کے بعد آپنے ایک ایک کو اپنے سینے سے لگانا شروع کیا، جب سب کو آپ اپنے سینہ سے لگا چکے، تو اُن میں سے ایک ایک کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا، کہ تمہارے سوال کا یہ جواب ہے، اسی طرح سے آپنے ہر ایک کے سوال کا نام لیکر اُس کا جواب بیان فرمادیا، جب آپ کے سب سوالوں کے

لہ ملاحظہ ہو بہجہ صفحہ ۹۶ ۱۲ رسنہ رحم

جواب بیان فرما چکے، اور مجلس ختم ہوگئی، تو میں نے اُن سے دریافت کیا، کہ اُس وقت آپ لوگوں کا کیا حال ہوگیا تھا، تو انہوں نے بیان کیا، کہ جب ہم لوگ وہاں جا کر بیٹھے، تو جسقدر کہ ہمارا علم تھا، وہ سب ہم سے سلب ہوگیا، گویا کہ کبھی ہم نے کچھ پڑھا ہی نہ تھا، پھر جب آپ نے ہمیں اپنے سینہ سے لگایا، تو ہمارا وہی علم بدستور لوٹ آیا، پھر آپ نے ہم میں سے ہر ایک کے سوال کو بیان کر کے اُس کے وہ وہ جواب بیان فرمائے، جسے ہم مطلقاً نہیں جانتے تھے:

(۳۱) درازی عمر کی خبر

شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح الہروی جو حضور غوثیت مآب کے قدیمی خادم تھے، بیان[۱] کرتے ہیں، کہ حضور غوث پاک مجھے محمد طویل پکارا کرتے تھے، ایک روز میں نے عرض کیا، کہ حضور! میں تو لوگوں سے چھوٹا ہوں، آپ نے فرمایا، تو طویل العمر اور طویل الاسفار ہے، چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا، کیونکہ شیخ محمد ایکسو ستئیس[۲] سال زندہ رہے، اور انہوں نے اپنی سیاحت کے دوران میں عجائبات اور دور دراز کے ممالک دیکھے، اور کوہ قاف تک پہنچے،

(۳۲) سلب علم

شیخ ابو المظفر منصور بن المبارک الواسطی الواعظ بیان[۱] کرتے ہیں، کہ میں عالم شباب میں حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے پاس اُس وقت فلسفہ اور علوم روحانیت کی ایک کتاب تھی، آپ نے قبل اس کے کہ میری کتاب دیکھیں یا اس کا مضمون دریافت فرماویں، مجھ سے فرمایا، کہ منصور! یہ کتاب تیرا بڑا ساتھی ہے، اُٹھ اسے دھو دے، میرے دل نے اس کا دھو ڈالنا گوارا نہ کیا، کیونکہ مجھے اس سے محبت تھی، اور اس کے چند مسائل و احکام مرغوب خاطر تھے

---

[۱] بہجہ صفحہ ملاحظہ ہو، ۱۲ منہ رح [۲] دیکھو بہجہ صفحہ ۴۸ ۱۲ منہ رح

اس لئے میں نے ارادہ کیا، کہ آپ کے سامنے سے اٹھ جاؤں، اور کتاب کو گھر میں رکھ آؤں،

اس نیت سے میں اٹھنے کو تھا، کہ حضرت غوث اعظم نے تعجب کی نگاہ سے میری طرف دیکھا، پس میں اٹھ نہ سکا، پھر آپ نے فرمایا، کہ مجھے اپنی کتاب دو، میں نے جو اسے کھولا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ فقط سفید کاغذ ہیں، جن پر ایک حرف تک بھی نہیں لکھا ہوا، میں نے وہ کتاب آپ کو دیدی، آپ نے ورق گردانی کے بعد فرمایا کہ یہ کتاب فضائل قرآن ہے، جو محمد بن ضریس[1] کی تصنیف ہے، اور مجھے واپس کردی، کیا دیکھتا ہوں، کہ فی الحقیقت فضائل قرآن ہے، جو ابن ضریس کی تصنیف ہے، اور نہایت خوشخط لکھی ہوئی ہے، پھر آپ نے فرمایا، کہ جو بات دل میں ہو زبان سے بھی وہی کہا کرو، توبہ کرو، آگے سے کبھی ایسا نہ کرنا، کہ دل میں تو کچھ ہو، اور زبان پر کچھ، میں نے عرض کیا، کہ ہاں میں توبہ کرتا ہوں،

ابوالمظفر کا بیان ہے، کہ میں وہاں سے اٹھا، تو مسائل فلسفیہ اور احکام روحانیات جو مجھے یاد تھے، سب کے سب ایسے فراموش ونسیًا منسیًا ہوگئے، کہ گویا کبھی ذہن میں آئے ہی نہ تھے،

(۳۳) چھت گرنے کی اطلاع

شیخ عبداللہ محمد بن ابی الغنائم الحسینی بیان[2] کرتے ہیں، کہ

ماہ محرم الحرام ۵۵۹ھ ہجری کا واقعہ ہے، کہ ایک روز آپ کے مسافر خانہ میں آپ کی زیارت کے لیے قریبًا تین سو اشخاص جمع تھے، اس وقت آپ بعجلت دولت خانہ سے نکلے، اور چار پانچ دفعہ باآواز بلند سب کو پکار کر کہا، کہ دوڑ کر میرے پاس آجاؤ تمام لوگ دوڑ کر آپ کے پاس چلے آئے، جب اس کے نیچے کوئی بھی نہیں رہا

---

[1] کشف الظنون میں ابن الغریس لکھا ہے، واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ رح [2] دیکھو قلائد ۱۲ منہ رح

تو اس کی چھت گر پڑی، اور لوگ بچ گئے، آپ نے فرمایا کہ میں ابھی مکان میں تھا، تو اُس وقت مجھ سے کہا گیا، کہ اس کی چھت گرنے والی ہے۔ مجھے خوف ہوا، کہ کوئی دب نہ جائے اس لیے میں نے تم سب کو جلدی سے اپنے پاس بلا لیا۔

(۳۴) بشارت علم ابو محمد الخشاب النحوی بیان کرتے ہیں کہ میں عالم شباب میں علم نحو پڑھا کرتا تھا، سو وقت بسا اوقات اکثر لوگوں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق و عادات، آپ کی فصاحت و بلاغت اور آپ کے مواعظ حسنہ کی بیحد تعریف و توصیف سنا کرتا تھا، اس لئے مجھے آپ کے مواعظ سننے کا اشتیاق مالا یطاق تھا، مگر مجھے عدم فرصت کیوجہ سے اس کا موقع نہیں ملتا تھا، غرضیکہ میں ایک روز لوگوں کے ساتھ آپکی مجلس وعظ میں گیا، جاتے ہی حضور غوثیت مآب نے میری طرف التفات کرکے فرمایا، کہ اگر تم ہمارے پاس رہو، تو ہم تمہیں سیبویہ کا زمانہ یاد دلادینگے، چنانچہ میں نے اُسی وقت سے آپ کی خدمت میں رہنا شروع کردیا اور ایک قلیل ہی عرصہ میں مجھے وہ کچھ حاصل ہوا، جو اُس عمر تک حاصل نہیں ہوا تھا، اور مسائل نحویہ و علوم عقلیہ و نقلیہ جو مجھے اس عمر تک کسی سے بھی معلوم نہیں ہوئے تھے، اچھی طرح یاد ہو گئے،

(۳۵) اثر توجہ شیخ ابو الحسن علی بن ملاعب التواس بیان کرتے ہیں، کہ میں ایک روز ایک بڑی جماعت کے ساتھ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گیا، یہ لوگ اپنی ایک مہم کی بابت آپ سے دعا کرانے جارہے تھے، راستہ میں اور بھی بہت سے لوگ اُن کے ہمراہ ہو گئے، ان لوگوں میں ایک لڑکا بھی ساتھ ہو گیا تھا، جو نہایت بد اخلاق تھا، اکثر اوقات ناپاک رہتا تھا، اور

---

[۱] دیکھو قلائد ۱۲ منہ رح [۲] علم نحو کے بڑے امام گزرے ہیں ۱۲ منہ رح [۳] یہ واقعہ قلائد الجواہر میں مذکور ہے ۱۲ منہ رح

بول وبراز کے بعد استنجا بھی نہیں کیا کرتا تھا ،

اتفاق سے اُس وقت آپ رستے ہی میں مل گئے اُن لوگوں نے آپ سے اپنا ما فی الضمیر بیان کیا ، اور آپ سے اس کی نسبت دعا کے خواستگار ہوئے ، اس کے بعد ہم آگے بڑھے ، اور یکے بعد دیگرے سب نے آپ کی دست بوسی کی ، جب اُس لڑکے کی نوبت آئی ، اور اُس نے آپ کا ہاتھ پکڑنا چاہا ، تو آپنے اپنا دست مبارک آستین میں دبا لیا ، اور اُس کی طرف ایک نظر دیکھا ، معاً دیکھتے ہی وہ لڑکا بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا ، جب ہوش میں آیا ، تو ڈاڑھی اُس کے چہرہ پر نمودار تھی ، پھر یہ اٹھا ، اور آپ کے دست مبارک پر تائب ہوا ، پھر آپنے اُس سے مصافحہ کیا ،

(۳۶) سلب و اعطاء حال

شیخ عبداللہ محمد بن ابی الغنائم الحسینی بیان کرتے ہیں ، کہ ایک روز کا ذکر ہے ، کہ شیخ ابوالحسن علی بن الہیتی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تشریف لائے ، میں بھی اُسوقت آپ ہی کے ساتھ تھا ، اُس وقت ہم نے آپ کے دولتخانہ کی دہلیز پر ایک نوجوان کو چت پڑا دیکھا ، یہ نوجوان شیخ ابوالحسن علی الہیتی سے کہنے لگا ، کہ حضرت آپ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میری سفارش کیجئے ، پھر جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے ، تو شیخ ابو الحسن علی الہیتی کے کلام کرنے سے قبل ہی آپ نے اُن سے فرمایا ، کہ میں نے یہ نوجوان آپ کو دیدیا شیخ موصوف باہر آئے ، اور میں بھی آپ کے ساتھ باہر آیا ، آپنے باہر آکر اُس نوجوان کو اس بات کی اطلاع دی ، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تمہارے بارہ میں میری سفارش منظور کرلی ہے ، یہ نوجوان اس بات کی اطلاع پاتے ہی دہلیز سے نکلا ، اور ہوا میں اُڑ کر چلا گیا ،

---

[1] قلائد ۱۲ ر منہ رح

پھر ہم آپ کی خدمت میں واپس آئے، تو ہم نے آپ سے دریافت کیا، کہ یہ کیا واقعہ تھا، آپنے فرمایا، کہ یہ نوجوان ہوا میں پرواز کرتا ہوا بغداد پر سے گذرا، اسنے اپنے دل میں خیال کیا، کہ بغداد میں مجھ جیسا شخص کوئی بھی نہیں ہے، اس لئے میں نے اسکا حال سلب کرلیا تھا، اگر شیخ علیؒ اس کی سفارش نہ کرتے، تو میں اسے نہ چھوڑتا،

(۳۷) قضائے حاجات

شیخ ابوالخیر محمد بن محفوظ نے بغداد کے اندر اپنے مکان واقع باب الازج میں بتاریخ ۳ ر رجب ۵۹۳؁ ہجری بیان کیا، کہ میں اور شیخ ابوالسعود بن ابی بکرؒ، شیخ محمد بن قائداوانیؒ، شیخ ابو محمد حسن فارسیؒ، شیخ جمیلؒ، شیخ ابوالقاسم عمر بزازؒ، شیخ ابوحفص عمر غزالؒ، شیخ خلیل بن احمد صرصریؒ، شیخ ابوالبرکات علی بطائحیؒ شیخ ابوالفتوح نصر معروف ابن الخضریؒ، شیخ ابوعبداللہ محمد بن الوزیر عون الدینؒ ابوالفتوح عبداللہ بن ہبتہ اللہؒ اور ابوالقاسم علی بن محمد بن الصاحب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کیخدمت میں حاضر تھے، آپنے فرمایا، جو جو کچھ مانگنا ہے، مانگو، شیخ ابوالسعود نے کہا، میں ترک اختیار چاہتا ہوں، شیخ محمد بن قائد نے کہا، میں مجاہدے کی قوت چاہتا ہوں، شیخ بزاز نے کہا، میں خوف الٰہی چاہتا ہوں، شیخ فارسی نے کہا، اللہ تعالےٰ کے ساتھ میرا ایک حال تھا، جسے میں کھو بیٹھا ہوں، میں چاہتا ہوں، وہ حال پھر وارد ہو جائے، شیخ جمیل نے کہا، میں حفظ وقت چاہتا ہوں، شیخ عمر غزال نے کہا، میں عمر کی زیادتی چاہتا ہوں، شیخ خلیل صرصری نے کہا، میں چاہتا ہوں، کہ جبتک میں مقام قطبیت حاصل نہ کروں، مجھے موت نہ آئے، شیخ ابوالبرکات نے کہا، کہ میں محبت الٰہی میں استغراق چاہتا ہوں،

له بہجۃ صـ۳ ۱۲ منہ رح

شیخ ابوالفتوح بن الخضری نے کہا، میں چاہتا ہوں، کہ مجھے قرآن وحدیث ازبر ہو جائے، میں نے عرض کیا، کہ میں معرفت چاہتا ہوں، جس سے موارد ربانیہ اور موارد غیر ربانیہ میں تمیز کر سکوں، ابوعبداللہ محمد بن الوزیر عون الدین نے کہا، میں نائب وزیر بننا چاہتا ہوں، ابوالفتوح بن ہبتہ اللہ نے کہا، میں خلیفہ کے گھر کا اُستاد بننا چاہتا ہوں، ابوالقاسم بن الصاحب نے کہا، میں خلیفہ کی دربانی چاہتا ہوں، الغرض سب کی حاجات سنکر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا،

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ	(اے پیغمبر) وہ (دنیا کے طالب) اور یہ (
عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ	آخرت کے طالب) سب ہی کو ہم تمہارے
رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل ع)	پروردگار کی بخشش سے امداد دیتے ہیں
	اور تمہارے پروردگار کی بخشش (عام ہے، کسی پر بند نہیں،

شیخ ابوالخیر کا بیان ہے، کہ واللہ ثم باللہ جس نے جو جو کچھ طلب کیا تھا، اُسکو وہی کچھ ملا، میں نے ہر ایک کو اُسی حالت میں دیکھا، جس کو وہ چاہتا تھا، سوائے شیخ خلیل کے، کیونکہ ابھی وہ وقت نہ آیا تھا، جس میں اُن سے قطبیت کا وعدہ تھا،

(۳۸) زر نقد کا خون ہو جانا

شیخ ابوالعباس الخضر الحسین موصلی رح کا بیان ہے، ہم بہت سے آدمی ایک شب کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں حاضر تھے، کہ خلیفہ المستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف بن المقتفی لامر اللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور سلام کر کے آپ کے سامنے مؤدب ہو کر بیٹھ گیا، خلیفہ موصوف اُس وقت آپ سے نصیحت حاصل کرنے کی غرض سے آیا، اور اپنے ہمراہ دس تھیلیوں میں زر نقد بھروا کر لایا، یہ تھیلیاں خلیفہ موصوف نے آپ کے پیش کیں، آپنے

لہ بہجہ صلا ۱۲ منہ رح

اُن کے لینے سے انکار کیا، خلیفہ نے بہت اصرار کیا کہ آپ اسے ضرور بالضرور قبول فرمائیں، آپنے اس کے اصرار سے دو عمدہ سی تھیلیاں اُٹھالیں، ایک کو اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑ لیا، اور دوسری کو بائیں میں، پھر آپ نے ان دونوں تھیلیوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے نچوڑا، تو اُن سے خون ٹپکنے لگا، آپ نے خلیفہ موصوف سے فرمایا، کہ تم خدائے تعالےٰ سے نہیں شرماتے، لوگوں کا خون کرکے تم اس مال کو میرے پاس لائے ہو، خلیفہ موصوف یہ سنکر بیہوش ہوگیا، پھر آپنے فرمایا، کہ اگر رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نسب متصل ہونے کی عزت وحرمت مدنظر نہ ہوتی، تو میں اس خون کو اس کے محلوں تک بہا دیتا،

(۳۹) طی الارض

شیخ ابوالحسن المعروف بابن السطنطۃ البغدادی بیان کرتے ہیں، کہ جب میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہکر آپ سے تحصیل علم کرتا تھا، تو اُس وقت آپ ہی کا کوئی نہ کوئی کام انجام دینے کی غرض سے اکثر اوقات شب بیداری کیا کرتا تھا،

چنانچہ ۵۵۳ھ ہجری کا واقعہ ہے، کہ ایک شب آپ اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لائے، میں آپ کی خدمت میں آفتابہ بھر کر لایا، مگر آپ نے لیا نہیں، اور سیدھے مدرسہ میں تشریف لے گئے، پھر باہر نکلے ہیں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا، اس کے بعد آپ بغداد کے دروازہ پر پہنچے، پھر اچانک میں نے اپنے آپکو ایک ایسے شہر میں پایا، جسے میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، اس شہر میں پہنچکر آپ ایک مکان میں داخل ہوئے، جو آپ کے مسافر خانہ کے مشابہ تھا، اس مکان میں چھ اشخاص تھے، انہوں نے آپکو سلام کیا، آپ ذرا آگے چلے گئے، اور میں ایک کھمبے کے پاس ٹھیر گیا، یہاں سے میں نے نہایت پست اور دھیمی آواز سے کسی کے کراہنے کی آواز سنی، کچھ منٹ کے بعد

لے دیکھو قلائد ۱۲ منہ رحم

یہ آہٹ بند ہوگئی، اس کے بعد جہاں سے یہ آہٹ سنائی دی تھی، ایک شخص اسی طرف گیا، اور وہاں سے ایک شخص کو اپنے کندھے پر اٹھا لایا، اس کے بعد ایک اور شخص جس کی مونچھیں دراز تھیں، اور سر برہنہ تھا، آیا، اور آکر آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے اس کو کلمہ شہادت پڑھا کر اس کی مونچھیں تراشیں اسے ٹوپی پہنائی اور اس کا نام محمد رکھا، پھر ان اشخاص سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے، کہ یہ شخص متوفی کا قائم مقام ہوگا، ان سب نے یکزباں ہوکر عرض کیا، بسروچشم، پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے، ہم تھوڑی دور چلے تھے، کہ بغداد کے دروازہ پر آن پہنچے، دروازہ خودبخود کھل گیا، آپ مدرسہ میں تشریف لائے، اور پھر وہاں سے مکان میں چلے گئے،

جب صبح کو میں آپ سے سبق پڑھنے بیٹھا، تو میں نے آپکو قسم دلا کر پوچھا، کہ یہ واقعہ کیا تھا، آپنے فرمایا، یہ جو شہر تم نے دیکھا، یہ نہاوند تھا، جو کہ اطراف و جوانب کے بلاد بعیدہ میں سے ایک شہر کا نام ہے، اور یہ چھ شخص اَبدال و نُجبا سے تھے، اور ساتویں شخص کہ جن کی آہٹ سنائی دیتی تھی، یہ بھی انہیں میں سے تھے، اور اسوقت وہ وفات پانیوالے تھے، اس لئے میں اُن کے پاس گیا، اور جس شخص کو کہ میں نے کلمہ شہادت پڑھایا، وہ قسطنطنیہ کا رہنے والا نصرانی شخص تھا، مجھے حکم ہوا تھا کہ یہ شخص انکا قائم مقام ہوگا، اس لئے وہ میرے پاس لایا گیا، اور اُس نے اسلام قبول کیا، اور اب وہ ابدال و نُجبا سے ہے، اور جو شخص کہ اپنے کندھے پر ایک شخص کو لائے تھے وہ ابوالعباس حضرت خضر علیہ السلام تھے،

یہ بیان فرمانے کے بعد آپنے مجھ سے اس بات کا عہد لیا، کہ میں آپ کی حیات تک کسی سے یہ واقعہ بیان نہ کرونگا،

۴) مشاہدہ نور عمر بن حسین بن خلیل الطیب بیان کرتے ہیں، کہ میں

قلائد الجواہر ۱۲ منہ رح

ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر تھا، اُسوقت میں نے قندیل کیطرح ایک روشنی سی دیکھی، جو آپ کے دہن مبارک سے دو تین دفعہ قریب ہو ہو کر واپس ہو گئی، میں نے نہایت متعجب ہو کر اپنے دل میں کہا، کہ میں لوگوں سے اس کا ذکر ضرور کرونگا آپ نے اُسی وقت فرمایا، کہ تم خاموش بیٹھے رہو، مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہیں، پھر میں نے آپکی وفات تک اس کا کسی سے ذکر نہیں کیا،

(۴۱) خواب پر اطلاع

قدوۃ العارفین حضرت شیخ مطر البازرانی کے خلف الصدق ابو الخیر کرومؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کی زندگی کے آخری لمحات میں اُنسے پوچھا، کہ مجھے بتلایئے، کہ میں آپ کے بعد کسی کی پیروی کروں؟ تو آپنے فرمایا، کہ شیخ عبد القادرؒ کی مجھے خیال ہوا، کہ معلوم نہیں، کہ آپ قصداً کہہ رہے ہیں، یا غلبۂ مرض کیوجہ سے آپ کی زبان سے نکل گیا ہے، اس لئے ایک گھڑی کے بعد میں نے آپ سے پھر پوچھا، کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں؟ تو آپنے فرمایا، کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی، پھر تیسری دفعہ ایک گھڑی کے بعد آپ سے میں نے پوچھا، کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں، تو اسدفعہ بھی آپنے فرمایا، کہ عنقریب ایک زمانہ آئیگا، کہ اُسوقت زیادہ تر حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی پیروی کی جائے گی،

الغرض میں اپنے والد کی وفات کے بعد بغداد آکر آپ کیخدمت میں حاضر ہوا، اُس وقت آپکی مجلس میں شیخ بقا ابن بطوؒ، شیخ ابو سعید قیلویؒ اور شیخ علی بن الہیتیؒ وغیرہ اعیان مشائخ بھی موجود تھے، اُسوقت میں نے رجال الغیب کی نورانی شکلیں ملاحظہ کیں ان شکلوں کے دیکھتے ہی مجھے غشی آگئی، پھر جب میں ہوش میں آیا، تو لوگوں کی صفیں چیرتا ہوا بے ساختہ دوڑ کر آپ کے تخت پر چڑھ گیا، آپ میری وجہ سے تھوڑی دیر خاموش

لہ قلائد الجواہر ۱۲ منہ رح

ہو گئے، اور فرمانے لگے، کہ تمہیں اپنے والد ماجد کی وصیت ایک دفعہ ہی کافی نہیں ہوئی
میں خوف زدہ ہو کر خاموش رہ گیا،

(۴۲) سانپ سے ہمکلامی

احمد بن صالح الجیلی رح بیان کرتے ہیں، کہ میں ایک دفعہ بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں آپ کے ساتھ موجود تھا، اُس وقت کثیر التعداد علماء و فقراء آپ کی خدمت میں حاضر تھے، اور آپ اُس وقت نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ قضاء و قدر کے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے، کہ اس اثنا میں ایک بہت بڑا سانپ آپ کے سامنے چھت سے گرا، تمام لوگ ڈر کے مارے بھاگ گئے، اور ادھر اُدھر منتشر ہو گئے مگر آپ نے جنبش تک نہیں کھائی، اور اُسی طرح استقلال کے ساتھ اپنی جگہ پر بیٹھے تقریر فرماتے رہے، یہ سانپ آپ کے کپڑوں میں گھس کر آپ کے تمام جسم پر پھرا، اس کے بعد آپ کے گلے کے پاس سے اُتر کر زمین پر کھڑا ہو گیا، اور آپ سے کچھ باتیں کر کے چلا گیا، مگر اُس باتوں کو کسی نے سمجھا نہیں اس کے بعد تمام لوگ پھر بدستور آ کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور آپ سے پوچھنے لگے، کہ اس نے آپ سے کیا باتیں کی تھیں، آپ نے فرمایا، اس نے مجھ سے کہا، کہ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا، مگر آپ جیسے استقلال والا میں نے کسی کو نہیں پایا، اس کے جواب میں میں نے کہا، چونکہ میں قضاء و قدر کے متعلق گفتگو کر رہا تھا، اس لئے تو میرے اوپر گرا، تو زمین کا کیڑا ہے، قضاء و قدر ہی تجھے متحرک کرتی ہے، تو نے چاہا، کہ میرا قول و فعل دونوں برابر ہو جائیں،

(۴۳) جن سے ہمکلامی

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبد الرزاق رح بیان فرماتے ہیں، کہ میں نے اپنے قبلہ گاہ سے سُنا، آپ نے بیان فرمایا، کہ ایک دفعہ میں جامع منصوری میں نماز ادا کر رہا تھا،

لہ و لکہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۲ منہ رح

کہ دوران نماز میں میں نے بور یئے پر سے کسی چیز کے آنے کی آہٹ سُنی، اچانک کیا دیکھتا ہوں، کہ ایک اژدہا میرے سجدہ کی جگہ منہ کھولے بیٹھا ہے، سجدہ کرتے وقت میں نے اُسے ہاتھ سے ہٹا دیا، جب میں قعدہ میں بیٹھا، تو یہ میری رانوں پر سے ہو کر میری گردن پر چڑھ گیا، بعد ازاں جب میں سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوا، تو پھر وہ مجھے دکھائی نہیں دیا،

پھر دوسری صبح کو میں جامعہ مذکور کے ایک ویران حصہ میں گیا تو یہاں پر مجھے ایک شخص جو آنکھیں پھاڑے ہوئے تھا، دکھائی دیا، میں تاڑ گیا، کہ ضرور بالضرور یہ کوئی نہ کوئی جن ہے، اس نے مجھ سے بیان کیا، کہ کل دنکو آپکے پاس نماز میں میں ہی آیا تھا، اس طرح سے میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا، مگر آپکی طرح کسی کو ثابت قدم نہیں دیکھا، بلکہ کسی کے ظاہر میں اور کسی کے باطن میں اضطراب پیدا ہو گیا، صرف آپ ظاہر اور باطن دونوں میں یکساں ثابت قدم رہے،

پھر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی،

(۴۴) دُور دَراز فاصلہ سے مدد کرنا

شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی رح اور شیخ ابو محمد عبدالحق حریمی رح

بیان کرتے ہیں، کہ ۳ ماہ صفر ۵۵۵ھ ہجری کا ذکر ہے، کہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر تھے، یک لخت آپنے اٹھکر لکڑی کی نعلین پہنیں، وضو کیا، اور دو رکعت نماز پڑھی، جب آپنے سلام پھیرا، تو زور سے ایک چیخ ماری، اور ایک نعل لیکر ہوا میں پھینکدی وہ ہماری نظر سے غائب ہو گئی پھر آپنے دوسری دفعہ زور سے چیخ ماری، اور دوسری نعل بھی ہوا میں پھینکدی، وہ بھی ہماری نظر سے غائب ہو گئی، پھر آپ خاموش ہو کر بیٹھ گئے، کسی کو آپ سے یہ واقعہ پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی،

لہ ملاحظہ ہو بہجۃ الاسرار ص ۲۱ منہ رح سہ ہمارے ہاں اس کو کھڑاویں کہتے ہیں ۱۲ منہ رح

پھر تین روز کے بعد ایک قافلہ آیا، اور کہنے لگا، کہ ہمیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا ہے، ہم نے آپ سے اُس قافلہ کے اندر آنیکی اجازت چاہی، آپ نے اجازت دیدی، اور فرمایا، جو کچھ یہ دیں، وہ لے لو،

غرض اہل قافلہ اندر آئے، اور انہوں نے ریشمی اور اونی کپڑے، کچھ سونا اور نعلیں جنکو آپنے اُس روز پھینکا تھا، ہم کو دیئے، ہم نے اُن سے دریافت کیا، کہ یہ نعلیں تمہیں کہاں سے ملی تھیں؟ اُنہوں نے بیان کیا، کہ بروز یکشنبہ تین ماہِ صفر کو ہم جا رہے تھے کہ راستہ میں آکر ہم کو بدوؤں نے لُوٹ لیا، اور ہمارے قافلہ کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا، اور ایک طرف جاکر ہمارا مال تقسیم کرنے لگے، اُس وقت ہم نے کہا، کہ اگر ہم ان قزاقوں کے ہاتھوں سے بچکر سلامت رہیں، تو ہم اپنے مال میں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کیخدمت میں ضرور بالضرور کچھ نہ کچھ نذر کریں گے،

جب ہم نے آپکا نام لیا، تو ہم نے بڑی بڑی دو زور کی چیخیں سُنیں، جس نے سارے بیابان کو ہلا دیا، قزاق ان چیخوں کے سنتے ہی ہیبت زدہ ہو گئے، ہم نے سمجھا، کہ شاید کوئی شخص ان سے مال چھیننے کیلئے آرہا ہے، اتنے میں یہ قزاق ہمارے پاس دوڑتے ہوئے آئے، اور کہنے لگے، کہ آؤ، تم اپنا مال اُٹھالو، اور دیکھو ہم پر ناگاہ کیا مصیبت ٹوٹ پڑی، ہم اُن کے ساتھ گئے تو ہم نے دیکھا، کہ اُن کے دونوں سردار مرے پڑے ہیں، ہر ایک کے پاس پانی سے بھیگی ہوئی ایک ایک نعل پڑی تھی، غرض اُنہوں نے ہمارا مال واپس کر دیا، کہ اس کا کوئی بڑا سبب ہے،

(۴۵) اظہار ما فی الضمیر

شیخ عمر البزاز بیان[1] کرتے ہیں، کہ ایک روز کا واقعہ ہے، کہ میں جمعہ کے دن آپ کی معیت میں نماز جمعہ پڑھنے کیلئے جا رہا تھا، اُس روز راستہ میں کسی نے بھی آپ کو

---

[1] قلائد ۱۲ سنہ رح

سلام نہیں کیا، مجھے خیال گذرا کہ ہم ہر جمعہ کو لوگوں کے اژدحام کیوجہ سے نہایت مشقت اور دشواری کے ساتھ مسجد تک پہنچتے تھے، مگر آج آپ کو کسی نے بھی سلام نہیں کیا۔ میرے دل میں اس خیال کا گذرنا تھا، کہ لوگ چاروں طرف سے آپکو سلام کرنے کیلئے ٹوٹ پڑے، پھر آپ مجھے دیکھکر مسکرائے، اور فرمانے لگے، کہ عمر! کیا تمہاری یہی خواہش تھی؟

(۷۶) رجال غیب

شیخ خلیفہ النہر ملکی تلمیذ شیخ ابو سعید قیلوی بیان کرتے ہیں، کہ مجھے ایک مرتبہ بلاد سواد میں جانیکا اتفاق ہوا، وہاں میں نے ایک شخص کو ہوا میں معلق دیکھا، میں نے انہیں سلام کیا، اور ان سے پوچھا، کہ آپ ہوا میں کیوں معلق بیٹھے ہیں، انہوں نے بیان کیا، کہ میں ہوا و ہوس کو چھوڑکر تقویٰ و پرہیزگاری کے تخت پر بیٹھا ہوا ہوں،

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں، کہ پھر جب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے اس شخص کو پھر آپ کے سامنے قبۃ الاولیاء میں معلق ہوا میں مودب بیٹھے ہوئے دیکھا، انہوں نے اسوقت آپ سے حقائق و معارف کی بہت سی باتیں دریافت کیں، جنہیں میں مطلق نہیں سمجھا، پھر آپ وہاں سے تشریف لیگئے، اور صرف میں ان کے پاس اکیلا رہ گیا، میں نے ان سے کہا، کہ آپ یہاں بھی موجود ہیں، انہوں نے کہا، کیوں نہیں، کوئی ایسا ولی و مقرب بھی ہے کہ جس کی اس در پر آمد و رفت نہ ہو، پھر میں نے ان سے دریافت کیا، کیا وجہ ہے، کہ میں آپ کے کلام کو مطلق نہیں سمجھا، انہوں نے کہا، کہ ہر مقام کے احکام جدا ہوتے ہیں اور ہر حکم کے معنی علیحدہ، اور ہر معنے کی عبارت دیگر، اس عبارت کو وہی سمجھتا ہے، جو کہ اس کے معنے سے واقف ہو، اور معنے سے وہی واقف ہوتا ہے، جو کہ حکمت سے

---

[1] قلائد ۱۲ منہ دم

آگاہ ہو، اور حکمت سے وہی آگاہ ہوتا ہے، جو کہ عالی مقام میں پہنچا ہو،

اس کے بعد میں نے اُن سے کہا، کہ آپ نہایت مؤدب ہو کر آپ کے سامنے بیٹھتے ہیں، تو انہوں نے کہا، کہ میں آپ کے سامنے مؤدب ہو کر کس طرح نہ بیٹھوں، حالانکہ آپ نے سو رجال غیب پر جو ہوا میں معلق رہتے ہیں، اور جنہیں، بجز خاص لوگوں کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا، مجھے افسر بنایا ہے،

(۴۷) باطنی قوت

شیخ محمد بن الخضرؒ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سُنا، وہ بیان کرتے تھے، کہ میں ایک روز حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا، میرے دل میں اُس وقت خیال پیدا ہوا، کہ مجھے حضرت شیخ احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی نیاز حاصل کرنا چاہیے،

مجھے یہ خیال گذرتے ہی آپ نے فرمایا، خضر! لو شیخ احمد الرفاعیؒ سے ملاقات کرو میں نے آپ کے بازو کیطرف نظر کی، تو مجھے ایک ذی ہیبت بزرگ دکھائی دیئے میں نے اُٹھکر اُن سے سلام عرض کر کے مصافحہ کیا، تو آپ نے مجھ سے فرمایا، کہ خضر! جو شخص شیخ عبد القادر جیسے اولیاء اللہ کو دیکھ لے، تو پھر اُسے مجھ جیسے شخص سے ملنے کی کیا ضرورت ہے، کیونکہ میں بھی تو آپ ہی کے تحت میں ہوں،

اس کے بعد آپ مجھ سے غائب ہو گئے، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد میں شیخ احمد الرفاعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے دیکھا کہ آپ وہی بزرگ ہیں، جنکو میں نے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بازو کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تھا، آپ نے جب مجھے دیکھا، تو فرمایا، کہ تمہیں میری پہلی ملاقات کافی نہیں ہوئی،

(۴۸) خیانت کا اظہار

ابو بکر التمیمی نے اپنی کتاب میں بیان کیا

کیا ہے، کہ میں اوائل ریعان میں شتربان تھا، ایکدفعہ میں حج کی نیت سے مکہ معظمہ جارہا تھا، کہ راستہ میں ایک جیلانی شخص بھی میرے ہمراہ ہولیا، اثنائے راہ میں اُس شخص کو اپنی موت کا یقینی علم ہوگیا، اُس نے مجھے اپنی چادر، کپڑا اور دس دینار دیئے، اور کہا، یہ لے جاکر تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو دیدینا، اور عرض کردینا، کہ میرے لیے دعائے مغفرت کریں، یہ کہکر اُس شخص کا انتقال ہوگیا،

جب میں بغداد واپس آیا، تو مجھے طمع حرص اور لالچ نے آن دبایا، کہ اس کی کسی کو خبر تو ہے نہیں، چلو دینار اپنے پاس ہی رہنے دو، غرض میں نے دس دینار رکھ لیئے،

ایک روز میں کہیں جارہا تھا، کہ مجھہ سے آپ کا سامنا ہوگیا، میں نے سلام عرض کرکے آپ سے مصافحہ کیا، تو آپنے میرا ہاتھ زور سے پکڑکر فرمایا، کہ تم نے دس دینار کے پیچھے خدا کا بھی خوف نہیں کیا، اور اُس عجمی کی امانت رکھ لی،

آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ میں بے ہوش ہوکر گر پڑا، آپ مجھے چھوڑکر چلے گئے،

جب مجھے افاقہ ہوا، تو میں فوراً دوڑا ہوا گھر گیا، اور وہ دس دینار اور چادر لاکر آپ کو دیدی،

(۴۹) تصدیق ولایت

شیخ ابو عمر عثمان بیانؒ کرتے ہیں، کہ میں نے عالمِ رویا میں دیکھا، کہ نہر عیسٰی کا پانی خون و پیپ ہوگیا ہے، اُس کی مچھلیاں سانپ وغیرہ حشرات الارض ہوگئی ہیں، اور وہ بڑھتی جاتی ہیں، میں خائف ہوکر اپنے مکان میں بھاگ آیا، اُس وقت کسی نے مجھے پنکھا دیا، اور کہا اسے مضبوط پکڑ لو، میں نے کہا، یہ مجھہ سے نہیں اُٹھتا، انہوں نے کہا، تمہارا ایمان اسے اُٹھائیگا، تم اسے ہاتھ میں لے لو، میں نے اُسے ہاتھ میں لے لیا، معاً میرا خوف رفو چکر ہوگیا، میں نے اُنہیں قسم دلاکر پوچھا، کہ آپ کی برکت سے خدا نے

سلہ قلائد ۱۲ منہ رح

تعالےٰ نے مجھے تسکین و اطمینان عطا فرمایا ہے، آپ کون ہیں، فرمایا کہ میں تمہارا نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں، میں آپ کی ہیبت و عظمت سے کانپ اُٹھا پھر میں نے آپ سے عرض کیا، کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لئے دعا فرمائیے، کہ میرا خاتمہ خدا کی کتاب اور آپ کی سنّت پر ہو، آپ نے فرمایا، بیشک ایسا ہی ہوگا، اور تمہارے شیخ شیخ عبدالقادر ہیں، میں نے پھر آپ سے عرض کیا، کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لئے دعا فرمایئے، کہ خدا کی کتاب اور آپ کی سنّت پر میرا خاتمہ ہو، آپنے فرمایا، بیشک ایسا ہی ہوگا، اور تمہارے شیخ شیخ عبدالقادر ہیں تیسری دفعہ پھر میں نے آپ سے عرض کیا، تو پھر آپنے یہی جواب دیا، پھر جب میں بیدار ہوا، تو میں نے اپنی خواب اپنے والد ماجد سے بیان کی، تو آپ مجھے ہمراہ لیکر آپ کی خدمت میں آئے، اُس روز آپ مسافرخانہ میں وعظ فرمارہے تھے، ہمیں چونکہ جگہ خالی نہیں ملی، اس لئے ہم آپ کے قریب نہ جا سکے، اور اخیر مجلس ہی میں بیٹھ گئے مگر آپنے دیکھتے ہی ہمیں اپنے پاس بُلوالیا، میرے والد ماجد تخت پر چڑھے، اور اُن کے پیچھے پیچھے میں بھی تخت پر چڑھکر بیٹھ گیا، آپ نے میرے والد ماجد سے فرمایا، کہ تم عجب کم فہم آدمی ہو، بلا دلیل میرے پاس آتے ہی نہ تھے، پھر میرے والد کو اپنا اپنا قمیص اور مجھے اپنی ٹوپی پہنائی،

اس کے بعد ہم تخت سے اُترکر لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئے، میرے والد نے دیکھا تو قمیص اُلٹی تھی، آپ نے سیدھا کرنی چاہی، تو وہ خود بخود سیدھی ہوگئی، یہ دیکھکر میرے والد پر غشی طاری ہوگئی، اور مجلس میں اضطراب سا پیدا ہوگیا، پھر آپ نے میرے والد کی نسبت فرمایا، کہ انہیں میرے پاس لے آؤ، پھر جب ہم آپ کیخدمت میں آئے تو آپ قبۃ الاولیاء[1] میں تھے، آپنے میرے والد ماجد سے فرمایا، کہ جسکے رہنما رسول اللہ

---

[1] اسے قبۃ الاولیاء اسلئے کہتے تھے، کہ اسمیں اولیاء اللہ اور رجال غیب کثرت آیا کرتے تھے، یہ آپکے مسافرخانہ میں واقع

صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، اور جس کا شیخ عبد القادر ہو، تو اُسے کیوں کرامت حاصل نہ ہو گی، یہ تمہاری ہی کرامت ہے،

(۵۰) حضرت امام احمدؒ بن حنبل کا قبر سے نکلنا

حضرت علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ بیان[۱] کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں اور شیخ بقا بن بطو[۲] حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ[۳] کی زیارت کو گئے، ہم نے دیکھا، کہ امام موصوف نے قبر سے نکل کر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سینہ سے لگایا، اور خلعت پہنائی،

(۵۱) آفتابہ کا روبقبلہ ہونا

شیخ عبد اللہ قزوینیؒ و شیخ احمد بخو بیان[۵] کرتے ہیں، کہ جب حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ہوئی، تو جیلان سے تین بزرگ آپ سے ملاقات کرنے کیلئے تشریف لائے، جب یہ بزرگ آپ کے مدرسہ میں داخل ہوئے، اور اجازت لے کر سامنے آئے، تو انہوں نے دیکھا، کہ آپ اپنے ہاتھ میں ایک کتاب لئے ہوئے بیٹھے ہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۶ تھا، جیسا کہ قلائد میں مذکور ہے ۱۲ منہ رح [۱] امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ائمہ اربعہ میں سے تھے ۱۶۴ھ ہجری میں بغداد کے اندر پیدا ہوئے تھے، علوم کی تحصیل آپ نے بصرہ، کوفہ، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ یمن اور شام وغیرہ مختلف امصار و دیار میں کی، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابو زرعہؒ اور ابو داؤد سجستانیؒ جیسے بڑے بڑے ائمہ حدیث میں آپکے شاگرد تھے، امام شافعی کا قول ہے، کہ میں نے بغداد میں فقہ، ورع، زہد و تقویٰ، پرہیزگاری، دینداری اور علم میں امام احمدؒ سے بڑھکر کسی کو پیچھے نہیں چھوڑا، بقول امام ابو زرعہؒ آپ کو دس لاکھ احادیث از بر تھیں، ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی، آپ کے جنازہ پر لاکھوں مسلمانوں نے نماز پڑھی (دیکھو طبقات الشافعیہ الکبریٰ للتاج السبکی جز اول صفحہ ۱۹۹) ۱۲ منہ رح [۲] بہجہ صفحہ ۱۱۹ ۱۲ منہ رح [۳] امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک بغداد کے اندر مقبرہ باب حرب میں واقع ہے، جہاں حضرت بشر حافی اور ابوبکر خطیب وغیرہ بے شمار علما و صلحا مدفون ہیں، جیسا کہ معجم البلدان میں مذکور ہے ۱۲ منہ رح [۵] قلائد ۱۲ منہ رح

اور آپ کا آفتابہ رُو بقبلہ نہیں ہے، اور آپ کا خادم آپ کے سامنے کھڑا ہے، یہ بزرگ اس حال سے نفرت کر کے ایک دوسرے کیطرف دیکھنے لگے، آپنے کتاب رکھ کر خادم کیطرف نظر اُٹھائی، تو وہ اُسی وقت دم بخود ہوکر زمین پر گر پڑا، پھر آپنے آفتابہ کی طرف توجہ کی، تو وہ اُسی وقت گھوم کر رُو بقبلہ ہوگیا،

(۵۲) مخفی بات پر اطلاع

شیخ ابو محمد الجونیؒ کا بیانؓ ہے، کہ ایک روز میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کیخدمت میں حاضر ہوا، میں اُسوقت فاقہ سے تھا، اور میرے اہل وعیال نے بھی کئی روز سے مطلقاً کچھ نہ کھایا تھا، میں نے آپکو سلام کیا، اور آپنے سلام کا جواب دیکر اُسوقت مجھ سے فرمایا، کہ جونی! بھوک خدائیتعالےٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے، اُسی کو وہ عطا فرماتا ہے، اور جب بندہ تین روز تک کچھ نہیں کھاتا، تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، کہ میرے بندے! تو نے میری وجہ سے ابتک کچھ نہیں کھایا، مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے، کہ میں تجھے کھلاؤنگا اور پلاؤنگا، قریب تھا، کہ میں یہ سنکر چیخ اٹھتا، مگر آپنے خاموش رہنے کا اشارہ فرمایا، پھر آپنے فرمایا، کہ جب خدائیتعالےٰ کسی بندہ کی آزمائش کرتا ہے، اور بندہ اُسے پوشیدہ رکھتا ہے، تو اُسکو اللہ تعالیٰ دو حصے اجر دیتا ہے، اس کے بعد آپنے مجھے اپنے قریب بلاکر پوشیدہ طور سے کچھ دیا، میرا قصد اسے ظاہر کرنیکا تھا، مگر آپنے فرمایا، جونی! فقر کو چھپانا بہتر ہے،

(۵۳) اجابت دعا

شیخ ابو السعود الحریمیؒ بیانؓ کرتے ہیں، کہ ایکدفعہ ابو المظفر الحسن بن نعیم تاجر حضرت شیخ حماد الدباسؒ کی خدمت میں آیا، اور عرض کرنے لگا، کہ حضرت! میرا قصد شام کے سفر کرنیکا ہے

لہ وسلہ قلائد ۱۲ منہ رح

میرا قافلہ بھی تیار ہے، جس میں مَیں سات سو دینار کا مال لے جاؤنگا، آپ نے فرمایا، کہ اگر تم اِس سال سفر کروگے، تو تم مارے جاؤگے، اور تمہارا سارا مال لُٹ جائیگا،

یہ تاجر آپ کا یہ قول سُنکر نہایت مغموم ہوا، اور پریشانی کی حالت میں لَوٹا، راستہ میں اس کی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوگئی، اِس نے شیخ حمادؒ کے مقولہ کا آپ سے تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا، بیشک تم جاؤ، انشاء اللہ تعالےٰ تم اپنے سفر سے صحیح وتندرست واپس آؤگے،

غرض یہ اپنے سفر کو گیا، اور شام میں پہنچکر اس نے اپنا مال ایک ہزار دینار کو فروخت کیا، اور پھر وہاں سے اپنی کسی ضرورت کے لئے حلب گیا، حلب میں کسی جگہ پر اِس نے اپنے ایک ہزار دینار رکھدیئے، اور آتے وقت اُنہیں بھول گیا، اسوقت اِسے نیند کا کچھہ غلبہ معلوم ہوا، اس لئے یہ سوگیا، سوتے ہی خواب میں کیا دیکھتا ہے، کہ عرب بدوؤں نے ان کا قافلہ لُوٹ لیا ہے، اور قافلہ کے بہت سے لوگوں کو بھی مار ڈالا ہے، اور خود اسپر بھی وار کرکے اِس کو بھی تیغ کے گھاٹ اُتار دیا ہے، یہ گھبراکر اُٹھا اُسی وقت اس کو اپنے دینار بھی یاد آگئے، فوراً دوڑا ہوا گیا، دیناروں کو اپنی جگہ پر دیکھا، ہی پڑا پایا، یہ اُنہیں لیکر وہاں سے کوچ کرکے بغداد آیا، جب بغداد میں پہنچ گیا، تو اِسے تردّد ہوا، کہ حضرت شیخ حمادؒ اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ دونوں بزرگوں میں سے پہلے کس کے پاس جاؤں، غرض یہ اُسی تردّد میں تھا، کہ حُسن اتفاق سے سُوق سلطان میں اِسے شیخ حماد مل گئے، اور آپ نے اِس سے فرمایا، کہ نہیں تم پہلے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کیخدمت میں جاؤ، وہ محبوب سبحانی ہیں، اُنہوں نے تمہارے حق میں ستر دفعہ دعا مانگی ہے، یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تعبیر کردیا،

غرض یہ پہلے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کیخدمت میں گیا، تو

آپنے اُنسے فرمایا، کہ کیا تمھیں شیخ حمادؒ نے پہلے میرے پاس آنے کیلئے فرمایا ہے، میں نے ستر دفعہ تمہارے حق میں خدائے تعالےٰ سے دعا مانگی، کہ وہ تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں تعبیر کردے، اور تمھیں صحیح وسالم مع الخیر واپس لائے،

(۵۴) غیب سے ایک بلّی کا گرنا

شیخ عمر بزاز کا بیانؒ ہے کہ ایک روز میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا، کہ یکایک آپنے فرمایا، اے عمر! اپنی پشت کو بلّی کے گرنے سے بچاؤ، میں نے یہ سنکر دل میں کہا، کہ چھت میں تو کوئی روزن ہے نہیں میرے اوپر بلّی کہاں سے گریگی، ابھی میرا یہ کلام پورا نہیں ہوا تھا، کہ اچانک غیب سے ایک بلّی میری پشت پر آگری، آپنے مئا میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا، ہاتھ پھیرتے ہی میرا قلب شمس نصف النہار کی طرح روشن ہوگیا،

(۵۵) سلب جذبات ارادہ

شیخ ابو محمد صالح ویرجان الزکالی کا بیان[۱] ہے، کہ ایکدفعہ حضرت شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا، کہ تم بغداد جاؤ، اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہکر تعلیم فقر حاصل کرو،

چنانچہ میں شیخ کے حسب الحکم بغداد آیا، جب آپکی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے آپ کو سب سے زیادہ مہیب پایا، آپنے مجھے اپنے خلوت خانہ کے دروازہ پر بیس روز تک بٹھالایا، اس کے بعد ایک روز آپنے قبلہ کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ صالح! اس طرف دیکھو، میں نے اُس طرف دیکھا، تو مجھے قبلہ نظر آیا، پھر آپنے مجھ سے دریافت کیا، کہ کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا، کہ کعبہ شریف، پھر آپنے مغرب کیطرف اشارہ کرکے فرمایا، کہ اس طرف دیکھو، میں نے اُس طرف دیکھا، تو مجھے

---

[۱] و [۲] قلائد ۱۲ ارشد ر ح

اپنے شیخ ابو مدینؒ نظر آئے، آپ نے فرمایا، کیوں کیا دیکھ رہے ہو، میں نے عرض کیا کہ اپنے شیخ ابو مدین، پھر آپنے فرمایا، کہ کیوں کہاں جاؤ گے، کعبہ شریف کیطرف یا اپنے شیخ کیطرف، میں نے عرض کیا، کہ اپنے شیخ کیطرف، پھر آپنے فرمایا، اچھا! ایک قدم میں جانا چاہتے ہو، یا جس طرح سے کہ تم آئے تھے، میں نے عرض کیا، جس طرح سے کہ میں آیا تھا، فرمایا اچھا ایسا ہی ہوگا،

پھر آپنے فرمایا، کہ صالح! تم فقر کو اُس وقت تک نہیں پا سکتے، جبتک کہ تم اسکی سیڑھی پر نہ چڑھو، اور اس کی سیڑھی توحید ہے، اور توحید کا دار و مدار اس پر ہے، کہ تمام آثارِ حادثہ کو اپنی نظر سے مٹا دو، میں نے عرض کیا، کہ حضرت پھر آپ توجہ فرما کر ایسا کر دیجئے، آپنے ایک نظر میری طرف دیکھا، تو میرے دل سے میرے تمام جذبات ارادہ اس طرح جدا ہو گئے، جس طرح رات دن سے جدا ہو جاتی ہے،

(۵۶) آواز کا یکساں پہنچنا

آپ کی کرامات میں سے ایک[1] یہ بھی تھی، کہ باوجود اس کے کہ آپ کی مجلس وعظ میں لوگ بکثرت ہوا کرتے تھے، لیکن آپ کی آواز دور و نزدیک سب کو یکساں پہنچا کرتی تھی، نیز دورانِ وعظ میں حاضرین کو فضائے جو میں سے حس و حرکت کی آواز سنائی دیا کرتی تھی، اور اکثر اوقات اوپر سے کسی کے گرنے کی آواز بھی معلوم ہوا کرتی تھی، یہ لوگ رجال غیب ہوتے تھے،

(۵۷) غیب سے سبز پرندوں کا نمودار ہونا

شیخ محمد بن الہردی کا بیان[2] ہے، کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے، کہ بعض لوگوں میں کچھ بے توجہی سی پیدا ہو گئی، آپنے فرمایا، کہ اگر اللہ تعالےٰ چاہے، تو میرا کلام سننے کے لئے سبز پرندوں

---

[1] قلائد ۱۲ منہ رح [2] قلائد ۱۲ منہ رح

کو بھیجدے، ابھی آپ کا یہ کلام پورا نہیں ہوا تھا، کہ مجلس میں بکثرت سبز پرندے بھر گئے، اور حاضرین نے انہیں مشاہدہ کیا،

(۵۸) ایک پرندہ کا آپکی آستین میں داخل ہو جانا

شیخ محمد بن الہری بیان کرتے ہیں، ایکدفعہ میں آپکی مجلس میں حاضر تھا، آپنے اثنائے وعظ میں فرمایا، کہ اگر اس وقت اللہ تعالےٰ میرا کلام سننے کے لئے ایک سبز پرندے کو بھیجے، تو وہ ایسا کر سکتا ہے، آپ ابھی یہ فرما ہی رہے تھے، کہ اتنے میں ایک نہایت خوبصورت سبز پرندہ آیا، اور آ کر آپ کے آستین میں گھس گیا، اور پھر نہیں نکلا،

(۵۹) جیوش عجم کی مراجعت

ایک[1] دفعہ عجم کے ایک بادشاہ نے خلیفہ بغداد پر چڑھائی کرنے کی غرض سے بہت بڑا جرار لشکر بھیجا، خلیفہ بغداد مقابلہ سے عاجز آ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ سے روحانی امداد کی درخواست کی، آپنے حضرت شیخ علی بن الہیتی نے فرمایا، کہ مخالف فوج سے کہدو، کہ تم بغداد سے چلے جاؤ، شیخ موصوف نے کہا، بہت اچھا، اور اپنے خادم سے بلا کر کہا، کہ تم عجمی لشکر میں جاؤ، اور اس کے اخیر میں جا کر دیکھو، وہاں چادر کا ایک خیمہ سا بنا ہوگا، اور اس میں تین شخص بیٹھے ہونگے، ان سے تم کہنا، کہ علی بن الہیتی تم سے کہتے ہیں، کہ تم بغداد سے چلے جاؤ، اگر وہ تمہیں یہ جواب دیں، کہ ہم تو دوسرے کے حکم سے آئے ہوئے ہیں، تو تم بھی یہ کہنا کہ میں بھی دوسرے کے حکم سے ہی آیا ہوں،

غرض خادم نے جا کر انہیں شیخ موصوف کا حکم سنایا، وہ کہنے لگے، کہ ہم تو دوسرے کے حکم سے آئے ہیں، خادم نے کہا، میں بھی دوسرے کے حکم سے ہی آیا ہوں، یہ

---

[1] و ثمہ قلائد ۱۲، سنہ ۲ ع

لشکر اُن میں سے ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا، اور چادر کے بند کھولڈالے، پھر چادر لپیٹ کر یہ تینوں شخص واپس چلے گئے، اُسی وقت اُنکا لشکر بھی خیمہ گرا کر چلتا بنا،

(۶۰) اماتتِ طیر ایک روز آپ قدرت الٰہی کے متعلق بیان فرما رہے تھے، اور لوگ بھی متاثر ہوکر حالت استغراقی میں نہایت خشوع و خضوع کر رہے تھے، کہ اتنے میں ایک عجیب الخلقت پرندہ مجلس کے اوپر سے گذرا، لوگ اُس کے دیکھنے میں مشغول ہو گئے، آپنے لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا، کہ اُس ذات پاک کی قسم ہے، کہ اگر میں اس پرندے سے کہوں کہ تو اللہ کے حکم سے مرجا تو یہ فوراً مرجائے، ابھی آپنے اپنا یہ کلام پورا نہیں کیا تھا کہ یہ پرندہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا،

(۶۱) پوشیدہ بات پر اطلاع پانا ابو المظفر شمس الدین بن قزعلی بن عبد اللہ الترکی العونی کا بیان[1] ہے، کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ چہارشنبہ کے روز وعظ فرمایا کرتے تھے، ایک دفعہ میں نے شب سے ہی ارادہ کر رکھا تھا، کہ صبح میں آپ کے وعظ میں ضرور جاؤنگا، اتفاق سے اُسی شب کو مجھے احتلام ہوگیا، اور شب کو سردی بھی نہایت شدت کی تھی، جس کیوجہ سے میں غسل نہیں کر سکا، میں نے کہا، خیر آپ کے وعظ میں تو ہو ہی آؤں، اس کے بعد پھر آکر غسل کرونگا، غرض میں آپ کی مجلس میں گیا، اور جب قریب پہنچا، تو آپنے میری طرف دیکھتے ہی فرمایا، کہ تم بحالت ناپاکی ہماری مجلس میں آرہے ہو، اور سردی کا بہانہ کرتے ہو،

(۶۲) اظہار ما فی الضمیر ابو المظفر شمس الدین مذکور بیان[2] کرتے ہیں، کہ ایک بزرگ مظفر نام نے جو اہل

---

[1] و [2] قلائد ۱۲ منہ رح

جرمیہ سے تھے ، مجھ سے بیان کیا ، کہ میں اکثر اوقات آپکی مجلس میں شریک ہونے کی غرض سے چہار شنبہ کی رات کو آپ ہی کے مدرسہ میں سو یا کرتا تھا ، ایک رات گرمی بہت تھی ، اس لئے میں مدرسہ کی چھت پر چڑھ گیا ، یہیں ایک کمرہ میں آپ بھی تشریف رکھتے تھے ، اور آپ کے اس کمرہ میں ایک چھوٹا سا دریچہ بھی تھا جب میں اُس کمرہ کی طرف آیا ، تو اُس وقت مجھے کھجور کے چار پانچ دانے کھانیکی خواہش ہوئی ، ابھی مجھے یہ خیال ہوا ہی تھا ، کہ آپ نے اپنے کمرہ کا دریچہ کھولا ، اور میرا نام لیکر مجھے پکارا ، اور کھجور کے پانچ دانے مجھے دیئے ، اور فرمایا ، کہ جو چیز تم کھانا چاہتے ہو لو ، اس سے قبل آپ میرا نام نہیں جانتے تھے ،

(۶۳) ایک منحرف کی توبہ

ابوالیسر عبدالرحیم بیان کرتے ہیں کہ عبدالصمد بن ہمام جو ایک ثقہ اور ذی ثروت شخص گذرے ہیں ، ابتداء میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت انحراف رکھتے تھے ، صرف اس وجہ سے کہ عوام و خواص آپکے عجیب عجیب خوارق و کرامات بیان کیا کرتے تھے ، مگر بعد میں صدق دل سے آپ کے خادم بن گئے تھے ،

عبدالرحیم بیان کرتے ہیں حضرت غوث اعظمؒ کی وفات کے بعد میں نے عبدالصمد بن ہمامؒ سے اسکی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بیان کیا ، کہ ابتداء میں حضرت غوث اعظمؒ سے میرا انحراف محض میری خوش قسمتی کیوجہ سے تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے ، کہ جمعہ کے دن مجھے آپکے مدرسہ کے قریب سے گذرنے کا اتفاق ہوا ، میں اُسوقت قضائے حاجت کیلئے جانا چاہتا تھا ، مگر نماز عنقریب ہونے والی تھی ، اس لئے مجھے خیال ہوا ، کہ میں نماز پہلے پڑھ لوں ، پھر قضائے حاجت کیلئے جاؤنگا ، میں مسجد میں گیا ، منبر کے پاس جگہ خالی تھی ، بیٹھ گیا ، مجھے یہ نہ علم تھا کہ جمعہ کی نماز آپ ہی پڑھائیں گے ، غرض لوگ بکثرت آ گئے ، میں اپنی جگہ بیٹھا رہا ، گو

لہ قلائد ۱۲ اسنہ رح

مجھے اِس وقت حاجت زیادہ محسوس ہوئی، اور رفع حاجت کے لیے میں اُٹھنا بھی چاہتا تھا، لیکن لوگوں کے کثرتِ آمد کی وجہ سے میں اُٹھ نہ سکا، اس کے بعد مجھے حاجت بشدت محسوس ہوئی، جسے میں کسی طرح روک نہیں سکتا تھا، اتنے میں آپ منبر پر چڑھے، جس سے میری حالت اور بھی متغیر ہو گئی، اور آپ کا بُغض میرے دل میں زیادہ ہو گیا، میں اسوقت نہایت حیران و پریشان ہوا، کہ اب کیا کروں، علاوہ ازیں شدتِ حاجت کیوجہ سے قریب تھا، کہ میرے کپڑے ناپاک ہو جاتے، اسلئے میں نہایت پریشان و مضطرب اور محزون و مغموم ہو رہا تھا، کہ اگر میرا پیشاب پاخانہ نکل گیا، تو میری سخت ذلت و رسوائی ہوگی،

اس مصیبت سے بس میں لقمۂ اجل ہو رہا تھا، کہ اتنے میں آپ نے منبر پر سے دو تین سیڑھییں اُتر کر اپنی آستین مبارک میرے سر پر رکھی، جس سے مجھے ایسا معلوم ہوا، کہ میں ایک باغیچہ میں ہوں، جہاں پانی بھی بہ رہا ہے، میں نے یہاں استنجا وغیرہ کیا، اور وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی، اِس کے بعد آپ نے اپنی آستین اُٹھالی تو میں وہیں اپنی جگہ منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اس سے میں نہایت متعجب ہوا،

بعد ازاں میں نے اپنے ہاتھ پاؤں کو دیکھا، تو مقامات وضو کی نمی میرے کپڑوں میں موجود تھی، مجھے اس سے اور بھی زیادہ حیرت ہوئی، الغرض جب نماز ہو چکی، اور میں واپس ہونے لگا، تو مجھے اپنا دستی رومال جس میں میری کنجیاں بندھی ہوئی تھیں نہیں ملا، میں نے ہر چند تلاش کی، مگر اُن کا کچھ پتہ نہ چلا، میں گھر چلا آیا، اور اپنے صندوق کو قفل ساز سے کھلوا لیا،

چونکہ میں اُسی وقت اپنے کسی کام کے لیے عراق عجم کا قصد کر رہا تھا، اس لیے میں اُسی روز روانہ بھی ہو گیا، جب ہم دو منزلیں طے کر کے تیسری منزل پر پہنچے، تو راستہ میں ہمارا گذر ایک مقام پر ہوا، جہاں باغیچہ بھی لگا ہوا تھا، اور پانی بھی بہ رہا تھا،

میرے رفقا نے کہا، کہ ہمیں آگے پانی ملتا نظر نہیں آتا، اس لئے ہم یہیں اُتر کر نماز پڑھ لیں، اور کھانا وغیرہ بھی کھائیں،

غرض میں نے اُتر کر دیکھا، تو بیشک وہی مقام تھا، کہ جسے میں اُس روز دیکھ چکا تھا، میں نے وضو کیا، اور نماز پڑھنے کے قصد سے آگے بڑھا، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میرا اونی رومال مع کنجیوں کے وہاں پڑا ہے، میں چار موجہ حیرت میں پڑ گیا، آخر اپنا سفر پورا کر کے اس نیت سے جلدی واپس آیا، کہ بغداد پہنچتے ہی آپ سے معافی مانگوں، اور آپ کی خدمت اختیار کروں،

(۶۴) گم شدہ اونٹوں کا دستیاب ہوجانا

شیخ عبداللہ جبائی بیان کرتے ہیں

کہ ہمدان میں اہل دمشق سے ظریف نامی ایک شخص کی مجھ سے ملاقات ہوئی، اُسنے بیان کیا، کہ میں نیشاپور کے راستہ میں بشر قرظی سے ملا، جو چودہ اونٹوں پر شکر لادے ہوئے جارہے تھے، اُنہوں نے مجھ سے بیان کیا، ہمیں راستہ میں ایک ایسے خطرناک بیابان میں اُترنے کا اتفاق ہوا، جہاں خوف کے مارے بھائی بھائی کا ساتھ نہ دیتا تھا،

جب ہم نے شروع شب سے بوجھ لادے، تو اُن میں سے چار لدے ہوئے اونٹوں کو نہ پایا، میں نے ہر چند تلاش کی، مگر کچھ پتہ نہ چلا، حتّٰی کہ قافلہ چلدیا، لیکن میں اونٹوں کی تلاش کرنے کے لئے پیچھے رہ گیا، شتربان بھی میری خیر خواہی کے لئے میرے ساتھ ٹھیر گیا،

جب صبح نمودار ہوئی، تو میں نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا، کیونکہ آپ نے مجھ سے فرمادیا تھا، کہ جب تمہیں کوئی مشکل پیش آئے، تو تم مجھے

لہ بہجہ صفحہ ۱۰۲ ۱۲ رمنہ رح

پکارنا، تمہاری مشکل آسان ہو جائے گی، جب میں نے آپ کو پکارا، تو اُسوقت مجھے ٹیلے پر ایک شخص دکھائی دیا جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا، وہ اپنی آستین سے مجھے اشارہ کر رہا تھا۔ کہ ادھر آؤ، جب ہم ٹیلے پر چڑھے، تو وہاں کسی کو نہ پایا، پھر میں نے ٹیلے کے نیچے نگاہ جو دوڑائی، تو چاروں اونٹ وہاں بیٹھے نظر آئے، ہم نے پکڑ لیے اور قافلہ سے جا ملے،

(۶۵) اظہار رویاء

محمد بن ابو العباس الخضر الحسینی الموصلی بیان[1] کرتے ہیں، کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سُنا، اُنہوں نے بیان کیا۔ کہ ۵۱۵ھ ہجری کا واقعہ ہے، کہ آپکے مدرسہ میں مَیں نے خواب میں دیکھا، مشائخ بر و بحر جمع ہیں، جن کے صدر آپ ہیں، اُن میں سے بعض کے سر پر صرف عمامہ اور عمامہ پر ایک چادر اور بعض کے عمامہ پر دو چادریں اور آپ کے عمامہ پر تین چادریں دیکھیں، میں خواب میں سوچتا رہا، کہ آپکے عمامہ پر تین چادریں کیسی ہیں؟ اتنے میں میری آنکھ کھلی، تو میں نے دیکھا، کہ آپ میرے سرھانے کھڑے فرما رہے ہیں، کہ ایک **شریعت** کی دوسری **حقیقت** کی، اور تیسری بزرگی و **عظمت** کی،

(۶۶) باطن بینی

ابو الفضل احمد بن القاسم بزاز بیان[2] کرتے ہیں، کہ ایک روز آپ کا خادم میرے پاس آیا، اور کہنے لگا، کہ مجھے ایک کپڑا دو، جو کہ فی گز ایک دینار کا ہو، میں نے وہ کپڑا اُس کو دیکر پوچھا، کہ یہ کس کے لیئے ہے؟ آپ کے خادم نے کہا، کہ حضرت غوث اعظم رح کے لیئے، میں نے اپنے دل میں کہا، کہ آپنے امراء و سلاطین کا کوئی لباس نہیں چھوڑا، میرے دل میں ابھی یہ بات نہیں گذری تھی، کہ میرے پیر میں ایک میخ آ لگی، جس سے میں قریب المرگ

---

[1] قلائد ۱۲ ر منہ رح [2] قلائد ۱۲ ر منہ رح

ہو گیا، لوگوں نے میرے پیر سے اس میخ کے نکالنے کی بہت کوشش کی، لیکن کسی سے وہ میخ نکل نہ سکی، میں نے کہا، مجھے آپ کی خدمت میں لے چلو، چنانچہ لوگوں نے مجھے لیجا کر آپ کے سامنے ڈالدیا، آپنے فرمایا، ابو الفضل! تم نے اپنے باطن میں مجھ سے کیوں تعرض کیا، واللہ میں نے یہ لباس نہیں پہنا مگر تاوقتیکہ مجھ سے کہا گیا، کہ ایسا پہنو، ابو الفضل یہ مردوں کا کفن ہے، اور مردوں کا کفن خوشنما ہوتا ہے، یہ میرے ایک ہزار موت کے بعد پہنا ہے،

پھر آپنے میرے پیر پر اپنا دست مبارک پھیرا، تو معاً درد موقوف ہو گیا، اور میں[1] اٹھ کر اچھی طرح سے دوڑنے لگا،

(۶۷) اثر دعاء

ابن الحسینی کا بیان[1] ہے، کہ ایک دفعہ ایک شب کو آپ کے ایک خادم نے خواب میں ستر عورتوں سے جماع کیا، جب یہ خادم صبح کو اٹھا، تو بہت حیران ہوا، اور آپ کی خدمت میں تمام خواب کہ سنایا، آپنے اسے دیکھتے ہی فرمایا، کہ گھبراؤ مت، مجھے رات کو تبلایا گیا تھا کہ تم ستر عورتوں سے مرتکب زنا ہو گے، اس لئے میں نے ایزد متعال کی بارگاہ میں نہایت سے دعاء کی کہ وہ ان واقعات کو بیداری سے خواب میں تبدیل کر دے چنانچہ ایسا ہی کر دیا گیا

(۶۸) آپکی صداقت

تین طریق[2] سے باسناد متصل مروی[3] ہے، کہ چہارشنبہ کے روز ۲۷ ذی الحجہ ۵۲۹ھ ہجری کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مقابر شونیزیہ[4] کی زیارت کو تشریف لے گئے، علماء فقراء کی ایک بڑی جماعت آپ کے ہمراہ تھی، آپ حضرت شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر

---

[1] قلائد ۱۲ منہ رح [2] فتاوے حدیثیہ لابن حجر المکی رح صفحہ ۲۲۱ ۱۲ منہ رح، [3] ملاحظہ ہو بہجۃ الاسرار صفحہ ۵۳ و ۵۴ ۱۲ منہ رح [4] بغداد میں مغرب کی جانب ایک مقبرہ ہے، جسمیں صالحین کی ایک بڑی جماعت مدفون ہے، اسکو شونیزیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے، یہاں صوفیائے کرام کی ایک خانقاہ ہے کذا فی معجم البلدان لیاقوت الحموی ۱۲ منہ رح

بہت دیر تک کھڑے رہے، حتیٰ کہ آفتاب کی گرمی حد درجہ بڑھ گئی، پھر جب آپ واپس آئے، تو آپ کے چہرہ پر بشاشت نمایاں تھی، لوگوں نے آپ سے اس کا اور شیخ موصوف کے مزار پر طول قیام کا سبب دریافت کیا،

آپ نے فرمایا، کہ ۴۹۹ھ ہجری کا واقعہ ہے، کہ میں جمعہ کے روز پندرہویں شعبان کو شیخ حماد دباس اور اُن کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا، تاکہ ہم جامع الرصافہ میں جمعہ پڑھیں، جب ہم دریا کے پل[1] کے پاس پہنچے، تو شیخ حماد نے مجھے دھکیل کر پانی میں پھینکدیا، اُسوقت جاڑے کا موسم تھا، جب آپنے مجھے دھکیلا، تو میں نے کہا،

بِسْمِ اللّٰهِ نَوَيْتُ غُسْلَ الْجُمُعَةِ بسم اللہ میں نے غسل جمعہ کی نیت کرلی،

اور پانی میں کو دپڑا، میں اُسوقت صوف کا جُبہ پہنے ہوئے تھا، اور میری آستین میں کتاب کے چند اجزاء تھے، اس لئے میں نے اپنا ہاتھ اُٹھائے رکھا، تاکہ وہ بھیگ نہ جائیں، آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے، بعد میں مَیں نے پانی سے نکلکر اپنے جُبّہ کو نچوڑا، اور پھر آپ کے پیچھے ہولیا، مجھے اس وقت سردی سے تکلیف پہنچی، آپ کے اصحاب نے مجھے پھر پانی میں دھکیلنا چاہا، تو آپنے اُنہیں ڈانٹ کر فرمایا، کہ میں نے تو آزمائش کے لئے انہیں اذیت دی تھی، مگر انہیں ایسا پہاڑ پایا کہ ہلتا نہیں،

آج میں نے شیخ کو جواہر سے مرصع حُلّہ نورانی زیب تن کئے ہوئے، تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوئے اور پاؤں میں سونے کا پاپوش پہنے ہوئے ایک عمدہ صورت میں دیکھا، مگر آپ کا داہنا ہاتھ بیکار تھا، ہلا نہیں سکتے تھے، میں نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی، تو آپنے فرمایا، یہ وہ ہاتھ ہے، جس سے

---

[1] اس پل کا نام قنطرۃ الیہود ہے، ۱۲ مترجم

میں نے تمہیں پانی میں دھکیلا تھا، کیا تم مجھے اس کی معافی دے سکتے ہو؟ میں نے کہا، ہاں، بیشک، تو آپ نے فرمایا، کہ اچھّا تم میرے لئے خدائے تعالےٰ کی جناب میں دعا مانگو، کہ وہ میرے اس ہاتھ کو درست کر دے، اس لئے میں اتنی دیر خدا سے دعا مانگتا ہوا کھڑا رہا پانچ ہزار اولیاء اللہ بھی میرے ساتھ ہو کر دعا مانگتے رہے حتّٰی کہ میری دعا، قبول ہو گئی، اور اللہ تعالےٰ نے آپ کے اُس ہاتھ کو درست کر دیا، اور پھر آپ نے اُسی ہاتھ سے میرے ساتھ مصافحہ کیا،

جب بغداد میں یہ قصّہ مشہور ہوا، تو حضرت شیخ حماد دباس ؒ کے اصحاب میں سے بڑے بڑے مشائخ جمع ہوئے، تاکہ آپ ؓ سے اِس قصہ کا ثبوت طلب کریں ان بزرگوں کے ساتھ فقرا کا ایک گروہ بھی ہو لیا، یہ جملہ مشائخ آپ کے مدرسہ میں تشریف لائے، مگر آپ کی عظمت وہیبت کیوجہ سے کسی کو آپ کے سامنے بولنے کی جرأت نہیں ہوئی، آخر کو آپ ہی نے اُن سے پیش قدمی کر کے فرمایا، کہ آپ لوگ اپنی جماعت میں سے دو شخصوں کو منتخب کرو، کہ تم پر اُن کی زبانی میرے قول کی صداقت ظاہر ہو جائے،

چنانچہ اُنہوں نے بالاتفاق شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف ہمدانی ؒ[1] اور شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن کردی[2] کو منتخب کیا، یہ ہر دو بزرگ صاحبِ کشف وکرامات تھے،

جملہ مشائخ نے ان دونوں بزرگوں کو منتخب کرنے کے بعد آپ سے کہا، کہ آپکو

---

[1] شیخ ابو یعقوب یوسف ہمدانی مشاہیر اکابر مشائخ خراسان سے تھے، صاحب کشف و کرامات اور جامع علوم ظاہری و باطنی تھے، قریہ بوزنجرد میں جو ہمدان سے ساوہ کیطرف ایک منزل کے فاصلہ پر ہے قریبًا سنہ ۴۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲ ربیع الاول ۵۳۵ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہ گئے تھے کذا فی معجم البلدان لیاقوت الحموی ۱۲

[2] شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن کردی بغداد میں مقیم تھے، اہل کشف حاذق و صاحب احوال فاخرہ تھے، ۱۲ منہ رح

مہلت ہے، کہ جمعہ تک آپ ہمیں ان دونوں بزرگوں کی زبانی اس واقعہ کی اصلیت دریافت کرا دیں، آپ نے فرمایا، نہیں نہیں یہاں سے اُٹھنے سے قبل انشاء اللہ تمہیں میرے قول کی تصدیق ہو جائے گی۔ اس کے بعد آپ نے مراقبہ میں سر جھکایا، اور آپ کے ساتھ ہی تمام فقرا و مشائخ نے بھی مراقبہ کے لیے اپنے اپنے سر جھکائے کچھ دیر نہ گذری تھی، کہ شیخ یوسف برہنہ پا دوڑتے ہوئے آئے، یہاں تک کہ مدرسہ میں داخل ہو گئے، اور کہنے لگے، کہ مجھے اس وقت اللہ تعالےٰ نے دکھا دیا، کہ شیخ حمادؒ فرما رہے ہیں، کہ تم جلدی شیخ عبدالقادرؒ کے مدرسہ میں جاؤ، اور وہاں جو مشائخ جمع ہیں، اُن سے کہدو، کہ شیخ عبدالقادرؒ نے میری نسبت جو خبر دی ہے، وہ سچ ہے شیخ یوسف اپنا کلام ختم کرنے نہ پائے تھے، کہ شیخ عبدالرحمٰنؒ بھی آ گئے، اور انہوں نے بھی وہی بیان کیا، کہ جو شیخ یوسف نے بیان کیا تھا، اس کے بعد تمام مشائخ نے اُٹھکر آپ سے معافی مانگی،

(۷۹) قال سے حال کیطرف رجوع

حافظ ابو العباس احمدؒ بیان[1] کرتے ہیں، کہ ایک وقت کا ذکر ہے، کہ میں اور علامہ ابن جوزیؒ[2] حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے، اُسوقت آپ ترجمہ پڑھا رہے تھے۔ قاری نے ایک آیت پڑھی، اور آپنے

---

[1] دیکھو بہجہ صفحہ ۱۱۸ ۱۲ منہ رح [2] امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن ابی الحسن علی بن محمد القرشی التیمی الصدیقی البغدادی معروف بہ ابن جوزی حدیث وتفسیر میں امام زمانہ تھے، جمال الحفاظ آپ کا لقب تھا، موضوعات تلبیس ابلیس، منتظم فی تاریخ الامم، لقط المنافع، وغیرہ بہت سی کتب آپ کی تصنیف میں، رمضان ۵۹۷ھ ہجری میں بغداد کے اندر انتقال فرمایا، کہتے ہیں، کہ مرتے وقت آپنے وصیت کی تھی، کہ میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے، انکا تراشہ میرے حجرہ میں ہے، مرنیکے بعد مجھکو نہلائیں، تو غسل کیلئے اس تراشہ سے پانی گرم کریں، چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا، اور پانی گرم ہوکر کچھ تراشہ بچ رہا، ۱۲ رحمۃ رح

اُس کے وجوہات بیان فرمانے شروع کئے، میں نے پہلی وجہ پر شیخ جمال الدین مذکور سے پوچھا، کہ آپ کو یہ وجہ معلوم ہے، اُنہوں نے کہا، ہاں، یہاں تک کہ آپنے اُس آیت کے متعلق گیارہ وجہیں بیان فرمائیں، اور ہر ایک وجہ پر میں شیخ موصوف سے پوچھتا گیا، کہ کیا آپ کو یہ وجہ معلوم ہے، تو شیخ موصوف ہر ایک وجہ کی نسبت کہتے گئے، کہ ہاں یہ وجہ مجھے معلوم ہے، اس کے بعد آپنے ایک وجہ اور بیان کی، جس کی نسبت شیخ موصوف سے میں نے دریافت کیا، تو اُنہوں نے کہا کہ یہ وجہ مجھے معلوم نہیں، اِس طرح آپنے پوری چالیس وجہیں بیان کیں، اور ہر ایک وجہ کو اُس کے قائل کیطرف بھی منسوب کرتے گئے، اور اخیر تک ہر وجہ پر شیخ موصوف نے کہا، کہ مجھے اس کا علم نہیں، آخر آپ کے وسعت علم پر شیخ موصوف نہایت متعجب ہو کر بے ساختہ کہنے لگے، کہ ہم قال چھوڑ کر حال کیطرف رجوع کرتے ہیں، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ،

انکا یہ کہنا ہی تھا، کہ مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا، اور شیخ موصوف نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے،

(۷) خبر موت

شیخ مظفر منصورؒ بیان کرتے ہیں، کہ ایکدفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے، آپ سے اُس وقت ایک بزرگ کا نام لیکر جو کرامات و عبادات میں مشہور و معروف تھا، بیان کیا گیا، کہ وہ کہتے ہیں، کہ میں حضرت یونس علیہ السلام کے مقام سے بھی گذر چکا ہوں، یہ سُنکر آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا، اور اُٹھکر بیٹھ گئے، اور تکیہ ہاتھ میں لیکر منہ سے سامنے ڈالدیا، اور فرمایا، عنقریب اُن کی روح پرواز ہو جانے گی، ہم لوگ یہ سنتے ہی جلدی سے اُن کی طرف روانہ ہوئے، جب وہاں پہنچے، تو اُن کی روح پرواز ہو چکی تھی، اس سے قبل یہ بزرگ بالکل صحیح

وتندرست تھے،

(۷۱) آپ کے جسم پر مکھی کا نہ بیٹھنا

محمد بن خضر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ میں تیرہ سال تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا، اس اثناء میں میں نے دیکھا، کہ نہ تو آپ کا رینٹھ نکلا، اور نہ بلغم اور نہ کبھی آپ کے جسم پر مکھی بیٹھی،

(۷۲) عذاب قبر سے نجات

ایک[1] روز اہل بغداد سے ایک شخص آپ کے پاس آیا، کہ حضرت میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے۔ آج صبح کو میں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ کہ وہ مجھے کہہ رہے ہیں، کہ قبر میں مجھے عذاب ہو رہا ہے، تم حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ، اور ان سے عرض کرو، کہ وہ میرے لئے دعا فرمائیں، یہ شخص آپ کے پاس آیا، اور تمام خواب کہہ سنایا، آپ نے دعا فرمائی، یہ شخص آپ کی خدمت میں دوسرے روز پھر آیا، اور کہنے لگا، کہ حضرت! میں نے آج اپنے والد کو خوش وخرم سبز لباس پہنے ہوئے دیکھا، انہوں نے مجھ سے کہا، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے اب مجھ پر سے عذاب اٹھا دیا گیا ہے۔

(۷۳) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

شیخ بقا[2] بن بطو رحمۃ اللہ علیہ کا بیان[3] ہے، کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر

---

[1] دیکھو بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰۱ ۱۲ منہ رحمہ [2] آپ عراق کے مشاہیر مشائخ میں سے تھے، صاحب کشف و کرامات تھے، نہر الملک کے علاقہ کے اندر قریہ انبوس میں رہا کرتے تھے، وہیں قریباً اسی سال کی عمر میں ۵۵۳ ہجری کے اندر انتقال فرمایا، (دیکھو بہجہ صفحہ ۱۵۹ ۱۲ منہ رحمہ [3] ملاحظہ ہو بہجہ صفحہ ۹۴ ۱۲ منہ رحمہ

ہوا، آپ ممبر کے دوسرے پایہ پر وعظ فرما رہے تھے، جب میری نظر پہلے پایہ پر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں، کہ وہ پایہ حد نگاہ تک وسیع ہو گیا ہے، اُس پر سبز سندس کا فرش بچھ گیا ہے، اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام خلفائے اربعہ کی معیت میں اُس پر جلوہ افروز ہیں، اللہ تعالےٰ نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر تجلی فرمائی، آپ ایک طرف کو مائل ہوئے، یہانتک کہ گرنے لگے، مگر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گرنے سے بچا لیا، پھر آپ کا جثہ سکڑ گیا، یہاں تک کہ چڑیا کی مانند ہو گیا، پھر بڑھنے لگا، یہاں تک کہ مہیب، ڈراؤنی اور خوفناک صورت بنگیا پھر یہ سب کچھ میری نظر سے غائب ہو گیا،

ابو العباس کا بیان ہے، کہ پھر شیخ بقاؒ سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی رویت کی بابت دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ اُنکی ارواح متشکل و متجسم ہو گئی تھیں، اللہ تعالےٰ نے اُنکو ایسی قوت دی ہے، کہ جس سے وہ ظاہر ہو جاتے ہیں، جسکو اللہ تعالیٰ اُن کی رویت کی قوت بخشتا ہے، وہ اُنکو اجساد کی صورت اور اعیان کی صفات میں دیکھتا ہے، اور اسکی دلیل حدیث معراج ہے،

جب اُن سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھٹنے بڑھنے کی بابت دریافت کیا گیا، تو فرمایا، کہ پہلی تجلی ایسی صفت کے ساتھ تھی، کہ جس کے آگے بجز تائید نبوی کوئی ثابت قدم نہیں رہ سکتا، اسی واسطے اگر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ تھامتے، تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ گر جاتے، دوسری تجلی بلحاظ موصوف جلال کی صفت کے ساتھ تھی، اسی واسطے آپکا جثہ سکڑ گیا، اور تیسری تجلی مشاہدہ کے لحاظ سے جمال کی صفت کے ساتھ تھی، اسی واسطے آپکا جثہ بڑھ گیا، ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ؕ

(۷۳) ایک چور کا ولی ہوجانا

شیخ محمد بن قائد رح بیان[1] کرتے ہیں، کہ شیخ الاجل حضرت ابو الفتوح حضرت غوث پاک کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا، یا حضرت! احمد ابدال عطی رح کا آج انتقال ہوگیا ہے، اُن کی جگہ کسی دوسرے بزرگ کو مقرر فرمائیے آپ نے فرمایا، اچھا جدید تقرر کیا جائے گا، اتفاقاً اُسی شب کو ایک چور بغرض سرقہ حضور کے دولت خانہ میں آیا، اور ایک حجرہ میں سے کچھ برتن چُرانے کا ارادہ کیا، جسوقت اس نے برتنوں کو ہاتھ لگایا اسی وقت اُس کی بینائی جاتی رہی، اس گھبراہٹ میں وہ حجرہ سے باہر نکل آیا، حضور نے اُسکو دیکھ لیا، اور ہاتھ پکڑ کر کہا، کہ اے شخص! تو کون ہے، اور یہاں کیوں آیا ہے؟ اُس نے سچ سچ سارا حال کہدیا اور کہا کہ میں قبیلہ بنی اشرف سے ہوں، نام میرا سلیمان ہے، مفلوک الحالی کے سبب اس پیشہ کو کرتا ہوں،

حضور کو اُس کی حالت پر رحم آیا، اپنا لب مبارک اُس کی آنکھوں پر لگایا، جس سے اُسکو بینائی حاصل ہوگئی، پھر اُس سے توبہ کرائی، اور اپنی خانقاہ میں اُس کو ٹھیرایا، تزکیہ قلب و تصفیہ روح کے طریقے بتلائے، اور منازل سلوک طے کراکر احمد عطی رح کی جگہ "ابدالیت" کے درجہ پر مقرر فرمایا، ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

(۷۴) قبر سے جواب

شیخ علی بن ابی نصر الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان[2] ہے، کہ ایک دفعہ میں حضور غوثیت مآب رح کے ساتھ حضرت شیخ معروف[3] کرخی رح کے مزار مبارک کی زیارت کو گیا، جب ہم قبر

---

[1] دیکھو لطائف القادریہ صـ۲۵ ۱۲ ارمنہ رح [2] دیکھو بہجۃ الاسرار صـ۲۳ ۱۲ امنہ رح، [3] ابو المحفوظ معروف بن فیروز الکرخی

مبارک پر پہنچے تو آپ نے فرمایا، السلام علیک اے شیخ معروفؒ آپ ایک درجہ ہم سے آگے ہیں،

کچھ عرصہ کے بعد دوسری دفعہ پھر میں آپ کے ہمراہ شیخ موصوف کے مزار کی زیارت کو گیا، آپ نے مزار پر کھڑے ہو کر فرمایا، السلام علیک شیخ معروف ہم دو درجے آپ سے بڑھ گئے، شیخ معروفؒ نے قبر میں سے جواب دیا[1] وعلیک السلام یا سید اھل الزمان

(۷۵) سربند کا غائب ہونا

شیخ ابوالقاسم محمد بن احمد بن علی الجہنی فرماتے[2] ہیں، کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

(بقیہ حاشیہ ص۱۸۵) مشاہیر اولیائے کرام سے ہیں، مجاب الدعوات تھے، امام داؤد طائی کی صحبت میں رہے، شیخ سری سقطیؒ آپ ہی کے شاگرد تھے، مرض موت میں آپ سے کہا گیا، کہ کچھ وصیت فرمائیں، اس پر آپ نے ارشاد فرمایا! کہ جب میں مرجاؤں، تو میری قمیص خیرات کردی جائے، کیونکہ میری خواہش ہے، کہ دنیا سے میں اسی طرح برہنہ تن جاؤں، جس طرح میں برہنہ تن آیا تھا، بغداد میں ۲۰۰ھ ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا، اور وہیں کرخ میں دفن ہوئے، (دیکھو طبقات کبریٰ للشعرانی جزء اول ص۶۱، حیوۃ الحیوان جزء ثانی ص۱۱۵، ۱۲ منہ رح

[1] قبر سے آواز آنا یا مردہ کا جواب دینا احادیث سے ثابت ہے، چنانچہ ذیل کی حدیث اس پر بڑے زور سے دال ہے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ لَمَّا كَانَ اَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا وَلَمْ يُقَمْ وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوةِ اِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

حضرت سعید ابن عبدالعزیز روایت کرتے ہیں، کہ جب ایام حرہ کا واقعہ ہوا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ سلم کی مسجد میں نہ تین روز تک اذان کہی گئی، اور نہ ہی اقامت اور سعید بن مسیب مسجد نبوی میں ہی رہا کرتے تھے اور آپ نماز کا وقت ایک ہلکی آواز سے معلوم کیا کرتے تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم کی قبر سے سنا کرتے تھے

[2] دیکھو بہجۃ الاسرار ص۹۶، ۱۲ منہ رح

رحمۃ اللہ علیہ کی کرسی کے نیچے بیٹھا کرتا تھا، اور کرسی کے ہر پایہ پر آپ کے دو دو نقیب بیٹھا کرتے تھے، یہ سب ولی یا صاحبِ حال ہوا کرتے تھے،

ایکدفعہ آپ کرسی پر بیٹھے اپنے کلام میں ایسے مستغرق ہوئے کہ آپکے عمامہ کا ایک پیچ کھل گیا، اور آپ کو خبر نہ ہوئی، یہ دیکھکر سب حاضرین نے اپنے عمامے کلاہ سمیت کرسی کے نیچے پھینک دیئے، جب آپ اپنے کلام سے فارغ ہوئے، تو آپ نے اپنا عمامہ درست کر لیا، اور مجھ سے فرمایا، کہ ابوالقاسم! لوگوں کو اُن کے عمامے دیدو میں نے اس ارشاد کی تعمیل کی، عمامے تقسیم کرنے کے بعد میرے پاس ایک سربند باقی رہ گیا، مجھے معلوم نہ تھا، کہ وہ کس کا ہے، کیونکہ مجلس میں کوئی باقی نہ رہا تھا شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا، کہ یہ سربند مجھے دو، میں نے وہ سربند آپ کے حوالہ کر دیا، آپنے اُسے اپنے دوش مبارک پر رکھ لیا، معاً دوش پر رکھتے ہی وہ غائب ہوگیا، میں حیران رہ گیا، جب آپ کرسی سے اُترے، تو فرمایا، ابوالقاسم! جب اہلِ مجلس نے عمامے پھینکے تھے، تو اصفہان میں ہماری ایک بہن نے بھی اپنا سربند پھینک دیا تھا، جب تو نے لوگوں کو عمامے واپس دیدیئے، اور اس سربند کو میں نے اپنے دوش پر رکھ لیا، تو اُس بہن نے اپنا سربند لے لیا،

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات تو ان کے علاوہ بیشمار ہیں، لیکن خوفِ طوالت سے انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے،

آپکی عبادات

آپ کی عبادت کی تو یہ کیفیت تھی، کہ آپ اپنے قیام وقعود، اپنی نوم وبیداری اپنے ہر فعل وہر عمل اور اپنی ہر حرکت وسکون میں اپنے مولا، اپنے آقا، اپنے خالق، اپنے رازق اور اپنے مالک کی خوشنودی کو ملحوظ خاطر رکھا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے، کہ

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ

میری نماز، میری تمام عبادت، میرا مرنا، میرا جینا، سب اللہ کیلئے ہے، جو سارے جہان کا پروردگار ہے،

مجاہدہ آپ کی خلقت میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا، شب بیداری آپ کی عادت مستمرہ تھی، نفس کشی آپ کا شیوہ تھا، صائم فی النہار رہنا آپ کا معمول تھا، قائم باللیل رہنا آپ کا ادنیٰ عمل تھا،

چنانچہ منزل تجرید کو طے کرنے کے لئے آپنے علی التواتر پچیس برس عراق کے جنگلوں، بیابانوں، ریگستانوں، پتھریلی زمینوں اور ویران مقامات میں تن تنہا گذارے،

شب بیداری اور قیام لیل کی یہ حالت تھی، کہ چالیس سال تک آپ نے عشاء کے وضو سے صبح کی نمازیں پڑھیں، اور راتیں ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر تلاوت قرآن میں گذاریں، نفلوں کی یہ کیفیت تھی، کہ ہر رات دو دو سو رکعت کے قریب پڑھا کرتے اور ہر رکعت میں سورہ مزمل یا الرحمٰن تلاوت فرماتے، اگر سورہ اخلاص پڑھتے تو ہر رکعت میں سو بار سے کم نہ پڑھتے، نفس کشی یہاں تک تھی، کہ کئی کئی روز تک ایک

ہی روزہ رکھتے، اور پھر افطار کرتے وقت درختوں کے پتوں، بیابان کی جڑی بوٹیوں جنگلی پھلوں اور گری پڑی ترکاریوں سے اُسے افطار کرتے،

آپ ہمیشہ با وضو رہتے، جب حدث لاحق ہوتا، اُسی وقت وضو تازہ کرتے اور دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھکر بیٹھتے، آخر عمر میں بھی آپ شب کو بالعموم تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہتے، اور بسا اوقات متواتر کئی کئی ساعت سربسجود رہتے، اور پھر صبح تک باقی وقت مراقبہ، مشاہدہ اور یاد الٰہی میں گذارتے، آپ محبت الٰہی میں کچھ ایسے سرشار اور مستغرق تھے، کہ نیند مطلقاً آپ کے پاس تک نہ پھٹکتی تھی، آپ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے، کہ **مجھے دردِ عشق نیند سے مانع ہے**، نماز صبح سے فارغ ہونے کے بعد آپ طلباء، خدام اور صوفیاء کو شریعت وطریقت کی تعلیم دیتے، اور مختلف دینی کتب کے سبق درس فرماتے،

الغرض شب مولیٰ کی عبادت میں گذارتے، اور دن اصلاح نفوس، احیائے دین اور اعلائے کلمۃ الحق میں،

باوجود ان ریاضات شاقہ، ان مجاہدات شدیدہ، اس نفس کشی، اس اتباع شریعت کے آپ مولیٰ کے دربار میں اپنے تئیں کچھ شے نہیں سمجھتے تھے، ہمیشہ منکسر، متواضع اور متذلل رہ کر، اپنے آپ کو خاک مذلت میں گرا کر، سفر آخرت سے ڈر کر، خداوند تعالیٰ کے حضور میں گڑگڑا کر اپنی بے بسی، بیکسی اور بے سرمایگی کا اظہار کیا کرتے تھے،

چنانچہ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے گلستاں میں ایک واقعہ قلمبند کیا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ آپ خداوند تعالےٰ کے حضور میں کس قدر سچے تذلل وانکسار، صحیح عجز و نیاز اور خالص بے کسی و بے بسی کا اظہار کیا کرتے تھے، فی الحقیقت اس واقعہ کو پڑھکر بے اختیار آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو ٹپک

پڑتے ہیں، کہ ایسا خدا کا مقرب اور یہ انکساری، یہ بے کسی اور یہ بے بسی،

سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، کہ

عبدالقادر گیلانی را دیدند رحمۃ اللہ
علیہ اندر حرم کعبہ روئے بر حصا نہادہ
بود و می‌گفت اے خداوند بخشائے واگر
مستوجب عقوبتم امر اروز قیامت
نابینا برانگیز تا در روئے نیکاں
شرمسار نہ باشم،

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ
علیہ کو لوگوں نے کعبہ کے اندر کنکریوں
پر سر رکھے ہوئے دیکھا، کہ نہایت عجز و نیاز
سے کہ رہے ہیں، کہ اسے خداوند تعالےٰ
مجھے بخش اور اگر میں سزا کے لائق ہوں تو
قیامت کیدن مجھے اندھا اُٹھائیو، تاکہ میں
نیکوں کے روبرو شرمندہ نہ ہوں،

الغرض آپ اپنی حیات کے آخری لمحات تک عبادت، ریاضت، مجاہدہ، زہد، تقویٰ، طہارت، پاکیزگی، پرہیزگاری، دینداری، اتباع شریعت میں مستغرق رہے، اور ایک آن، ایک لمحہ، ایک ساعت کے لئے بھی یاد خدا سے غافل نہیں ہوئے،

آپکے عقائد

آپ علمائے ماتریدیہ کی رائے کو علمائے اشعریہ کی رائے پر ترجیح دیا کرتے تھے، کیونکہ اُن کو مداخلت فلسفیہ سے بعید اور اقتباس انوارِ نبوت سے قریب خیال کرتے تھے۔

آپ ہمیشہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دونوں کے مذاہب پر فتوے دیا کرتے تھے،

آپکا لباس

حضرت علماء کا لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے، آپ کی پوشاک کے واسطے دور دراز ممالک سے خاصتہً نفیس کپڑا انبار کروایا جاتا تھا، بالعموم ہر صبح آپ لباس تبدیل فرما کر پہلا لباس فقراء و مساکین کو خیرات کر دیا کرتے تھے،

غالباً ہر روز لباس کی تبدیلی فقراء و مساکین ہی کی خاطر تھی، تبدیل لباس صرف بہانہ تھا،

حضرت کی طبیعت گندگی، عفونت اور بدبو سے سخت متنفر تھی، اس لئے عبادت کے وقت خاص کر خوشبو کا استعمال ضرور کیا کرتے تھے،

آپ ہر جمعہ نعلین مبارک تبدیل فرمایا کرتے تھے، اور پہلا جوڑا فقراء کو دیدیا کرتے تھے،

آپکی سواری

آپ اکثر اوقات خچر پر سوار ہوا کرتے تھے، آپ کو اونٹ کی سواری کا بھی کمال اشتیاق تھا،

جب آپ باہر نکلتے، تو جس بازار میں جاتے، اس بازار کے لوگ صف بستہ کھڑے ہو جاتے، سنگدل سے سنگدل بھی آپکو دیکھکر موم ہو جاتا،

آپکی خوراک

آپ کی خوراک بالکل سادہ تھی، آپ کے واسطے غلہ علیحدہ آپہی کے پیسے

سے بویا جاتا تھا، آپکے احباب میں سے گاؤں میں ایک شخص تھے، وہ ہر سال آپکے واسطے غلہ بویا کرتے تھے، پھر آپکے دوستوں میں سے ہی ایک شخص اُسے پسواتے، اور روزانہ چار پانچ روٹیاں پکوا کر مغرب سے قبل آپکے پاس لے آتے، آپ انہیں توڑ کر جو غربا آپکے پاس موجود ہوتے، انہیں تقسیم کر دیتے، جتنی بچ رہتیں، انہیں خود تناول فرمانیکے لئے رکھ لیتے آپکی خوراک بہت کم تھی، اکثر اوقات دن رات میں صرف ایک ہی دفعہ کھایا کرتے تھے، کھانے میں اکثر ترک حیوانات فرماتے یعنی گوشت، گھی اور دودھ چھوڑ دیتے،

آپکا حُلیہ

آپ نازک بدن اور میانہ قد تھے، رنگ آپکا گندمی اور سینہ کشادہ تھا، ریش مبارک بہت گنجان تھی، بھنویں باریک اور ملی ہوئی تھیں، چہرہ پر ہیبت حق کی نوری شعائیں دمکتی تھیں، آواز آپ کی بلند تھی،

آپ طبعاً مخلوق سے متوحش، ویرانہ پسند، اختلاط سے دلبرداشتہ، زاویۂ خمول وگوشہ گمنامی کے مشتاق، اپنے محو واستغراق میں منہمک اور عاشقانہ ومستانہ وار متوکلانہ گذران کے شیدا تھے،

آپکے اخلاق حسنہ

اور

خصائل حمیدہ

شیخ موفق الدین قدامۃ المقدسی بیان کرتے ہیں، کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی

رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مجمع البرکات، صفات جمیلہ، خصائل حمیدہ اور اخلاق حسنہ کی مجسمہ تھی، آپ جیسے اوصاف کا شیخ میں نے پھر نہیں دیکھا،

آپکا سکوت

بعض لوگوں کا بیان ہے، کہ آپ بولنے کی بہ نسبت خاموش زیادہ رہا کرتے تھے، آپ اپنے مدرسہ سے جمعہ کے دن کے سوا اور کبھی نہ نکلتے، اُس دن آپ جامع مسجد یا مسافر خانہ کو جاتے،

آپکی حق گوئی

آپ حق بات کو منبر پر کھڑے ہو کر صاف کہدیا کرتے، خلیفہ المقتفی لامر اللہ نے جب ابو لوفا یحیٰی بن سعید کو جو ابن المرجم الظالم کے نام سے مشہور تھا، قاضی بنا دیا، تو آپ نے منبر پر چڑھکر خلیفۃ المومنین سے علی الاعلان کہ دیا، کہ تم نے ایک بہت بڑے ظالم شخص کو منصب قضا پر مامور کیا ہے، تم کل پروردگار عالم کو جو اپنی مخلوق پر نہایت مہربان ہے، کیا جواب دوگے، خلیفہ موصوف یہ سُنکر کانپ اُٹھا، اور زار زار رونے لگا، اور اُسی وقت اُس نے ابو الوفا یحیٰی بن سعید کو منصب قضا سے معزول کر دیا،

آپکا دنیاداروں سے اجتناب

آپ امرا، وزرا، سلاطین، ملوک اور دنیاداروں کی تعظیم کیلئے کبھی نہیں اُٹھا کرتے تھے، بلکہ جب آپ کی خدمت میں خلیفہ یا وزیر یا اور کوئی بڑا آدمی آتا، اور آپ بیٹھے ہوتے، تو اُٹھکر اپنے گھر میں داخل ہو جاتے، جب وہ آکر بیٹھ جاتا، تو آپ گھر سے نکلتے، تاکہ اُس کے لئے کھڑا نہ ہونا پڑے،

پھر آپ اُس کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آتے، اُس کو بہت سی نصیحت کرتے، وہ آپ کے ہاتھ چومتا، اور نہایت تواضع وانکساری سے بیٹھکر آپ کی باتیں سنتا

جب آپ خلیفہ کے نام کچھ لکھتے، تو یوں رقم فرماتے، کہ عبدالقادر تم کو یہ حکم

دیتا ہے، اس کا حکم تم پر جاری ہے، اس کی اطاعت تم پر واجب ہے، تمہارے لئے وہ پیشوا ہے۔ اور تم پر وہ حجت ہے،

جب خلیفہ آپ کی تحریر کو دیکھتا، تو اس کو چومتا، اور کہتا، کہ شیخ عبد القادرؒ نے سچ فرمایا ہے،

آپکا استغناء آپ کو دنیا کی کوئی چیز بھی کیا مال اور کیا اولاد کیا بیوی اور کیا بچے مطلقا محبوب نہ تھے،

چنانچہ عبد اللہ بن الحسینؒ کا بیان ہے، کہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ جب میرے گھر میں کوئی بچہ پیدا ہوتا، تو میں اسے اپنے ہاتھ پر لیکر کہتا، کہ یہ میت ہے، پس جب کوئی بچہ مر جاتا، تو مجھ پر اسکا کچھ اثر نہ ہوتا، کیونکہ آغاز پیدائش ہی سے میں اس کی محبت اپنے دل سے نکالدیا کرتا تھا،

آپ کے لڑکے لڑکیاں مجلس وعظ کی رات کو انتقال کر جاتے، مگر آپ مجلس برخاست نہ فرماتے، غاسل میت کو غسل دیتا، جب غسل دیکر میت کو مجلس میں لاتے، تو آپ کرسی سے اتر کر نماز جنازہ پڑھاتے،

مساکین پر شفقت شیخ عبد الرحمن بن شعیبؒ بیان کرتے ہیں، کہ حضور غوثیت مآب بحد منکسر المزاج، کریم النفس اور وسیع الاخلاق تھے، آپ مساکین اور غرباء پر زیادہ شفقت کرتے، اور فرماتے کہ امراء کی تو سب عزت کرتے ہیں، ان غرباء سے کون محبت کرتا ہے ؟

بزرگوں کا احترام آپ بڑی عمر والوں کا احترام کرتے، مفلوک الحال صالحین کو گلے لگاتے، خلاف شرع لوگوں سے بیزاری ظاہر فرماتے، کبھی کسی غریب مسلمان پر کسی متمول شخص کو فوقیت نہ دیتے، اور فرماتے کہ اللہ مال و دولت کو پیار نہیں کرتا، بلکہ تقویٰ اور عمل صالح کو پسند کرتا ہے،

مریضوں کی عیادت آپ مریضوں کی عیادت کو تشریف لے جاتے حلقہ بگوشان میں سے اگر کوئی شخص نہ آتا تو فرماتے، کہ فلاں شخص نظر نہیں آتا، وہ بخیریت ہے، اس کی خبر لاؤ،

عجز وانکسار آپ اپنے گھر کا ضروری سامان خریدنے کے لیئے بہ نفس نفیس بازار تشریف لے جاتے، جب سفر میں جاتے، تو منزل پر پہنچکر اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھتے، روٹیاں پکاتے، اور اپنے رفقاء کو تقسیم فرماتے، خدام عرض کرتے، کہ حضور! یہ کام ہم کریں گے، آپ تکلیف نہ کریں، لیکن آپ نہ مانتے، اور فرماتے، کہ اگر میں کرونگا، تو کیا حرج ہے،

جب آپ کی زوجہ محترمہ علیل ہو جاتیں، تو آپ گھر کا سارا کام خود کرتے، گھر میں جھاڑو دیتے، آٹا گوندھتے، روٹیاں پکاتے، اور بچوں کو کھلاتے، اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا، کہ پانی کا گھڑا دوش مبارک پر رکھکر کنوئیں پر لے جاتے، اور بھر کر لے آتے،

ایک دفعہ ایک کوچہ میں کچھ بچے کھیل رہے تھے، حضرت کا اُدھر سے گذر ہو گیا، ایک نے حضرت سے کہا، میرے لئے ایک پیسہ کی مٹھائی بازار سے لا دیجئے آپ فوراً چلے گئے، اور شیرینی لادی، اسی طرح کئی اور لڑکوں نے شیرینی منگائی آپ نے کسی کا سوال رد نہ کیا،

الغرض آپ اعلیٰ درجہ کے خوش اخلاق، خندہ پیشانی، ہر حال میں صابر و شاکر راضی بہ رضا تھے، توکل، تسلیم، تفویض آپ کا شعار تھا، صاحب اخلاق حسنہ، اوصاف حمیدہ اور خصائل سنجیدہ تھے، اعلیٰ درجہ کے شرم و حیا والے، دشمنوں کی ایذاء پر صبر کرنیوالے، اپنی ذات کیلئے غصہ نہ کرنے والے، لوگوں کے قصوروں اور خطاؤں کو معاف کرنیوالے اور شدید الخشیتہ، رقیق القلب، سریع الدمع، کثیر الہیبت۔

مجیب الدعوات کریم الاخلاق، عمیم الاشفاق، حرالضمیر، مستقل الفکر اور آزادگو تھے علم آپکا مہذب اور قرب آپ کا ادب آموز تھا، اُنس آپ کا ندیم، اور صدق آپ کا نشان تھا، حلم آپ کا شیوہ اور ذکر آپ کا ہمنشین تھا، مکاشفہ آپ کا مصاحب اور مشاہدہ آپکا مشیر تھا، ؎

سر بسر نور خدا ہیں سیدی غوث الانام
نور چشم مصطفٰے ہیں سیدی غوث الانام
محو ذات کبریا ہیں سیدی غوث الانام
وقفِ تسلیم و رضا ہیں سیدی غوث الانام
مقتدائے اولیاء ہیں سیدی غوث الانام
قدوہ اہل صفا ہیں، سیدی غوث الانام
آستانہ غوث کا دار العطائے خلق ہے
چشمۂ لطف و عطا ہیں سیدی غوث الانام

چنانچہ قدوۃ العارفین شیخ عفیف الدین ابو محمد عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں آپکا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے، کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ علم شریعت کے لباس اور فنون دینیہ کے تاج سے مزین تھے، آپنے دنیا کو خیرباد کہکر خلائق کو چھوڑ کر خدائے تعالےٰ کیطرف ہجرت کی، اور اپنے پروردگار کی طرف جانے کے لئے پورا سامان کیا، آداب شریعت بجالائے اور اپنے تمام اخلاق و عادات، خصائل و شمائل کو شریعت غرا کے تابع کرکے اس میں کافی سے زائد حصہ لیا آپنے لوگوں کو شراب محبت الٰہی سے سیراب کیا، اُن کو قرب الٰہی کا مشتاق بنا دیا، معارف و حقائق کے چہروں پر سے شکوک و شبہات کے پردے اُٹھا دیئے اور دلوں کی پژمردہ شاخوں کو وصف جمال ازلی سے سرسبز و شاداب کر دیا ؎

عَبْدٌ لَـهٗ فَوْقَ الْمَعَالِیْ رُتْبَـةٌ
وَلَـهُ الْمَحَاسِنُ وَالْمَفَاخِرُ اَفْخَـرُ
وَلَهُ الْحَقَائِقُ وَالطَّرَائِقُ فِی الْهُدٰی
وَلَـهُ الْمَعَارِفُ کَالْکَوَاکِبِ تَزْهَـرُ
وَلَهُ الْفَضَائِلُ وَالْمَکَارِمُ وَالنَّدٰی
وَلَـهُ الْمَنَاقِبُ فِی الْمَحَافِلِ تُنْشَـرُ
غَوْثُ الْوَرٰی غَیْثُ النَّدٰی نُوْرُ الْهُدٰی
بَدْرُ الدُّجٰی شَمْسُ الضُّحٰی بَلْ اَنْوَرُ

الغرض زمانہ آپ کی روشنی سے منور ہوگیا، دینی عزت وجلال دو بالا ہوا، علمی ترقی ہوئی، عام وخاص آپ سے مستفید ہوئے، بے شمار لوگوں نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا، آپ سے خرقہ پہنا،

سخاوت وایثار

پارہ زر

سخاوت وایثار آپ میں کمال درجہ کا تھا، چنانچہ ایک دفعہ بغداد میں آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو طالب علمی کے زمانہ میں وطن سے ایک پارۂ زر

لہ آپ اُن بندگانِ خدا سے تھے، کہ جن کا مرتبہ عالی سے عالی تھا، محاسن، خلاق اور فضائل عالیہ آپ کو حاصل تھے لہ حقیقت وطریقت کے آپ رہنما تھے، اور آپ کے حقائق ومعارف تاروں کی طرح روشن اور ظاہر تھے لہ آپ صاحب فضائل ومکارم اور صاحب جود وسخا تھے محفلوں اور مجلسوں میں ہمیشہ آپ کے فضائل ومناقب کا تذکرہ رہتا ہے۔ لہ آپ خلق کے معین ومددگار اور اس کے حق میں آپ باران رحمت اور نور ہدایت تھے، آپ چودہویں رات کے چاند اور روشن دن کے سورج سے بھی زیادہ منور تھے ۱۲ منہ رح ۵ بہجہ صـ۱۰۳ ۱۲ منہ رح۔

خرچ کے لئے بھیجا، آپ نے باوجود اشد ضرورت کے اُس میں سے کچھ تو رکھ لیا، اور باقی ستر ولیوں میں تقسیم کر دیا، پھر جو اپنے لئے رکھا، اس کے عوض طعام منگواکر درویشوں کے ساتھ ملکر کھایا۔

اثنائے سفر حج کا ایک واقعہ

آپ غربا، کا بہت خیال رکھتے تھے۔

ایک[۱] مرتبہ آپ حج کے لئے تشریف لیگئے، اور راستہ میں بمقام حلہ قیام کیا، آپ نے وہاں کے ایک باشندے سے دریافت فرمایا، کہ اس جگہ میں کون شخص سب سے زیادہ محتاج ہے؟ اس نے آپ کو ایک کثیر العیال، مفلوک الحال، شخص کا نام بتایا، آپ اس کے مکان کی طرف تشریف لے گئے،

جب آپ وہاں پہنچے، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ مکان نہایت شکستہ ہے، دیواروں کی بجائے بوسیدہ کمبل لٹکے ہوئے ہیں، اور اس میں ایک بوڑھا، بڑھیا اور لڑکی بیٹھی ہوئی ہے، آپ نے اس بوڑھے سے اجازت طلب کی، اس نے بخوشی اجازت دیدی، آپ نے وہاں قیام فرمایا،

تھوڑی دیر کے بعد جب آپکی تشریف آوری کی خبر اہل حلہ کو پہنچی، تو روسائے حلہ دوڑے ہوئے آئے، اور حاضر خدمت ہوکر درخواست کی، کہ حضور ہمارے غریب خانوں پر قیام فرمایئے، مگر آپ نے منظور نہ فرمایا، اہالی شہر نے آپ کے لئے بہت سی گائے، بکریاں، سونا، چاندی اور کھانا بھیجا، لوگوں کا ہجوم بھی تحائف ہدایا لیکر آپ پر ٹوٹ پڑا، آپ نے فرمایا، کہ یہ سب سامان اور زر نقد صاحب خانہ کو دیدو دوسرے روز فجر کی نماز کے بعد آپ بیت اللہ کو روانہ ہو گئے،

آپ کے صاحبزادہ عبدالرزاق کا بیان ہے، کہ کئی سال کے بعد حلہ میں میرا گذر

---

[۱] بہجہ صفحہ ۱۰۳ ۱۲ رمنہ رح

ہوا، کیا دیکھتا ہوں، کہ وہ بوڑھا وہاں کے باشندوں میں سب سے مالدار ہے، اُسنے مجھے کہا، کہ یہ سب کچھ اُس رات کی برکت ہے، ان گائے بکریوں نے بچے دیئے اور وہ بڑھ گئے،

ایک فقیر کا واقعہ

اسی طرح کا ایک اور واقعہ[1] ہے، کہ ایک دفعہ آپنے ایک شکستہ دل فقیر کو دیکھکر کہا۔ تو رنجیدہ خاطر کیوں ہے اُس نے عرض کیا، کہ میں آج دریا کے کنارے گیا، اور ملّاح سے کہا، کہ مجھے دوسری طرف لے چل، اُس نے انکار کیا، اس لیئے افلاس اور غربت کے سبب میں شکستہ دل ہوگیا ہوں، فقیر نے اپنا کلام ختم نہ کیا تھا، کہ ایک شخص تیس دیناروں کی تھیلی لیکر آپ کی نذر کرنے آیا، آپ نے اُس فقیر سے فرمایا، کہ یہ تھیلی لے کر ملّاح کے پاس جا، اور اُسے دیکر کہدے، کہ کسی فقیر کا سوال نہ رد کیا کر، پھر آپنے اپنی قمیص اُتار کر فقیر کو دیدی، پھر اُس سے بیس دینار کو خریدلی،

ایک روایت

علّامہ ابن نجار ؒ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں، کہ جبائی کا بیان[2] ہے، کہ مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ میں نے اپنے تمام اعمال کی تفتیش کی، تو کھانا کھلانے اور حُسن خلق سے افضل و بہتر میں نے کسی کو نہیں پایا، اگر میرے ہاتھ میں دنیا ہوتی، تو میں یہی کام کرتا، کہ بھوکوں کو کھانا کھلاتا رہتا،

علّامہ ابن نجار جبائی ؒ سے یہ بھی نقل کرتے ہیں، کہ آپ نے مجھ سے یہ بھی فرمایا، کہ میرے ہاتھ میں پیسہ بالکل نہیں ٹھیرتا، اگر صبح میرے پاس ہزار دینار آئیں، تو شام تک اُن میں سے ایک پیسہ نہ بچے،

العرض آپ پیکر سخاوت اور مجسمۂ حسن وخلق تھے، لِلّٰہِ دَرُّہٗ مَنْ فَلَکَ، سہ

---

[1] بہجہ صفحہ ۱۰۲ ۱۲ منہ [2] فوات الوفیات جزء ثانی صفحہ ۳ ۱۲ منہ رح

کرم میں، فیض میں، جود و سخا میں دلربائی میں
غرض ہر آن میں محبوب شانِ کبریائی ہو

آپکی تصانیف

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات اور آپ کے ملفوظات مطالعہ کرنے سے قلب کو جو لذت، حلاوت اور سرور حاصل ہوتا ہے، اس کا نقشہ اتارنا زبان اور قلم کی طاقت سے باہر ہے، آپ کے کلمات یا الفاظ کے پڑھنے سے جو لطف میسر ہوتا ہے، وہ شاذ ہی دوسرے لوگوں کی تصانیف کے مطالعہ سے حاصل ہوتا ہو،

آج آپ کی تصانیف کے مطالعہ سے مردہ دل زندہ ہو رہے ہیں، اور زندہ حیات ابدی پا رہے ہیں، آپ کا کلام رشتہ دربا سلک گوہر ہے، جو مسلسل دریا کی طرح رواں چلا جاتا ہے، آپ کے کلام میں اسقدر تاثیر، ذوق و شوق اور دلسوزی ہے، کہ بسا اوقات پڑھنے والا وجد میں آکر بے اختیار ہو کر کپڑے چاک کرنے لگ جاتا ہے، آپ نے متعدد تصنیفات یادگار چھوڑی ہیں، جن میں سے بعض مشہور کتب یہ ہیں،

غنیۃ الطالبین یہ کتاب مشہور ہے اور حجم میں ضخیم ہے، اس میں شریعت و طریقت کے مسائل کی بحث ہے، اس کا فارسی اور اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے،

بعض علماء نے اس کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں درج کرنے سے تامل کر کے کسی دوسرے عبد القادر جیلی کیطرف اسکو منسوب کیا ہے،

کیونکہ اس کی اور فتوح الغیب کی عبارات میں زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے
بہر حال چونکہ لوگ زیادہ تر اس کو آپ ہی کیطرف منسوب کرتے ہیں، اس لئے
اس کو آپ ہی کی تصانیف میں شمار کیا جاتا ہے،

اکثر غیر مقلدین کا خیال ہے، کہ اس کتاب میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ
علیہ نے احناف کرام کو مرجیہ لکھا ہے، جو بالکل غلط ہے، کم فہمی اور تعصب
پر مبنی ہے،

مولٰنا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا خوب منہ توڑ جواب دیا ہے[1]
آپ فرماتے ہیں، کہ اہل سنت (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اور مُرجیہ ضالہ
کے درمیان تباین کلی کی نسبت ہے، اور حنفیہ (جو اصول و فروع میں امام اعظم
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں) اور اہلسنت کے درمیان عموم و خصوص
مطلق کی نسبت ہے، پس ہر حنفی اہلسنت ہوگا، اور یہ ضروری نہیں، کہ ہر اہلسنت
حنفی ہو،

باقی رہے، وہ حنفیہ جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے صرف فروع میں مقلد
ہیں، اُن کے اور اہلسنت کے درمیان عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے
پس مادہ افتراق یہ ہے، کہ حنفی ہو، مگر اہلسنت نہ ہو، جیسے مرجیہ حنفیہ،
اور معتزلہ حنفیہ اور دوسرے یہ کہ اہلسنت ہو، مگر حنفی نہ ہو، جیسے شافعی، مالکی
، حنبلی،

اور مادہ اجتماع یہ ہے، کہ فروع اور عقیدہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے موافق ہو،

---

[1] دیکھو مولٰنا عبدالحی صاحب مرحوم کا رسالہ "الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل" ملحقہ
میزان الاعتدال صفحہ ۲۸ ۱۲ منہ رح،

اس تمہید کے فہم گذار ہونے کے بعد ہم کہیں گے، کہ غنیۃ الطالبین میں جن حنفیہ کو مرجیہ میں شمار کیا گیا ہے، اُس سے وہ اصحاب ابوحنیفہ مراد ہیں، جنکا یہ اعتقاد ہے کہ الایمان ھو المعرفۃ والاقرار باللہ ورسولہ اور یہ صرف فرقہ غسانیہ پر منطبق ہوتا ہے،

غسان کوفی اپنے ناپاک مذہب کی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کیا کرتا تھا، اور اپنے نفس پر قیاس کرکے امام ہمام رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مرجیہ سمجھتا تھا، پس یہ بات ظاہر ہوگئی، کہ غنیۃ الطالبین کی عبارت کو آڑ بنا کر حنفیہ یا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر طعن وتشنیع کرنا صرف اُن لوگوں کا کام ہے، جو نہایت غبی اور سخت متعصب ہوں؟

مولٰنا کی اس عبارت سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے، کہ مرجیہ حنفیہ صرف فروع میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں، لیکن جب وہ اصول ہی میں مقلد نہیں، تو فروع میں ان کی تقلید کیسے معتبر ہو سکتی ہے اور کون عقل کا اندھا ان کو حنفیہ کہہ سکتا ہے، ایک شخص اگر فروع اسلام میں موافق ہو، مگر اصول مثلاً توحید ورسالت کا منکر ہو، اور اس پر وہ مسلمان کہلائے، تو کیا اُسے مسلمان کہا جا سکتا ہے؟ اسی طرح جب حنفیہ مرجیہ اصول ہی میں حنفیہ اہلسنت کے ساتھ موافقت نہیں رکھتے، تو کیا حقیقی معنوں میں اُن کو حنفی کہنا چاہیے؟ یا اُن کے حنفی کہلانے سے تمام حنفیہ نشانۂ ملامت بنائے جا سکتے ہیں،

فتوح الغیب یہ علم تصوف اور معرفت میں بڑے پایہ کی کتاب ہے، کئی مقالات پر مشتمل ہے، ہر ایک مقالہ معرفت وحقیقت

لہ جیسے بعض لوگوں نے جھوٹی حدیثیں بنا کر ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب کر دیا تھا، ۱۲ منہ رح

کے جواہرات کی کان ہے ، اسکا فارسی ترجمہ حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے ، اور اردو ترجمہ مولوی ابوالحسن سیالکوٹیؒ اور نواب صدیق حسن صاحب نے کیا ہے ،

فتح ربانی یہ آپ کے دو سالہ ارشادات و مواعظ کا ملخص ہے ، اس کا طرز بیان بھی فتوح الغیب ہی کی طرح ہے ، جو کیفیت حضرت ممدوح کے وعظ کی مجلس میں حاضر ہونے والوں کو حاصل ہوتی تھی ، اس کا نقشہ اتارنا زبان اور قلم کی طاقت سے باہر ہے ، مگر اللہ تعالےٰ جزائے خیر عطا فرمائے ، حضرت شیخ عفیف الدین بن المبارک کو ، کہ آپ نے آنے والی نسلوں کی پیاس پر نظر رکھی ، اور اس ضرورت کو محسوس فرمایا ، کہ اس آب شیریں کے بادل کا برسنا جس وقت ختم ہو جائیگا ، تو تشنگانِ ہدایت اور قطب العالم کے مواعظ و ملفوظات کا فیضان حاصل کرنے کے متمنی و طلبگار مسلمان حسرت و یاس کے ساتھ العطش العطش پکاریں گے اور آسمان ولایت کے آفتاب کو غروب ہو جانے کی وجہ سے جب دیکھ نہ سکیں گے تو کف افسوس ملنے کے سوا کچھ بن نہ پڑیگا ، اس لئے اس گہر بار مجلس کے ستر اسی وعظ قلمبند کر دیئے ، اور حضرت محبوب سبحانی کے دہن فلاح معدن سے حکمت و دانش کے جو پھول مختلف مجالس میں جھڑا کرتے تھے ، جتنا کچھ ہو سکا ، اُن کو فراہم فرما کر ہمارے لئے ذخیرہ چھوڑ گئے ،

یہ بالکل صحیح ہے ، کہ ان مواعظ و ارشادات کے کتاب میں پڑھنے سے وہ لذت حاصل نہیں ہو سکتی ، جو سامعین و حاضرین مجلس کو دہن شیخ سے سنکر حاصل ہوا کرتی تھی ، لیکن چونکہ کلمات اور الفاظ وہی ہیں ، جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا کرتے تھے ، اس لئے جتنا لطف آج بھی اُن میں چھپا ہوا ہے ، وہ متفرق کتابوں یا دوسروں کی تصانیف کے پڑھنے میں نہیں آسکتا ،

ان مواعظ کا ترجمہ اردو میں ہو چکا ہے اصل عربی میں ہیں، جو مدرسہ میمنیہ مصر میں طبع ہوئے ہیں، آجکل نایاب ہیں،

قصیدہ غوثیہ یہ قصیدہ جذبہ کی حالت میں آپ کی زبان مبارک سے صادر ہوا تھا، اس کے پڑھنے اور معانی کو سمجھنے سے الٰہی محبت کا ایک ایسا سبق حاصل ہوتا ہے، کہ کبھی فراموش ہونے نہیں پاتا، اور یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے، کہ محبت الٰہی کیا ہے، اور اس کا نتیجہ کیا ہے؟ محب اور محبوب کے درمیان کیسا رابطہ ہے، اور محب محبوب سے واصل ہو کر کیا پاتا ہے گویا یہ ظاہری و باطنی اخلاق کا ایک قبالہ اور حقائق و عرفان کا ایک رسالہ ہے،

قصیدہ میں جمالی وجلالی دونوں اثر ہیں، اس لئے اس کے پڑھنے والی کی طبیعت میں دونوں اثر پیدا ہو جاتے ہیں، اس کی فارسی اور اردو میں کئی شرحیں ہو چکی ہیں،

بعض لوگ اپنی کم فہمی اور خود پرستی کے سبب سے اس قصیدہ کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب نہیں کرتے، جو سراسر غلط ہے،

ہم اس کے متعلق چند اصول بیان کرتے ہیں،

اوّل جو کتاب کسی مصنف کیطرف منسوب کیجاتی ہے، اگر اس کتاب کے مسائل مصنف کے عقائد کے برخلاف ہوں، تو یہ شک کیا جا سکتا ہے، کہ یہ کتاب اس مصنف کی تصنیف نہیں ہے،

دوم اگر اس کتاب کے مطالب بمقابلہ فضیلت مصنف اعلیٰ یا ادنیٰ ہوں، تو بھی ظن ہو سکتا ہے، کہ وہ کتاب اس کی تصنیف نہیں ہے

سوم اگر اس کتاب کی انشا پردازی مصنف کی انشا پردازی کے رتبہ کی نہ ہو تو بھی اسی قسم کا خیال ہو سکتا ہے، کہ نسبت درست نہیں ہے،

چہارم بعض کتابوں کے اندر مصنف دیباچہ میں اپنا نام لکھدیتے ہیں، اور بعض کتابوں میں دوسرے لوگ دیباچہ الحاقیہ میں یا اپنی تصانیف میں اس کتاب کو کسی مصنف کیطرف منسوب کرتے ہیں،

پنجم بعض کتابوں کی نسبت نہ تو مصنف کا نام ہوتا ہے، نہ ہی کوئی اور راوی اس کی نسبت تشریح کرتا ہے، مگر شہرت اور تواتر روایات سے وہ کتاب کسی خاص مصنف کی تصنیف ثابت ہوتی ہے،

یہ اصول ہیں، جن سے ہم فیصلہ کرسکتے ہیں، کہ یہ کتاب فلاں مصنف کی تصنیف ہے، یا اس کی تصنیف نہیں ہے،

مثلاً کافیہ جو نحو میں ابن حاجب کی تصنیف ہے، اس پر صرف تواتر اور شہرت ہی ایک دلیل ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ یہ ابن حاجب کی تصنیف ہے ایسا ہی بخاری شریف جو علم حدیث کی مسلّمہ کتاب ہے، جس کو محمد بن اسمٰعیل رح بخاری نے مرتب کیا ہے، مگر اس کی نسبت اَلَّفْتُ یا صَنَّفْتُ نہیں لکھا، البتہ بعض نسخوں میں قال الامام موجود ہے، جو اُن کے کسی شاگرد کا لکھا ہوا ہے، بیسیوں ایسی کتابیں ہیں، جن کی تصنیف مصنف کی شہرت و تواتر پر مبنی ہے

اب قصیدہ غوثیہ کو لیجئے، نہ اس کی انشا پردازی میں کسی قسم کی نحوی اور عروضی غلطی ہے، اور نہ ہی اس کے مطالب مصنف کے عقائد کے برخلاف ہیں،

دوسرے سینکڑوں سالوں سے بروایات متواترہ یہ آپ کی تصنیف ثابت ہے یہ قصیدہ اس وقت تک بھی بغداد شریف اور عرب کی بعض مجالس میں بطور وظیفہ پڑھا جاتا ہے، اگر اس کی عربیت یا مضامین کی نسبت کچھ شک ہوتا، تو اس کی اس قدر شہرت قائم نہ رہتی،

اس سے زیادہ اور کیا برہان ساطع اور حجّت قاطع ہوسکتی ہے، کہ علامہ شیخ

نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ، عارف نامی حضرت مولٰنا عبدالرحمٰن جامی مصنف شرح کافیہ اور حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ جیسے بزرگ اس قصیدہ کو پڑھتے پڑھاتے چلے آئے ہیں

پس اس قدیمی شہرت اور تواتر کا انکار ایک ایسا انکار ہے، جو ہر طرح سے باطل ہے، اگر ہم تواتر اور شہرت کے ثبوت کو نظر انداز کر دیں، تو پھر ہم ایسی کتابوں کو جن میں مصنفین نے اپنا نام نہیں لکھا، یہ ثابت نہیں کر سکتے اکہ یہ اس مصنف کی تصنیف ہے،

اشعار میں بالعموم یہ قاعدہ ہے کہ مصنف اخیر پر اپنا نام یا تخلص ظاہر کرتا ہے، قصیدہ غوثیہ میں حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنا اسم گرامی ظاہر فرما دیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ ؎

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمُخْدَعُ مَقَامِیْ
وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ
اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحْیِ الدِّیْنِ اِسْمِیْ
وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَأْسِ الْجِبَالِ
وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْہُوْرُ اِسْمِیْ
وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

(۱) میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہوں، مخدع میرا مقام ہے، اور ولیوں کی گردنوں پر میرا قدم ہے،

(۲) میں ہوں جیل کا اور محی الدین میرا نام ہے، اور میرے اقبال کے جھنڈے پہاڑوں پر لہرا رہے ہیں،

(۳) زیادہ تر میرا مشہور نام عبدالقادر ہے، اور میرے جدامجد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چشمہ جمیع کمال ہیں،

دیکھئے، کس قدر تشریح اور وضاحت سے اپنا نام، وطن ولقب بیان فرمادیا ہے جب آپ خود اس قصیدہ کو اپنی طرف منسوب فرماتے ہیں، پھر کیا شک باقی رہ گیا،
علاوہ ازیں مصنف بہجۃ الاسرار نے اس قصیدہ کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ ہی کیطرف منسوب کیا ہے،
الغرض اِن وجوہات اور ہزارہا علما و فضلاء، مشائخ وصوفیا، صاحبان کشف و مقربان بارگاہ احدیت کے تسلیم کرنے کے باوجود بھی اس قصیدہ کو آپ کی تصنیف نہ کہنا میرے خیال میں جہالت نہیں تو اور کیا ہے،
اب میں آپ کا یہ قصیدہ اردو اور فارسی اشعار کے ترجمہ کے ساتھ درج کرتا ہوں

قصیدہ غوثیہ

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ
فَقُلْتُ لِخَمْرَتِی نَحْوِی تَعَالِی

عشق نے مجھکو پلائی وصل دلبر کی شراب — تب کہا میں نے یہ مے سے آ میری جانب شتاب
داد جاناں در کفم جام وصال — گفتم اے ساقی بمن کن انتقال

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِی فِی کُؤُسٍ
فَهِمْتُ بِسُکْرَتِی بَیْنَ الْمَوَالِی

دوڑ کر آئی میری جانب پیالوں میں بھری — کر گئی سب دوستوں میں بھی اثر مستی مری
پس بیامد پیش من با جامہا — پس ز خود رفتم میانِ اہل حال

وَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِی وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِی

پس کہا میں نے یہ سب قطبو نے آؤ سب کے سب　　اور مریدو نیں بھرے ہو جاؤ داخل جلد اب

پس بگفتم جملۂ اقطاب را　　در خمارِ من در آئید اے رجال

وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ

فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ

کر کے ہمت سب پیو شکر ہو تم میرا انام　　دے رہا ہے قوم کا ساقی مجھے بھر بھر کے جام

درکشید از شوق اے رِندانِ من　　وز خمارِ من بخشد ایں نوال

شَرِبْتُمْ فَضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ

وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ

مست جب میں ہو گیا تم نے مرا جوٹھا پیا　　مرے قرب و شان کو ہو کب پہنچ سکتے بھلا

دُردے از پیمانہ من خوردہ اید　　مر شمارا نشہ ام باشد محال

مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَّ لٰکِنْ

مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالِیْ

شک نہیں اس میں کہ ہے عالی تمہارا مرتبہ　　پر مرا تم سب سے بڑھکر ہے ہمیشہ مرتبہ

گرچہ بس عالیست جائے شما　　از مقامِ من بود صف تعال

اَنَا فِیْ حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ

یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ

منزلِ قربِ الٰہی میں ہوں میں یکتا کمال　　ہوں ترقی پر سدا کافی ہے مجھکو ذوالجلال

من یگانہ در جنابِ قربتم　　بر مدارج بردنم بس ذوالجلال

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْهَبُ کُلِّ شَیْخٍ

وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِیْ

باز سب شیخوں پہ ہوں اونچی مری پرواز ہے　　مجھ سی ہے کس پر عطا مجھکو خدا پر ناز ہے

شاہ بازم من ز ہر پیر و جوان　　　کیست آنکہ یافتہ چوں من کمال

كَسَانِيْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ

وَتَوَّجَنِيْ بِتِيْجَانِ الْكَمَالِ

جسپہ گلکاری اولوالعزمی کی وہ خلعت دیا　　　اور کمالیت کا تاج اُس نے ہے سر پر رکھدیا

خلعتم پوشاند حق بانقش عزم　　　ساخت سلطانم بتہیم کمال

وَاَطْلَعَنِيْ عَلٰى سِرٍّ قَدِيْمٍ

وَقَلَّدَنِيْ وَاَعْطَانِيْ سُؤَالِيْ

اور قدیمی راز پر اپنے مجھے محرم کیا　　　ہار پہنایا مجھے عزت کا اور سب کچھ دیا

اطلاعم دادہ بر راز قدیم　　　خواجہ ام بنمودہ باذلِ سوال

وَوَلَّانِيْ عَلَى الْاَقْطَابِ جَمْعًا

فَحُكْمِيْ نَافِذٌ فِيْ كُلِّ حَالِ

مجھکو سب قطبوں پہ اُسنے کر دیا ہے حکمراں　　　ساری خلقت پہ ہی ہر دم حکم اب میرا رواں

والیم بر جملۂ اقطاب ساخت　　　حکم من جاری شدہ در جملہ حال

فَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّيْ فِيْ بِحَارٍ

لَصَارَ الْكُلُّ غَوْرًا فِي الزَّوَالِ

پھینکدوں دریا کے اندر بھید کو اپنے اگر　　　خشک ہو دم میں ہے پانی نہ اُسمیں بوند بھر

پس بدریا راز خود گر افگنم　　　خشک گردد چوں زمیں پامال

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّيْ فِيْ جِبَالٍ

لَدُكَّتْ وَاخْتَفَتْ بَيْنَ الرِّمَالِ

بھید کو اپنے پہاڑوں پر اگر ڈالوں کہیں　　　ریزہ ریزہ ہو کے چھپ جائیں وہ ریتے میں کہیں

راز خود گر افگنم بر کوہسار　　　ریزہ پوشیدہ گردد در رمال

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمَدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِیْ

پھینکدوں گر راز کو اپنے کبھی میں آگ پر ستر کی تاثیر سے ٹھنڈی و ہیں ہو سر بسر
راز خود گر افگنم بر آتشے سرد و خامش میشود از سر حال

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَيِّتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰى تَعَالٰی

پھینکدوں مردہ کے اوپر بھید کو اپنے اگر اٹھ کھڑا ہو قدرت خلاق سے وہ جلد تر
راز خود گر افگنم بر مردہٴ مردہ برخیزد بحکم ذوالجلال

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ
تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ

ہے نہیں ہوتا بسر کوئی مہینہ یا زماں جب تلک مجھسے اجازت لے نہ وہ آکر یہاں
نگذرد زاں ہیچ ماہ و ہیچ سال کو نمی آید مرا بہر مقال

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَیَجْرِیْ
وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِ

جو گذرتا ہے جہاں میں اسپہ دیویں اطلاع سب خبر ہوتی ہی مجھکو چھوڑ دے یکسر نزاع
در حوادث می نمایندم خبر دوستاراں بگذرید از قیل و قال

مُرِیْدِیْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ
وَافْعَلْ مَاتَشَاءُ فَالْاِسْمُ عَالِیْ

چین کر خوش رہ میری طالب تمہیں پرواہ ہی کیا کر جو تیرے جی میں آئے اسم ہے عالی مرا
عاشقانش مست بر گو رمز عشق کوشئے بنما بلند از حسب حال

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ

عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِ

طالبا مت ڈر کہ اللہ ہے میرا پروردگار — جسنے دی ہے مجھکو رفعت اور کیا عالی وقار

غم مخور عاشق کہ حق ربِّ مَن است — پایہ ام داد و رسیدم بر منال

طُبُوْلِیْ فِی السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ دُقَّتْ

وَشَاوُسُ السَّعَادَۃِ قَدْ بَدَالِیْ

آسمان پر اور زمین پر میرے نقارے بجے — اور نقیبان سعادت چلتے ہیں آگے مرے

در دو عالم کوس اقبالم زدند — پایۂ بختم عیاں شد در جنال

بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ

وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ

ملک حق ہے ملک میرا اُسپہ ہے قبضہ مرا — دل سے پہلے وقت میرا صاف حق نے کردیا

زیر فرمانم ہمہ ملک خدا است — وقت من خوش گشتہ پیش از انتقال

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا

کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ

شرق سے غرب تک دیکھا سبھی ملکِ خدا — مجھکو سب معلوم مثل دانہ خردل ہوا

در نگاہِ من ہمہ ملک خدائی — ذرہ باشد بحکم اتصال

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَّہٗ قَدَمٌ وَ اِنِّیْ

عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ

چلتے ہیں سارے ولی بس اپنی اپنی چال پر — ہے قدم میرا فقط بر سنت خیر البشر

ہر ولی را رتبہ دادند و من — پیرو پیغمبرم بدر کمال

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا۔

وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِیْ

پڑھ کے بس علم طریقت ہو گیا قطب زماں ‏ ‏ ‏ ‏ ہے سعادت پر مجھے پہنچایا حق نے بیگماں

علم حق خواندم کہ گشتم قطب وقت ‏ ‏ ‏ ‏ نیک بختی یافتم اندر کمال

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ

عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

ڈر مخالف سے نہ بالکل میرے طالب زینہار ‏ ‏ ‏ ‏ ہوں دلاور اور قوی بیشک بوقت کارزار

عاشقا ہرگز مترس از بدسگال ‏ ‏ ‏ ‏ من دلیرم غازیم اندر قتال

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِیْ

وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

ہوں میں اولادِ حسن اور مری مخدع ہے جا ‏ ‏ ‏ ‏ سارے ولیوں کی ہے گردن پر قدم بیشک مرا

با حسن نسبم و مخدع مقام ‏ ‏ ‏ ‏ پائے من بر گردن مردان حال

اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحْیُ الدِّیْنِ اِسْمِیْ

وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

ہے وطن گیلان سب کہتے ہیں محی الدین مجھے ‏ ‏ ‏ ‏ ہیں پہاڑوں پر مرے اقبال کی جھنڈی گڑے

من محی الدین و من جیلانی ام ‏ ‏ ‏ ‏ کوہ زیر حکم من در امتثال

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ

وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

نام ہے مشہور عبد القادر عالم میں مرا ‏ ‏ ‏ ‏ صاحب عین الکمالی ہے مرا نانا ہوا

نام من مشہور عبد القادر است ‏ ‏ ‏ ‏ جد من شد صاحب ذات کمال

چہل کاف

چہل کاف سے مراد وہ تین اشعار ہیں، جو محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مناجات کے طور پر اپنے پاک اور مطہر قلب سے خطاب کرتے ہوئے مرتب فرمائے تھے

چونکہ یہ اشعار نہایت ہی فصیح، بلیغ، مشکل اور ادق ہیں، عوام الناس اکثر طور پران کو بالکل غلط پڑھتے ہیں، اس لئے مناسب معلوم ہوتاہے، کہ ہر ایک شعر صحیح اعراب، ترکیب صرفی ونحوی، وزن عروضی، حل لغات اور فارسی اردو مشترح ترجمہ کے ساتھ درج کیا جائے،

شرح چہل کاف

یہ ابیات ایک قطعہ کی صورت میں ہیں، جو بحر بسیط سے ہے، جس کے اجزاء مثمن ہیں، اور اس کی اصل مُسْتَفْعِلُنْ فَاعِلُنْ چار بار ہے،

(۱) پہلا شعر

كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيْكَ وَاكِفَةً
كِفْكَافُهَا كَكَمِيْنٍ كَانَ مِنْ كُلَكٍ

وزن عروضی

وزن عروضی اوپر بیان ہوچکا ہے، تقطیع ملاحظہ ہو،

تقطیع

كَفَاكَ رَبْ :— مُفَاعِلُنْ
بُ كَ كَمْ :— فَعِلُنْ
يَكْفِيْ كَ وَا :— مُسْتَفْعِلُنْ
كِفَةً :— فَعِلُنْ

كِفْكَافُهَا :۔ مُسْتَفْعِلُنْ

كَكُفَيْ :۔ فَعِلُنْ

نٍ كَانَ مِنْ :۔ مُسْتَفْعِلُنْ

لُكَكٍ :۔ فَعِلُنْ

ترکیب صرفی ونحوی

كَفَى : باب ضَرَبَ سے فعل ماضی معروف دو مفعول کو چاہتا ہے، كَ :۔ مفعول بہ اول، دوسرا مفعول تعمیم اور اختصار کیواسطے حذف کردیا گیا ہے رَبُّكَ :۔ مرکب اضافی فاعل، كَمْ :۔ خبریہ مفعول مطلق تاکیدی یا مفعول فیہ، فعل اور فاعل اور مفعول ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ یا خبریہ ہوا،

يَكْفِي :۔ باب ضَرَبَ سے فعل مضارع معروف، اس میں ضمیر مُسْتَتِر ہے، جو رَبّ کیطرف پھرتی ہے، وہ اسکا فاعل ۔ كَ :۔ مفعول بہ اوّل، وَاكِفَةً :۔ مفعول بہ دوسرا اور موصوف كِفْكَافُهَا :۔ مرکب اضافی مبتدا، كَ :۔ جار ۔ كُفَيْنٍ :۔ مجرور اور موصوف ۔ كَانَ :۔ تامہ بمعنی حَصَلَ اس کے اندر ضمیر هُوَ مُسْتَتِر وہ اسکا فاعل، مِنْ :۔ جار لُكَكٍ :۔ مجرور، جار مجرور ملکر كَانَ کے متعلق ہوئے، فعل، فاعل اور متعلق ملکر جملہ صفت كُفَيْنٍ کی ہوئی موصوف صفت ملکر جار کا مجرور ہوا، كَكُفَيْنٍ جار مجرور ملکر مبتداء کی خبر بنی، مبتداء خبر جملہ بنکر وَاكِفَةً کی پہلی صفت ہوئی

حلِّ لغات

وَاكِفَةٌ :۔ ناگہانی مصیبت، یا بلائے آسمانی

کَفْکَاف :۔ مصدر ہے، بمعنے روکنا، پھیرنا، یا دفع کرنا، محاورہ عرب میں بولتے ہیں، کَفْکَفَهٗ فَتَکَفْکَفَ یعنی اُس کو روکا، وہ رک گیا،

کَمِیْن :۔ گھات لگانا،

لَکَلَک بڑا بھاری لشکر،

فارسی ترجمہ

کفایت کردہ است ترا پروردگار تو بسیار کفایت و نیز کفایت میکند یا خواہد کرد ترا از مصیبت کہ بازگشتنِ آں، یا باز ایستادنِ آں، از تو مانندِ کمین کردن است کہ باشد از لشکر درہم آمدہ،

اردو ترجمہ

اے میرے دل! تیرا رب پہلے بھی کئی دفعہ تجھے سخت سخت مصائب سے کفایت کرتا رہا ہے، اب بھی تجھے ایسی ایسی مصیبتوں سے کفایت کرے گا، کہ جنکی بازگشت (یعنی واپسی) یا استادگی (یعنی رکے رہنا) بھاری لشکر کے گھات لگانے کی مانند ہے،

یعنی اُن مصائب کا پسپا ہونا اُنکے دوبارہ حملہ کرنے کی آمادگی پر مبنی ہے، جیسے ایک بڑا بھاری لشکر اس خیال سے اپنے مقابل سے منہ موڑکر اپنی پسپائی ظاہر کرے، کہ مقابل کو دھوکہ دے کر غفلت میں ڈالکر شدت کا حملہ کرکے اس کی بیخ کنی کردے، یا اُن مصائب کا رُکنا گویا ایک عظیم الشان لشکر کا اس خیال سے گھات لگانا اور دبکے بیٹھے رہنا ہے، کہ موقع پاتے ہی جھٹ سے نکلکر اپنے مقابل کا استیصال کردے،

(۲) دوسرا شعر

تَكِرُّ كَرًّا كَكَرِّ الكُرِّ فِي كَبَدٍ
تَحْكِي مُشَكْشِكَةً كُلْكُلْكِ لُكَكِ

وزن عروضی

وزن عروضی اوپر ہو چکا ہے، تقطیع یہ ہے،

تقطیع

تَكِرُّ كَرْ :۔ مَفَاعِلُنْ
رًا كَكَرْ :۔ فَاعِلُنْ
رِ الْكُرْرِ فِي :۔ مُسْتَفْعِلُنْ
كَبَدٍ :۔ فَعِلُنْ
تَحْكِي مُشَكْ :۔ مُسْتَفْعِلُنْ
شِكَةً :۔ فَعِلُنْ
كُلْكُلْكِ :۔ مَفَاعِلُنْ
لُكَكِ :۔ فَعِلُنْ

ترکیب صرفی ونحوی

تَكِرُّ :۔ باب ضَرَبَ سے فعل مضارع معروف صیغہ واحد مونث غائب ضمیر ھِیَ اس کے اندر مُسْتَتِر ہے، جو دَاكِفَة کی طرف پھرتی ہے، وہ اس کا فاعل
كَرًّا :۔ مصدر، مفعول مطلق اور موصوف لک :۔ جار، كَرِّ :۔ مجرور

اور مضاف اَلکَرِّ :۔ مضاف الیہ جار مجرور ملکر صفت ہوئی ، فِیْ :۔ جار کَبَدٍ :۔ مجرور ، جار مجرور متعلق تشبیہ کے جو کاف سے مستفاد ہے :۔ فعل فاعل اور مفعول ملکر جملہ فعلیہ دوسری صفت دَاکِفَۃٌ کی ہوئی ، تَحْکِیْ باب ضَرَبَ سے فعل مضارع معروف صیغہ واحد مؤنث غائب ، اس کے اندر ضمیر ھِیَ مُستتر ہے ، جو دَاکِفَۃٌ کی طرف پھرتی ہے ، وہ اسکا فاعل مُشْکِشَکَۃٌ :۔ مفعول بہ لِـ :۔ جار لُکَالِکٍ مجرور اور موصوف ، لَکَالِکٌ :۔ صفت ، فعل فاعل اور مفعول ملکر جملہ فعلیہ تیسری صفت دَاکِفَۃٌ کی ہوئی ،

حَلِّ لُغَات

تَکِرُّ :۔ وہ مصائب بار بار حملہ آور ہوتے ہیں ،

کَرًّا :۔ بار بار حملہ کرنا ،

کَرِّ اَلکَرِّ :۔ مضبوط موٹی رسی کے اجزاء کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ خوب زور سے لپٹنا ،

کَبَد :۔ سختی اور دشواری ،

تَحْکِیْ :۔ وہ مصائب مشابہ ہیں ،

مُشْکِشَکَۃٌ :۔ نیزہ زن مسلح فوج و لشکر

لُکَالِکٌ :۔ خوب موٹا اونٹ

لَکَالِکٌ :۔ گٹھے ہوئے گوشت والا اونٹ

فارسی ترجمہ

حملہ می کند حملہ کردنی مانند پیچیدن رسن سطبر در سختی و مشقت، حکایت میکند

آں مصیبت جماعۃ سلاح پوش را بانیزہ تیز را مانند شترجوان فربہ سخت گوشت،

اردو ترجمہ

وہ مصیبتیں ایسا سخت اور مضبوط حملہ کرتی ہیں، جو اپنی مضبوطی اور یکجان ہونے میں ایک بڑی موٹی رسی کی لڑیوں کی مضبوطی اور اُن کے یکجان ہونے کی مانند ہیں اور وہ مصیبتیں اپنی تیزی، تندی، دلیری اور سختی میں ایک ایسے بھاری مسلح نیزہ زن لشکر کی مانند ہیں، جو اپنی جسارت، طاقت اور یکجان ہونے میں ایک فربہ، جوان اور سخت گوشت اونٹ کی مانند ہیں،

(۳) تیسرا شعر

عَفَاكَ مَا بِي عَفَاكَ الْكَافِ كُرْبَتُهُ
يَا عَوْعَبًا كَانَ يُجْلِي كَوْكَبَ الْفَلَكِ

وزن عروضی

وزن عروضی اوپر بیان ہو چکا ہے، تقطیع یہ ہے،

تقطیع

كَفَاكَ مَا : ـــ مَفَاعِلُنْ
بِيْ كَفَا ـــ فَاعِلُنْ
كَ الْكَافِ كُرْ ـــ مُسْتَفْعِلُنْ
بَتُهُ : ـــ فَعِلُنْ
يَا عَوْعَبًا ـــ مُسْتَفْعِلُنْ

كَانَ يَجْ :۔ فَاعِلُنْ

رِیْ کَوْکَبَ لِ :۔ مُسْتَفْعِلُنْ

فَلَکْ :۔ فَعِلُنْ

ترکیب صرفی ونحوی

کَفَا :۔ باب ضَرَبَ سے ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب ضمیر ھُوَ اس کے اندر مستتر ہے، جو رَبْ کیطرف پھرتی ہے، وہ اسکا فاعل یا اُلکاف اسکا فاعل لَکَ :۔ پہلا مفعول بہ مَا :۔ موصولہ، بِیْ :۔ جار مجرور فعل محذوف کے متعلق ہوکر صلہ ہوا، موصول صلہ ملکر دوسرا مفعول بہ ہوا، فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ، دعائیہ یا خبریہ ہوا،

عَفَا :۔ فعل، لَکَ :۔ پہلا مفعول بہ الکاف :۔ اسم فاعل مخفف الکافی کا وہ اسکا فاعل کُرُبْتَہٗ :۔ مرکب اضافی، دوسرا مفعول بہ، فعل فاعل پہلا اور دوسرا مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ یا خبریہ ہوا،

یَا :۔ حرفِ ندا، کَوْکَبًا :۔ منادیٰ موصوف، کَانَ :۔ فعل ضمیر اسمیں فاعل یَجْلِیْ :۔ باب ضَرَبَ سے مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر، فاعل کَوْکَبَ الْفَلَکْ :۔ مرکب اضافی مفعول بہ، فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر کَوْکَبًا کی صفت ہوئی،

حَلِّ لُغات

اُلْکَافْ :۔ کُرُبت، رنج، تکلیف اور پریشانی سے کفایت کرنے والا اصل میں اَلْکَافِیْ ہے، جو خداوند تعالےٰ کا اسم صفاتی ہے، ضرورت شعری سے اُلْکَافِ پڑھا

گیا ہے،

کَوْکَبْ:- ستارہ

یَحْکِیْ:- مشابہت رکھتا ہے،

اَلْفَلَاکْ:- آسمان

فارسی ترجمہ

کفایت کناد ترا پروردگار تو اے دل من از آنچہ با من است، یعنی در علم من ست، کفایت کناد از رنج و کلفت آں، اے ستارہ کہ حکایت مے کند ستارہ آسمان را

اردو ترجمہ

اے میرے دل جسے میں ستارہ تصور کرتا ہوں، اور جو آسمانی ستارہ کے ہم پلہ ہے، خدائے تعالےٰ نے تجھے ان تمام مصائب سے کفایت[1] کی، جو مجھپر نازل ہوئی تھیں (یا خدائے تعالےٰ ان تمام مصائب سے نجات دے، اور کفایت کرے، جو مجھپر آئندہ نازل ہوں) کفایت کرنیوالے خدا نے تجھے تیرے رنج و تکلیف سے کفایت کی (یا کرے)،

دیوان حضرت غوث اعظم

یہ دیوان فارسی میں ہے، لکھنؤ اور لاہور وغیرہ میں کئی دفعہ چھپ چکا ہے، دیوان کیا ہے، رموز عشق کا دفتر ہے، پڑھتے ہی بے اختیار انسان پر وجدانہ کیفیت طاری ہو جاتی ہے،

حاشیہ ۲۱۹ ص[1] جیسے قرآن مجید میں آتا ہے، یَوْمَ یَدْعُوا الدَّاعِ یہاں اَلدَّاعِ مخفف اَلدَّاعِیْ کا ہے ۱۲ ر منہ رح[2] یعنی نجات دی تھی ۱۲ ر منہ رح

مکتوبات حضرت محبوب سبحانی رح یہ مکاتیب فارسی میں ہیں، مطبع نولکشور میں چھپے ہیں، تصوف اور عرفان کا مخزن ہیں، جواہرات معرفت کی کان ہیں، فی الحقیقت قابل قرأت اور سزاوار تلاوت ہیں۔

علاوہ ازیں اور بھی بہت سی کتب مثلاً کبریت احمر، اسبوع شریف، جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر اور یواقیت الحکم دیوان غوث اعظم وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں اب بطور تبرک آپ کے چند ارشادات، ملفوظات، مقالات اور تشریح اصطلاحات صوفیہ کو اُردو میں درج کیا جاتا ہے۔

اصطلاحاتِ صوفیہ

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اصطلاحات صوفیہ کی تشریح کیا کی ہے، حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے، چنانچہ آپ ہی کی تشریحات درج ذیل کی جاتی ہیں،

محبت آپ سے محبت کی نسبت دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ محبت دل کی تشویش کا نام ہے، جو محبوب کے فراق سے اسے حاصل ہوتی ہے، اس تشویش کے وقت دنیا اس کے سامنے ایسی ہوتی ہے، جیسے انگشتری کا حلقہ یا ماتم کا مجمع محبت ایک نشہ ہے، جس کے لئے ہوش نہیں، ایک قلق ہے، جس کے لئے سکون نہیں، محبت محبوب سے خواہ ظاہر، خواہ باطن ہر حال میں خلوص نیتی کرنے کا نام ہے، محبت بجز محبوب کے سب سے آنکھیں بند کر لینے کو کہتے ہیں، عاشق محبت کے نشہ سے ایسے مست ہوتے ہیں، کہ محبوب کے مشاہدہ کے بغیر ہوش میں نہیں آتے،

وہ ایسے بیمار ہیں، کہ مطلوب کے دیدار کے بغیر تندرست نہیں ہوتے، انہیں اغیار سے حد درجہ کی وحشت ہوتی ہے، بغیر مولا انہیں کسی سے اُنسیت نہیں ہوتی،

توحید آپ سے توحید کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ دل وجان سے صرف خدا کا ہو جانا ماسوائے اللہ سے قطع کرنا توحید ہے،

تجرید تجرید کی بابت آپ سے دریافت کیا گیا، تو فرمایا، کہ تجرید محبوب کو پاکر استقلال کے ساتھ مقام سر کو غور وفکر سے خالی رکھنا، اور تنزل میں اطمینان کے ساتھ مخلوق کو چھوڑ کر نہایت خلوص سے حق کیطرف رجوع کرنا ہے،

معرفت معرفت کے متعلق آپ سے پوچھا گیا، تو فرمایا، کہ معرفت یہ ہے کہ مشیئاتِ الہیہ میں سے ہر شئے کے اشارہ سے جوکہ وہ اُس کی توحید کیطرف کر رہی ہے، خفایائے مکنونات وشواہد حق پر مطلع ہو، اور ہر فانی کی فنا سے علم حقیقت کا ادراک کرے اور اسمیں ہیبت ربوبیت اور تاثیر بقا کو دل کی آنکھ سے معاینہ کرے، ؎

برگِ درختان سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورق دفتریست معرفتِ کردگار

ہمت ہمت کی نسبت آپ سے دریافت کیا گیا، تو فرمایا، کہ ہمت نفس کو حبِ دنیا سے روح کو تعلق آخرت سے، اور اپنے قلب کو مولےٰ کے ارادہ کے ہوتے ہوئے اپنے ارادہ سے دُور رکھنا اور مقام سر کو موجودات کیطرف اشارہ کرنے سے خواہ ایک لمحہ بھر یا آنکھ جھپکنے کے برابر ہو، خالی رکھنا ہے،

حقیقت حقیقت کی بابت دریافت کرنے پر آپنے فرمایا، کہ حقیقت یہ ہے، کہ اس کی ضد اس کے منافی نہ ہو، اور مقابلہ کیوقت اسکا منافی باطل اور فنا ہوجائے،

ذکر آپ سے ذکر کے اعلیٰ درجات کی نسبت دریافت کیا گیا، تو فرمایا، کہ اعلیٰ درجات ذکر یہ ہے، کہ اشارات الٰہیہ سے دِل متاثر ہو، یہی ذکر دائمی ہے جسے نسیان کچھ نقصان نہیں پہنچاتا، اور نہ غفلت اسمیں کچھ کدورت پیدا کر سکتی ہے اس صورت میں سکون، نفس، خطرہ سب ذاکر ہو جاتے ہیں، بہترین ذکر یہ ہے، کہ خطرات الٰہیہ سے جو کہ مقام سر میں وارد ہوتے ہیں، پیدا ہو

شوق شوق کی بابت دریافت کرنے پر آپنے فرمایا، کہ بہترین شوق وہ ہے جو شاہدہ سے پیدا ہو، ملاقات سے سُست نہ پڑ جائے، دیکھنے سے ساکن نہ ہو، قرب سے چلا نہ جائے، محبت سے زائل نہ ہو، بلکہ جوں جوں ملاقات بڑھتی جائے، شوق بھی بڑھتا جائے، شوق کے لئے ضروری ہے، کہ وہ اپنے اسباب یعنی موافقتِ روح متابعتِ ہمت یا حظ نفس سے خالی ہو، اسوقت مشاہدہ دائمی ہوتا ہے، اور مشاہدہ سے مشاہدہ کا شوق ہوا کرتا ہے،

توکل توکل کی نسبت پوچھنے پر آپنے فرمایا، کہ توکل قلب کا غیر کو چھوڑ کر خدا کیطرف مشغول ہونا، اُس کے سبب ظاہر کو بھول جانا، اور اکیلی اُس کی ذات پر بھروسہ کرکے ماسوا سے بے پرواہ ہو جانا ہے، یہی وجہ ہے، کہ متوکل مقامِ فنا سے آگے بڑھ جاتا ہے،

انابت انابت کے متعلق آپنے فرمایا، کہ درجات کو چھوڑ کر مقامات کیطرف رجوع کرکے، اعلیٰ مقامات میں ترقی کرنے، مجالس میں حضرت القدس میں جاکر ٹھیرنے اور اس مشاہدہ کے بعد کل کو چھوڑ کر حق کی طرف رجوع کرنے کا نام انابت ہے،

توبہ توبہ کے متعلق آپنے فرمایا، کہ توبہ یہ ہے، کہ خدائے تعالےٰ اپنی قدیم عنایت و توجہ اپنے بندہ پر مبذول فرما کر اسکے دل پر اس کا اشارہ کرے، اور اپنی

شفقت و محبت کے ساتھ خاص کرے، اور اُسے اپنی طرف کھینچ لے، اسوقت بندہ کا دل اپنے مولا کیطرف کھچ جاتا ہے، اور روح، قلب اور عقل اس کے تابع ہوجاتی ہے، پھر وجود میں امرالٰہی کے سوا اور کچھ نہیں رہتا، یہی صحت توبہ کی دلیل ہے،

دنیا دنیا کے متعلق آپنے فرمایا، کہ جو شئے انسان کو خدا سے باز رکھے، وہ دنیا ہے،

تصوف تصوف کے متعلق آپنے فرمایا، کہ قالب کی تمام کدورتوں سے قلب کو صاف کرنیکا نام تصوف ہے،

تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے،

(۱) سخاوت ابراہیم علیہ السلام (۲) رضائے اسحق علیہ السلام
(۳) صبر ایوب علیہ السلام (۴) اشارت[1] زکریا علیہ السلام
(۵) تجرد و تضرع یحیٰی علیہ السلام (۶) صوف موسیٰ علیہ السلام (۷) سیاحت عیسیٰ علیہ السلام (۸) اور فقر سیدنا ذبیحنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم،

تعزز آپنے فرمایا، کہ تعزز یہ ہے، کہ عزت اللہ تعالیٰ کیلئے حاصل کیجائے اور اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں صرف کیجائے، اس سے نفس ذلیل ہوتا ہے اور ارادت الی اللہ بڑھتی ہے،

تکبر آپنے فرمایا، کہ تکبر یہ ہے، کہ عزت اپنے نفس کیلئے حاصل کیجائے، اور اپنی خواہشات میں صرف کیجائے، کبر کے دو قسم ہیں، ایک طبعی اور دوسرا کسبی، کبر طبعی کبر کسبی سے کم درجہ کا ہوتا ہے،

شکر شکر کے متعلق آپنے فرمایا، کہ شکر کی حقیقت یہ ہے، کہ نہایت عجز و

[1] یعنی مناجات و ندائے خفی ۱۲ منہ رح

انکسار کے ساتھ منعم کی نعمت کا اعتراف کیا جائے، اور ادائے شکر کی عاجزی کو مدّنظر رکھکر منّت احسان کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس کی عزت وحرمت باقی رکھی جائے،
شکر کی بہت سی قسمیں ہیں، ایک تو زبان کا شکر ہے، وہ یہ کہ زبان سے نعمت کا اعتراف کرے، ایک شکر بالارکان ہے، وہ یہ کہ خدمت و وقار سے موصوف رہے، ایک شکر بالقلب ہے، وہ یہ کہ بساط شہود پر معتکف ہوکر حرمت وعزت کا نگہبان رہے، پھر اس مشاہدہ کے بعد نعمت کو دیکھکر منعم کے دیدار کیطرف ترقی کرے،

شاکر وہ ہے، کہ موجود پر شکر کرے، اور **شکور** وہ ہے، کہ مفقود پر شکر گذاری کرے، اور حامد وہ ہے جو منع کو عطا اور ضرر کو نفع مشاہدہ کرے، ان دونوں وصفوں کو ساوی جانے، اور حمد وہ ہے، کہ حمد کرنیوالا چشم معرفت کے ساتھ بساط قرب پر مستفید ہو،

صبر آپنے فرمایا، کہ خدائے تعالیٰ کے قضاء وقدر سے جو واقع ہو، اس پر ثابت قدم رہنے کا نام صبر ہے،
صبر کی کئی قسمیں ہیں،
ایک **صبر اللہ** ہے، وہ یہ کہ اُس کے اوامر کو بجالاتا اور اُس کے نواہی سے بچتا رہے، ایک **صبر مع اللہ** ہے، وہ یہ کہ قضائے الٰہی پر راضی اور ثابت قدم رہے اور مطلقًا ذرا بھی چون وچرا نہ کرے، فقر سے بالکل نہ گھبرائے، اور بغیر کسی قسم کی ترش روئی کے اظہار غنا کرتا رہے، ایک **صبر علی اللہ** ہے وہ یہ کہ ہر ایک امر میں وعدہ وعید الٰہی کو مدنظر رکھکر ہر وقت اسپر ثابت قدم رہے،

حُسنِ خلق حسن خلق کے متعلق دریافت کرنے پر آپنے فرمایا، کہ حُسن خلق یہ ہے، کہ تم پر لوگوں کے جور وجفا کا اثر نہ ہو، اور لوگوں کو جو

حکمت اور ایمان دیا گیا ہے اس لحاظ سے انکو بڑا سمجھے، یہ بندہ کے افضل مناقب میں سے ہے، اور اسی سے انسانی جوہر ظاہر ہوتے ہیں،

صدق صدق کے متعلق آپنے فرمایا، کہ افعال و اقوال میں صدق یہ ہے، کہ رویت الٰہی کو مدنظر رکھکر انکو وقوع میں لائے، اور صدق احوال میں یہ ہے، کہ ہر ایک حال خواطر الٰہیہ سے گذرے،

فنا فنا کے متعلق آپنے فرمایا، کہ اگر باطن میں حق تعالیٰ کی ہستی کا ایسا غلبہ ہو جائے کہ سالک کو خدائیتعالےٰ کے سوا کسی چیز کا شعور تک باقی نہ رہے، تو اُسے فنا کہتے ہیں

بقا آپنے فرمایا، بقا اُسی بقا سے حاصل ہوتی ہے، جسکے ساتھ فنا اور انقطاع نہ ہو اہل بقا کی یہ علامت ہے، کہ اُنکے اِس وصف بقا میں کوئی فانی شے اُنکے ساتھ نہ رہ سکے، کیونکہ وہ دونوں آپس میں ضد ہیں،

وفا آپنے فرمایا، کہ حقوق الٰہی کی رعایت اور قولاً و فعلاً اُس کے حدود کی محافظ اور ظاہراً و باطناً اُس کی رضامندیوں کیطرف رجوع کرنے کا نام وفا ہے،

رضا آپنے فرمایا، کہ جب آدمی خدائے تعالےٰ کے قضا و قدر کو اِس طرح برداشت کرے، کہ گویا اس پر سچے دل سے راضی رہے، اور ہر حالت میں اسکا قلب مطمئن رہے، تو یہ رضا ہے،

حجاب حجاب کے متعلق آپنے فرمایا، کہ حجاب ان کونیہ صورتوں کے دل میں واقع ہو جانیکو کہتے ہیں، جو حق تعالےٰ کے قرب کو روکنے والی ہیں،

وصل وصل کے متعلق آپنے فرمایا، کہ حق تعالےٰ کے شہود میں پہنچکر اپنے وجود کو فراموش کر دینے کا نام وصل ہے،

نیز وجد شراب محبت الٰہی ہے، جو مولا اپنے بندہ کو پلاتا ہے، جب بندہ یہ شراب

پی لیتا ہے، تو اس کا وجود سُبک اور ہلکا ہوجاتا ہے، اور جب اس کا وجود ہلکا ہوجاتا ہے، تو اس کا قلب محبت کے بازوؤں پر پرواز کرکے مقام حضرت القدس میں پہنچکر دریائے ہیبت میں گر جاتا ہے، اسی لئے واجد گر جاتا ہے، اور اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے،

خوف آپنے فرمایا، کہ خوف کے کئی اقسام ہیں، **گنہگاروں کا خوف** عذاب کے سبب سے ہوتا ہے، **عابدین کا خوف** عبادت کا ثواب نہ ملنے یا کم ملنے کے سبب سے ہوتا ہے، **عاشقان الٰہی کا خوف** لقائے الٰہی فوت ہوجانے کے سبب سے ہوتا ہے، اور **عارفین کا خوف** عظمت وہیبت الٰہی کے سبب سے ہوتا ہے، یہی اعلیٰ درجہ کا خوف ہے کیونکہ زائل نہیں ہوتا، بلکہ ہمیشہ رہتا ہے،

خوف کی تمام قسمیں رحمت ولطف الٰہی کے مقابلہ میں ساکن ہوجاتی ہیں،

رجا آپنے فرمایا ہے، کہ اولیاء اللہ کے حق میں رجا یہ ہے، کہ خداوند تعالےٰ کے ساتھ حسن ظن ہو، مگر نہ طمع رحمت کیوجہ سے، اور نہ ہی کسی ضرر یا نفع کی امید پر[1]،

اور حسن ظن اپنی ہمتوں کو عنایات وتوجہات الٰہیہ پر چھوڑ کر اپنے قلب کو بلا کسی طمع وغرض کے خدائے تعالےٰ کیطرف متوجہ کرنا ہے،

دعا کسی نے آپ سے دعا کے متعلق سوال کیا، تو آپنے فرمایا، کہ دعا کے تین درجے ہیں،

اول **تعریض** دوم **تصریح** اور سوم **ارشارہ**،

تعریض سے مراد دعا بہ کنایہ کرنا اور امر ظاہر کو ذکر کرکے امر مخفی طلب کرنا ہے،

---

[1] یعنی امید رحمت ۱۲ رمنہ رح

تصریح یہ ہے، کہ اسکا تلفظ ہو، اور اشارہ وہ ہے، جو قول میں مخفی ہو،

حیا آپنے فرمایا، کہ حیا یہ ہے، کہ اللہ تعالےٰ کے حق میں وہ بات نہ کہے، جسکا کہ وہ اہل نہ ہو، محارم الٰہیہ کو نہ ترک کرے، چاہیئے کہ تمام گناہوں کو صرف حیا کیوجہ سے چھوڑے، نہ کہ خوف کیوجہ سے، اُس کی اطاعت وعبادت کرتا رہے اور جانتے رہے، کہ خدائے تعالےٰ اس کی ہر بات پر مطلع ہے، اس لئے اُس سے شرماتا ہے،

قلب اور ہیبت کے درمیان سے جب حجاب اُٹھ جاتا ہے تو حیا پیدا ہوتی ہے

سُکر[1] آپ نے فرمایا، کہ ذکر محبوب کے وقت دل میں جوش پیدا ہونے کا نام سُکر ہے،

فقیر لفظ فقیر کے معنے آپ سے دریافت کئے گئے، تو آپ نے فرمایا، کہ اسمیں چار حرف ہیں، (ف ق ی ر) پھر آپنے اس کے معنے بیان کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے، ؎

فَاءُ الْفَقِيْرِ فَنَائُہٗ فِیْ ذَاتِہٖ
وَفَرَاغُہٗ مِنْ نَعْتِہٖ وَصِفَاتِہٖ

فائے فقیر سے فنا فی اللہ ہو کر اپنی ذات وصفات سے فارغ ہو جانا،

وَالْقَافُ قُوَّۃُ قَلْبِہٖ بِحَبِيْبِہٖ
وَقِيَامُہٗ لِلّٰہِ فِیْ مَرْضَاتِہٖ

اور قاف فقیر سے یاد الٰہی کے ساتھ اپنے قلب کو قوت دینا اور ہمیشہ مولا کی رضامندی پر قائم رہنا،

وَالْيَاءُ يَرْجُوْ رَبَّہٗ وَيَخَافُہٗ ۔۔۔ وَيَقُوْمُ بِالتَّقْوٰی بِحَقِّ تُقَاتِہٖ

---

[1] مستی عشق الٰہی ۱۲ از مندرجہ

اور ی سے مراد (یَرْجُوْ) یعنی رحمت الٰہی کا امیدوار ہے۔ اور (یَخَافُہٗ) یعنی اُس سے ڈرتا ہے۔ اور (یَقُوْمُ بِالتَّقْوٰی) یعنی پرہیزگاری اختیار کرے، اور جیساکہ اس کا حق ہے پورا ادا کرے،

وَالرَّاءُ رِقَّۃُ قَلْبِہٖ وَصَفَائُہٗ

وَرُجُوْعُہٗ لِلّٰہِ عَنْ شَہْوَاتِہٖ

اور (ر) سے رقّتِ قلب اُسکی صفائی اور اپنی خواہشوں سے منہ موڑ کر رجوع الی اللہ مراد ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا، کہ فقیر کو مندرجہ ذیل صفات سے موصوف ہونا چاہیے اُسے چاہیے، کہ ہمیشہ ذکر و فکر میں رہے، کسی سے جھگڑے تو ایک عمدہ طریق سے اور پھر جب حق معلوم ہو جائے، تو فوراً حق کیطرف رجوع کرے، جھگڑا چھوڑ دے، راستبازی اپنا شیوہ رکھے، اپنا سینہ سب سے وسیع رکھے، اور اپنے نفس کو سب سے زیادہ ذلیل جانے، ہنسے تو آواز سے نہیں، بلکہ صرف مسکرا کر، جو بات نہ معلوم ہو اُسے دریافت کرے، غافل کو نصیحت کرے، اور جاہل کو علم سکھلائے، کسی سے ایذا پہنچے، تو اُسے ایذا نہ پہنچائے، لایعنی اور فضول باتوں سے اجتناب کرے، محرمات سے بچے، مشتبہات میں توقف کرے، غریب کا معین اور یتیم کا مددگار رہے، اپنے فقر میں خوشنود رہے افشائے راز نہ کرے، کسی کی پردہ دری کرکے اُس کی ہتک نہ کرے، ذی اخلاق، حلیم، قانع، صابر اور شاکر ہو، کسی کے ساتھ بغض نہ رکھے، بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت کرے، امانت کو محفوظ رکھے، اس میں خیانت نہ کرے کسی کو برا نہ کہے، غیبت سے بچے، کم سخن ہو، نمازیں زیادہ پڑھے، روزے بہت رکھے، غربا کو اپنی مجلس میں جگہ دے، مساکین کو کھانا کھلائے، ہمسایوں کو راحت پہنچائے،

زہد دنیا کی فانی چیزوں سے دل کا سرد ہو جانا زہد ہے،

ورع آپنے فرمایا، ورع سے اس بات کی طرف اشارہ ہے، کہ بندہ تمام اشیا سے رُکا رہے، شریعت جس شے کی اُسے اجازت دے، اُسے اختیار کرے، باقی سب کو چھوڑ دے،

ورع کے تین درجے ہیں،

اول **ورع عوام** ہے، وہ یہ کہ حرام اور مشتبہ اشیا سے رُکا رہے

دوم **ورع خواص** ہے، وہ یہ کہ نفس و خواہش کی کل چیزوں سے رُکا رہے

سوم **ورع خواص الخواص** ہے، وہ یہ کہ بندہ ہر ایک چیز سے جسکا کہ وہ ارادہ کر سکتا ہے، رُکا رہے،

ورع کی دو قسمیں اور بھی ہیں،

ورع ظاہری، وہ یہ کہ بجز امر الٰہی کے حرکت نہ کرے،

ورع باطنی وہ یہ کہ قلب پر ماسوائے اللہ کے اور کسی کا گذر نہ ہو،

ورع میں اُسوقت تک انسان کامل نہیں ہو سکتا، جبتک کہ دس صفات اپنے نفس پر لازم نہ کرے،

اوّل زبان کو قابو میں رکھے،

دوم غیبت سے بچے،

سوم کسی کو حقیر جانکر اُس کی ہنسی نہ اُڑائے،

چہارم محارم پر نظر نہ ڈالے،

پنجم راستی و راستبازی کو اختیار کرے،

ششم انعامات و احسانات الٰہی کا اعتراف کرتا رہے،

ہفتم اپنا مال و متاع راہ حق صرف کرے

ہشتم کبر و غرور سے بچے،

نہم نماز پنجگانہ کی محافظت کرے،

دہم سنت نبوی اور اجماع مسلمین پر قائم رہے،

مسامرۃ آپنے فرمایا، کہ مشاہدہ جمال میں جو پُر لطف باتیں ہوتی ہیں، اُسیکو مسامرۃ کہتے ہیں،

محو و اثبات خودی کو مٹانا اور خدا کو قائم رکھنا یہی خلاصہ محو و اثبات ہے،

علم الیقین آپنے فرمایا، کہ علم الیقین اُس یقین کو کہتے ہیں، جو غور و فکر اور استدلال سے حاصل ہو،

عین الیقین جو بذریعہ کشف اور بخشش و عطا کے حاصل ہو،

حق الیقین مشاہدہ جمال حقیقی میں جب کوئی شے حائل نہ ہو، یہاں تک کہ آدمی کو اپنے تن بدن کی بھی خبر نہ ہو، تو اسی کو وصال اور اُسی کو حق الیقین کہتے ہیں،

تفرقہ جو قول و فعل غیر ذات باریتعالےٰ سے متعلق ہو، اس کو تفرقہ کہتے ہیں،

جمع جس قول و فعل کا تعلق ذات باری تعالیٰ سے ہو، وہ جمع ہے،

وجد بندہ کے کسی عمل مثلاً تلاوت وغیرہ سے اس کے قلب پر مسرت و شادمانی یا رنج و ملال کی کیفیت کا طاری ہونا، جس سے بندہ کی حالت متغیر ہو جاتی ہے، اس کا نزول اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہوتا ہے،

تواجد ذکر و شغل اور تفکر و مراقبہ کے ذریعہ سے وجد حاصل کرنا،

مراقبہ سب طرف سے کنارہ کش ہو کر خالق میں مگن ہونے کو مراقبہ کہتے ہیں،

رویا خواب میں جو کچھ دکھائی دے، وہ رویا ہے،

محاضرہ ارباب تلوین کی حضوری کو محاضرہ کہتے ہیں۔

مشاہدہ اہل تمکین کی حاضری کو مشاہدہ کہتے ہیں،

مکاشفہ تلوین و تمکین کے درمیان کی حضوری کو مکاشفہ کہتے ہیں،

تلوین قلب کی حالت بدلتے رہنے کو کہتے ہیں، جب قلب پردوں کے باہر ہو کر صفات کیطرف جاتا ہے، تو چونکہ صفات گوناگوں ہیں، اس لئے قلب کی حالت بھی دگرگوں ہوتی رہتی ہے، اس لئے اہل قلوب کبھی بیقرار و مضطرب ہوتے ہیں، کبھی اُن پر خوف کا غلبہ ہوتا ہے، کبھی اُن کی چشموں سے سیل اشک جاری ہوتے ہیں، اور کبھی وہ خوش اور شادمان ہوتے ہیں،

تمکین تمکین سے مراد تجلیٔ صفات سے گذر کر تجلیٔ ذات کے مشاہدہ تک پہنچنا ہے، اس میں حالت نہیں بدلتی، کیونکہ صفات کی طرح ذات میں تغیر نہیں ہوتا،

ذوق، شرب، ری ذوق سے مراد **ایمان**، شرب سے مراد **علم** اور ری سے مراد **حال** ہے، ایمان لانے سے انسان صرف معرفت کا مزہ چکھتا ہے، علم حاصل ہونے سے معرفت کا ایک حصہ ملتا ہے، اور حال کے حاصل ہونے سے پوری معرفت حاصل ہوتی ہے،

شہود جب مراقبہ کے ذریعہ سے بندہ خدا کے حضور میں حاضر رہتا ہے، تو اسکو ایک قسم کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے، اسکو شہود کہتے ہیں،

غیبت جب بندہ مراقبہ و مشاہدہ کی حالت سے باہر نکل جاتا ہے، تو اس

حالت کو غیبت کہتے ہیں،

آپکی ادعیہ

آپ کے صاحبزادہ حضرت عبدالرزاق بیان کرتے ہیں، کہ میرے والد ماجد نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اپنی مجالس میں مندرجہ ذیل ادعیہ پڑھا کرتے تھے،

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِوَصْلِكَ مِنْ صَدِّكَ وَبِقُرْبِكَ مِنْ طَرْدِكَ وَبِقَبُوْلِكَ مِنْ رَدِّكَ وَاجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ طَاعَتِكَ وَوُدِّكَ وَاَهِلْنَا لِشُكْرِكَ وَحَمْدِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

اے مولا! ہم تیرے وصال کے بعد روک دیئے جانے، تیرے مقرب بنکر نکالدیئے جانے اور تیرے مقبول ہونے کے بعد مردود ہونے سے پناہ مانگتے ہیں، اے اللہ تو ہمیں اپنی اطاعت وعبادت کرنے والوں میں سے کر دے، اور ہمیں توفیق دے، کہ تیرا شکر اور تیری حمد کرتے رہیں،

بعض مجالس میں آپ یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يَّصْلُحُ لِلْعَرْضِ عَلَيْكَ وَاِيْقَانًا نَقِفُ بِهٖ فِي الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيْكَ وَعِصْمَةً تُنْقِذُنَا بِهَا مِنْ وَرَطَاتِ الذُّنُوْبِ وَرَحْمَةً تُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ دَنَسِ

لے اللہ ہم تجھ سے ایسے ایمان کے طلبگار ہیں، جو تیری درگاہ میں پیش کرنے کے قابل ہو، اور ایسا یقین چاہتے ہیں، کہ اس کے ذریعہ ہم قیامت کے دن تیرے سامنے بلا خوف کھڑے ہو سکیں ایسی عصمت کے خواہشمند ہیں، کہ جسکے ذریعہ سے تو ہمیں گرداب معاصی سے نکال

العُيُوبِ وَعِلْمًا نَفْقَهُ بِهِ
اَوَامِرَكَ وَنَوَاهِيكَ وَفَهْمًا
نَعْلَمُ بِهِ كَيْفَ نُنَاجِيكَ
وَاجْعَلْنَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
مِنْ اَهْلِ وِلَايَتِكَ وَامْلَاْ
قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ وَاكْحَلْ
عُيُوْنَ عُقُوْلِنَا بِاِثْمِدِ هِدَايَتِكَ
وَاحْرُسْ اَقْدَامَ اَفْكَارِنَا مِنْ
مَزَالِقِ مَوَاطِئِ الشُّبُهَاتِ وَامْنَعْ
طُيُوْرَ نُفُوْسِنَا مِنَ الْوُقُوْعِ
فِي شَبَاكِ مُوبِقَاتِ الشَّهَوَاتِ
وَاَعِنَّا فِي اِقَامَةِ الصَّلٰوَاتِ
عَلٰى تَرْكِ الشَّهَوَاتِ وَامْحُ
سُطُوْرَ سَيِّاٰتِنَا مِنْ جَرَائِدِ
اَعْمَالِنَا بِاَيْدِي الْحَسَنَاتِ
كُنْ لَنَا حَيْثُ يَنْقَطِعُ الرَّجَاءُ
مِنَّا اِذَا اَعْرَضَ اَهْلُ الْجُوْدِ
بِوُجُوْهِهِمْ عَنَّا حِيْنَ نَحْصُلُ
فِي ظُلَمِ اللُّحُوْدِ اَهَائِنُ اَفْعَالِنَا
اِلٰى يَوْمِ الْمَشْهُوْدِ وَاَجْرُ عَبْدَكَ
الضَّعِيْفَ عَلٰى مَا اَلِفَ وَاَعْطِهِ

دے، اور ایسی رحمت کے خواہاں ہیں جس
کے ذریعہ سے تو ہمیں عیوب کی گندگی سے
پاک وصاف کر دے، اور ایسا علم چاہتے
ہیں، کہ جس سے تیرے اوامر ونواہی کو سمجھ
سکیں، اے آقا! ہمیں ایسا فہم عطا کر، جس
سے ہم تیری درگاہ میں دعا کرنا سیکھیں لے
اللہ تو ہمیں دنیا وآخرت میں اہل اللہ سے
بنا، ہمارے دلوں کو نور معرفت سے پُر
کر دے، اور ہماری آنکھوں کو اپنی ہدایت
کے سرمہ سے سرگین بنا دے، اور ہمارے
افکار کے قدم شبہات کے موقعوں پر پھسلنے
سے اور ہماری نفسانیت کے پرندوں کو خواہشات
کے آشیانوں میں جانے سے روک لے ہماری
شہوات سے ہمیں نکال کر نمازیں پڑھنے روزے
رکھنے میں ہماری مدد کر، ہمارے گناہوں
کے نقوش کو ہمارے اعمالنامہ سے نیکیوں
کے ساتھ مٹا دے، اے اللہ جبکہ ہمارے
افعال مرہونہ ظلم کی قبروں میں مدفون ہونے
کے قریب ہوں، اور تمام اہل جود وسخا ہم
سے منہ موڑنے لگیں، اور ہماری امیدیں
اُن سے منقطع ہوجائیں، تو اس وقت تو

مِنَ الزَّلَلِ وَ ذَلِقَهٗ وَالحَاضِرِيْنَ | ہمارا قیامت میں والی و مددگار بن، اور سپنے
بِصَالِحِهٖ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَاَجْرِهٖ | ناچیز بندہ کو جو کچھ کہ وہ کر رہا ہے، اس
عَلٰى لِسَانِهٖ مَا يَنْفَعُ بِهِ السَّامِعُ | کا اجر دے، اور لغزشوں سے اُسے محفوظ
وَتَذْرِفُ الْمَدَامِعُ وَ يُلِيْنُ | رکھ، اُسے اور کل حاضرین کو نیک بات
الْقَلْبَ الْخَاشِعَ وَاغْفِرْلَهٗ | اور نیک کام کی توفیق دے، اور اُس کی
وَلِلْحَاضِرِيْنَ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ | زبان سے وہ بات نکلوا جس سے سامعین

کو نفع ہو، اور جس کے سننے سے آنسو بہنے لگیں، اور سخت سے سخت دل بھی نرم ہوجائیں، خداوندا اُسے اور تمام حاضرین اور کل مسلمانوں کو بخشدے، (آمین)

آپکا طریقہ

سلوک میں حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ بلحاظ شدت لزوم بینظیر تھا، مشائخ زمانہ میں سے کسی کو طاقت نہ تھی، کہ ریاضت میں آپ کی برابری کرے شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی کا بیان ہے، کہ شیخ ابو الحسن علی بن الہیتی رح سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ دریافت کیا گیا، تو آپ نے ذیل کے الفاظ میں بیان فرمایا،

كَانَ طَرِيْقُهُ التَّفْوِيْضَ وَالْمُوَافَقَةَ مَعَ التَّبَرِّيْ مِنَ الْحَوْلِ وَالْقُوَّةِ وَ تَجْرِيْدِ التَّوْحِيْدِ وَتَوْحِيْدِ التَّفْرِيْدِ مَعَ الْحُضُوْرِ فِيْ مَوْقِفِ الْعُبُوْدِيَّةِ بِسِرٍّ قَائِمٍ فِيْ مَقَامِ الْعُبُوْدِيَّةِ لَا بِشَيْئٍ وَلَا لِشَيْئٍ وَكَانَتْ عُبُوْدِيَّتُهٗ صَحِيْحَةً مُسْتَمِدَّةً مِنْ لَحْظِ كَمَالِ الرُّبُوْبِيَّةِ فَهُوَ عَبْدٌ سَمَا عَنْ مُصَاحَبَةِ التَّفْرِقَةِ اِلٰى

مُطَالَعَۃُ الْجَمْعِ مَعَ لُزُوْمِ اَحْکَامِ الشَّرْعِیَّۃِ

یہ مغلق اور معنی خیز عبارت جو قسم قسم اگوناگوں اور متعدد حقائق و معارف اور حکم و دقائق پر مشتمل ہے، میرے فہم قاصر و ذہن فاتر سے کہیں بالا تر ہے، اس کو صحیح طور پر وہی سمجھ سکتا ہے، جس نے یہ تمام مقامات طے کئے ہوں، تاہم بحکم مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ اس کا معنے اپنی ذہن میں جو کچھ آتا ہے، اس کی اجمالی طور پر تشریح کئے دیتا ہوں،

حضرت علی بن الہیتی؁ فرماتے ہیں، کہ آپ کا طریقہ محل عبودیت میں حضور اور مقام عبودیت میں مضبوط اور قائم رازکے ساتھ بلا کسی واسطہ اور بغیر کسی غرض کے اپنی تمام مرادات کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرنا[1]، قضا و قدر پر راضی رہنا، اپنی قوت و طاقت پر مطلقاً بھروسا نہ کرنا[2]، توحید کو ایسا خالص مجرد کرنا، کہ اسمیں کسی قسم کی ملاوٹ نہ رہے اور تفرید کو اعلیٰ اور کمال درجہ تک پہنچانا تھا، آپ کی عبودیت کمال ربوبیت سے مؤید تھی، آپ مصاحبت تفرقہ سے نکلکر مع لزوم احکام شریعت مطالعہ جمع میں پہنچ گئے تھے،

حضرت شیخ عدی بن مسافر؁ سے آپکے طریقہ کے متعلق پوچھا گیا، تو آپنے فرمایا[3]، کہ

اَلذُّبُوْلُ تَحْتَ مَجَارِیْ الْاَقْدَارِ	یعنی آپ کا طریقہ ہر مقام پر فروتنی
بِمُوَافَقَۃِ الْقَلْبِ وَالرُّوْحِ	اور آپ کا قلب اور روح آپ کا
وَاِتِّحَادِ الْبَاطِنِ وَالظَّاھِرِ	ظاہر اور باطن ایک تھا، آپ صفات
وَانْسِلَاخُہٗ مِنْ صِفَاتِ	نفس، نفع، ضرر، قرب اور بعد

حاشیہ ۲۲۵ دیکھو بہجۃ الاسرار ص۴۳ ۱۲ منہ ح [1] جو اللہ تعالےٰ کے اس قول علی سبیل الحکایۃ کا منطوق ہے، وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ ۱۲ منہ ح [2] جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پر عامل ہونے کی تاکید فرمائی ہے ۱۲ [3] بہجہ ص۴۴ ۱۲ منہ ح

النَّفْسِ مَعَ الْغَيْبِ عَنْ دُنْيَةِ — سے نکلکر مقام غیبت میں جا پہنچے
النَّفْعِ وَالضَّيْرِ وَالْقُرْبِ وَالْبُعْدِ — ہوئے تھے ،

خلیل بن احمد صرصری بیان کرتے ہیں ، کہ میں نے شیخ بقا ابن بطوؒ سے سنا ، انہوں نے آپ کا طریقہ ان الفاظ میں بیان[1] کیا ،

بِاتِّحَادِ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ وَاتِّحَادُ — قول و فعل کا اور نفس و قلب کا
النَّفْسِ وَالْقَلْبِ وَمُعَانَقَةُ — متحد رہنا ، اخلاص و تسلیم اختیار
الْاِخْلَاصِ وَالتَّسْلِيْمِ وَتَحْكِيْمُ — کرنا ، کتاب اللہ و سنت رسول اللہ
الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فِي كُلِّ خَطْرَةٍ — صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت ، ہر لحظہ
وَلَحْظَةٍ وَنَفَسٍ وَوَارِدٍ وَ — ہر آن اور ہر حال میں موافق رہنا اور
حَالٍ وَالثُّبُوْتُ مَعَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ — تعرب الی اللہ پر قائم رہنا آپکا طریقہ تھا

شیخ ابو سعید قیلوی نے بیان[2] کیا ہے ، کہ

قُوَّةُ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ رَضِيَ اللّٰهُ — حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ
تَعَالٰى عَنْهُ مَعَ اللّٰهِ فِي اللّٰهِ وَ — علیہ کا مقام مع اللہ فی اللہ اور باللہ
بِاللّٰهِ ضَعُفَتْ عِنْدَهَا قُوَّةُ الصَّنَا — تھا ، جس کے سامنے بڑی بڑی قوتیں
دِيْدِ وَلَقَدْ سَبَقَ كَثِيْرًا مِّنَ — ہیچ تھیں ، آپ بہت سے متقدمین پر
الْمُتَقَدِّمِيْنَ بِتَمَسُّكِهِ بِعُرْوَةٍ — سے سبقت لیکر ایسے مقام پر پہنچے
مِّنْ طَرِيْقَتِهٖ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَ — تھے ، کہ جہاں تنزل ممکن نہیں خدا
لَقَدْ رَفَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى مَقَامٍ — تعالیٰ نے آپ کی تدقیق فی الحقیقت
عَزِيْزٍ بِتَدْقِيْقِهٖ فِي الْحَقِيْقَةِ — کیوجہ سے آپکو ایک بہت بڑے
زبردست مقام پر پہنچایا تھا ،

---

[1] و [2] دیکھو بہجہ صفحہ ۸۴ و ۸۵ ۱۲ رمنہ رح

فقیہہ صالح ابو محمد حسن کا بیان[1] ہے، کہ میں نے شیخ علی قرشی رح کو ایک شخص سے کہتے ہوئے سُنا، کہ اگر تم حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے، تو گویا تم ایسے شخص کو دیکھتے، کہ جس نے اپنے مولا کی راہ میں اپنی ساری قوت شادی، اہل طریقت کو قوی کر دیا، آپ کا مشرب وصفًا، حکمًا وحالًا توحید تھا، آپ کی تحقیق ظاہرًا وباطنًا شریعت تھی، فراغت قلبی، ہستی فانی ومشاہدہ الہٰی آپ کا وصف تھا۔ آپ ایسے مقام پر تھے، جہاں شک وشبہہ پاس تک نہیں پھٹک سکتا تھا نہ آپ کے مقام سر میں اغیار کو جھگڑنے کا موقع مل سکتا تھا، اور نہ آپ کے قلب میں کسی قسم کی پریشانی ممکن تھی،

شیخ الاسلام علامہ شہاب الدین احمد بن حجر الشافعی العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ہمیں اخبار صحیحہ سے معلوم ہوا ہے، کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ ایک اعلیٰ درجہ کے فقیہہ، عابد اور زاہد تھے، لوگوں کو زہد وعبادت اور توبہ واستغفار کی ترغیب دیا کرتے تھے، معاصی گناہ اور عذاب الہٰی سے اُنکو ڈرایا کرتے تھے، اسقدر اللہ کی مخلوق نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی، کہ جس کی تعداد احاطہ شمار سے خارج ہے،

آپ جمیل الصفات، شریف الاخلاق، کامل الادب والمروت وافر العلم والعقل، کریم النفس متواضع تھے، تقویٰ، زہد، دینداری اور روحانیت میں حد درجہ ترقی کر گئے ہوئے تھے

مقامات صوفیاء

صوفیاء کیلئے جو مقامات ہیں، وہ دس ہیں، اُنہیں مقامات[2] عشرہ بھی کہتے ہیں، وہ

---

[1] دیکھو بہجۃ ص ۲۲۸ وص ۱۲۹ منہ [2] اولہا التوبۃ ثم الانابۃ ثم الزہد ثم الریاضت ثم الورع ۲

یہ ہیں،

(۱) توبہ (۲) انابت (رجوع الی الحق) (۳) زہد (۴) ریاضت (۵) ورع (۶) قناعت

(۷) توکل (۸) تسلیم (۹) صبر (۱۰) رضا،

آپکی تعلیمات و ارشادات

تعلیم التوحید بلاشک وشبہ یقیناً تمام جہان کا بنانے والا قدیم، ازلی اور ابدی ہے، نہ اسکو کبھی زوال ہوا اور نہ ہوگا، وہ واجب الوجود ہے، اسکا عدم محال ہے، وہی عظمت و جلال اور بزرگی و بلندی والا ہے، وہ تمام صفات کمالیہ سے متصف ہے، وہ ہر قسم کے نقص و زوال سے پاک ہے، وہ تمام مخلوقات کا خالق ہے، وہ تمام معلومات کا عالم ہے تمام ممکنات پر قدرت رکھتا ہے، حی ہے، سمیع ہے بصیر ہے، نہ کوئی اس کے مشابہ ہے، اور نہ ہی کوئی اُس کی ضد، نہ کوئی اس کی مانند ہے، اور نہ ہی کوئی اس کا شریک، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی رازق ہے۔ وہی نافع ہے، وہی ضار ہے، وہ نہ کسی کے اندر حلول کرتا ہے، اور نہ ہی کسی میں سماتا ہے، اس کی ذات اور اس کی صفات میں صدوث نہیں، وہ غنی ہے، وہ نہ ذات میں کسی چیز کا محتاج ہے، اور نہ صفات میں وہ سب پر حاکم ہے، اُس پر کوئی حاکم نہیں،

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جو بذریعہ وحی رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل

(بقیہ حاشیہ ص ۲۴۸) ثُمَّ القَنَاعَۃُ ثُمَّ التَّوَکُّلُ ثُمَّ التَّسْلِیْمُ ثُمَّ الصَّبْرُ ثُمَّ الرِّضَاءُ وَیُقَالُ لَھَا مَقَامَاتٌ عَشْرَۃٌ ۱۲ منہ رح

ہوا، اس میں اللہ تعالےٰ نے کبیرہ گناہوں سے بچنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے انسان کو کوشش کرنی چاہیے، کہ ہمیشہ ذیل کے معاصی سے ضرور بالضرور مجتنب و محترز رہے
شرک، قتل انسان، زنا، چوری، غصب، سود، نافرمانی والدین، حرم میں جدال وقتال، لواطت، نشہ، جھوٹی شہادت، ماہ رمضان میں دن کے وقت بلا عذر کھانا، پینا مسلمان کو ایذا دینا، جھوٹی قسم کھانا، صلہ رحمی ترک کرنا، خیانت کرنا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کرنا، صحابہ کرام کو برا کہنا، حق بات چھپانا، رشوت لینا، میاں بیوی میں نفاق پیدا کرنا، چغلی کھانا، قرآن شریف پڑھکر بھول جانا، جاندار کو آگ میں جلانا، خدائے تعالےٰ کی رحمت سے ناامید ہونا، خدائے تعالےٰ کا خوف نہ رکھنا، علماء کی اہانت کرنا، خنزیر کا گوشت کھانا، ریا، کینہ، حسد، تکبر، خود پسندی، نفاق، امر خیر میں خرچ کرنے کو باعث فلاکت سمجھنا، دولت کی وجہ سے مالداروں کی تعظیم کرنا، عیب جوئی کرنا، قضائے الٰہی سے ناراض ہونا، نعمتوں کا شکر نہ کرنا، شراب پینا، ظالموں اور بدکاروں سے محبت کرنا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنکر درود نہ پڑھنا، چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا، شرمگاہ کو کھلا رکھنا، قبور کو سجدہ کرنا، گناہ کیلئے سفر کرنا غیر عورتوں پر بنظر شہوت دیکھنا، غیبت کرنا، بیوی کے حقوق کو پامال کرنا، مظلوم کی مدد نہ کرنا وغیرہ،

تعلیم الشریعت آپ فرماتے ہیں،[1] کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو، خدا اور رسول کا کہا مانو، اُن کے حکم سے باہر نہ نکلو، دین اسلام کو سچ مانو، اور اس میں شک نہ کرو، مصائب پر صبر کرو گناہوں سے پاک رہو، اپنے رب کی بندگی کرو، اس کے در سے منہ نہ پھیرو، ہر وقت توبہ کرتے رہو،

---

[1] دیکھو فتوح الغیب ۱۲ منہ رح

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو، آپکی اتباع میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرو، قرآن مجید میں صاف موجود ہے،

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ — اے نبی! تم ان سے کہدو، کہ اگر تم اللہ سے

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ — محبت کا دعوٰے کرتے ہو، تو میرا اتباع کرو

خدا تم سے محبت کرے گا،

تعلیم المعارف مسلمان کو یہ تین باتیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہییں،

اوّل یہ کہ نفع اور ضرر کا مالک صرف اللہ تعالےٰ ہے، اور اُس نے ازل میں جو کچھ مقدر کر دیا ہے، خواہ وہ آرام ہو یا سختی، آسانی ہو یا تنگی. نفع ہو یا ضرر، وہ تجھکو ضرور پہنچے گا،

دوسرے یہ کہ تو اپنے مولےٰ کا زیر فرمان بندہ ہے. اور تیرے اندر اُسی کا تصرف ہے، وہ جس طرح چاہتا ہے، تیری حالت بناتا ہے، جبکہ وہ تجھ سے اور تیرے باپ سے بھی زیادہ تجھپر مہربان ہے، پھر جو کچھ کہ وہ تیرے ساتھ کرے تجھے ناپسند نہیں کرنا چاہیئے،

تیسرے یہ کہ دنیا زائل اور فنا ہونے والی اور آخرت آنیوالی ہے، جو ہمیشہ رہے گی، اور تو دنیا میں مسافر ہے. اور آخرکار تیرا سفر ختم ہو جائے گا، اور اپنے اصل مکان پر پہنچ جائیگا، پس تو سفر کی مشقتوں کو گوارا کر، اور اپنا گھر آباد کرنے اور اس کی اصلاح اور آراستگی کے لئے سعی کر، اور اس تھوڑی مدت میں تو یہ کام کرلے تاکہ ہمیشہ ہمیشہ فائدہ اُٹھائے،

تعلیم الطریقت اللہ تعالےٰ کے طالب کو چاہیئے، کہ ادائے فرائض کے بعد تقرب الی اللہ کی جستجو کرے، اور اپنے اوپر اُن اذکار واشغال کو جنکی طاقت رکھتا ہو، لازم کرے، اور یہ خیال کرے، کہ اسکا ہر قول وفعل

اس کی ہر حرکت و سکون، اسکا اُٹھنا بیٹھنا، اسکا سونا، جاگنا، اور اسکا رونا ہنسنا سب اللہ کیلئے ہے، کیونکہ اسکا نتیجہ محبت الٰہی ہے، اور محبت الٰہی کا نتیجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے اظہر من الشمس ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ بندہ نفلی عبادات کے ذریعہ میری قربت چاہتا ہے، یہاں تک کہ میں اُسے محبوب بنا لیتا ہوں، میں اس کے کان ہو جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، اُس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں، جن سے وہ پکڑتا ہے، اُس کے پاؤں ہو جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے، اس کا دل ہو جاتا ہوں، جس سے وہ سمجھتا ہے، اُس کی زبان ہو جاتا ہوں، جس سے وہ کلام کرتا ہے،

گفتہٗ اُو گفتہٗ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اُسے عطا کرتا ہوں، اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے، تو میں اُسے پناہ دیتا ہوں،

پس جو شخص اس پر عمل کرنا چاہے، وہ صبح و شام ذکر کیا کرے، اور دنیوی امور میں انہماک کے باعث غافلوں سے نہ بنے،

تمام اذکار سے بہتر اور افضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا ذکر ہے، اسی پر زیادہ تر مداومت کرے،

تعلیم التصوف جسم کی تمام کدورتوں سے دل کو صاف کرنے، خدا کے ساتھ صدق اختیار کرنے اور خلق اللہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کو تصوف کہتے ہیں،

صوفی وہ ہے، جو نفس کی برائیوں سے پاک صاف ہو، مخلوقات میں سے کسی کیساتھ اس کے قلب کو آرام نہ ملے، طبع کی مالوف چیزوں کو ترک کرنیوالا ہو،

ولی کے بارہ خصائل

آپ فرمایا کرتے تھے، کہ جس شخص میں جب تک کہ ذیل کی بارہ خصلتیں نہ پائی جائیں، اُسے اسوقت تک ولایت کی مسند پر بیٹھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، وہ بارہ خصلتیں یہ ہیں،

اول دو خصلتیں خدا تعالےٰ سے سیکھے، **عیب پوشی** اور **رحمدلی**، دو خصلتیں جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیکھے **شفقت** و **رفاقت** دو خصلتیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سیکھے **راستی** و **راستگوئی**، دو خصلتیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھے، **ہر ایک کو نیک بات بتلانا اور برائی سے روکنا**، دو خصلتیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھے **اطعام المساکین** اور بغرض عبادت **شب بیداری** اور دو خصلتیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سیکھے، **عالم بننا** اور **شجاعت و جوانمردی اختیار کرنا**،

اہل مجاہدہ کے دس خصائل[1]

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ اہل مجاہدہ و محاسبہ کی دس خصلتیں ہیں، جنپر وہ مداومت کرتے ہیں،

پہلی خصلت یہ ہے، کہ بندہ خدا کی قسم نہ عمداً کھائے، اور نہ سہواً خواہ کاذب ہو، خواہ صادق، یہ اس لئے نہیں، کہ سچی قسم کھانا حرام ہے، بلکہ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی عزت، عظمت، جلال، اور شان اس سے کہیں بالاتر ہے، کہ معمولی باتوں کے لئے اس کی قسم کھائی جائے،

دوسری خصلت یہ ہے، کہ قصداً یا بطور ہنسی مخول بھی دروغگوئی سے قطعاً محترز و مجتنب رہے،

تیسری خصلت یہ ہے، کہ کبھی کسی سے وعدہ خلافی نہ کرے، اگر وعدہ

---

[1] فتوح الغیب مقالہ ۷۸، ۱۲ منہ رح

پورا کرنے کا یقین نہیں، تو سرے سے وعدہ ہی نہ کرے،

چوتھی خصلت یہ ہے، کہ مخلوقات میں سے کسی چیز پر ہرگز ہرگز لعنت نہ کرے

پانچویں خصلت یہ ہے، مخلوق میں سے کسی پر بد دعا نہ کرے، اگرچہ اُس نے اُس پر ظلم ہی کیا ہو، بلکہ جور و جفا اور ظلم و ستم کو برداشت کرے،

چھٹی خصلت یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی شخص کی تکفیر نہ کرے،

ساتویں خصلت یہ ہے، کہ ظاہر و باطن کے معاصی سے اپنے اعضاء اور حواس کو باز رکھے،

آٹھویں خصلت یہ ہے، کہ خلقت پر اپنا کسی قسم کا بوجھ نہ ڈالے،

نویں خصلت یہ ہے، کہ ہرگز طمع نہ کرے، بلکہ مستغنی اور بے پرواہ رہے،

دسویں خصلت یہ ہے، کہ سچی تواضع اور انکساری اختیار کرے۔

ترتیب اشغال

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا[1]، کہ مومن کو چاہیے، کہ سب سے قبل فرائض میں مشغول ہو، فرائض سے فارغ ہونے کے بعد سنن میں اور سنن سے فارغ ہونے کے بعد نوافل اور مستحبات میں،

جب تک فرائض سے فارغ نہ ہولے، تو سنن میں مشغول ہونا احمقی، نادانی، جہالت اور بیوقوفی ہے، پس اگر فرائض سے قبل سنن و نوافل میں مشغول ہوگا، تو تو اُس سے قبول نہ کئے جائیں گے، اور وہ ذلیل و خوار کیا جائیگا،

اس کی شان تو اس شخص کی سی مثال ہے، کہ جس کو بادشاہ اپنی خدمت کے لئے بلائے، مگر وہ بادشاہ کے پاس نہ آئے، بلکہ اُس امیر کی خدمت میں قیام کرے، جو بادشاہ کا غلام و خادم اور اُس کے دست قدرت و تصرف میں ہو،

---

[1] فتوح الغیب مقالہ ۴۸ ص ۱۴۷ رح

لہٰذا سب سے قبل فرائض میں مشغول ہونا چاہیے پھر سنن میں پھر نوافل و مستحبات میں،

عمل اور نیت

آپ نے فرمایا، کہ اعمال میں نیتوں کو درست کرنا چاہیے، عمل ہمیشہ نیت پر منحصر ہوتا ہے، اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ سو اگر نیت نیک ہوگی، تو اچھا صلہ ملیگا، اگر نیت بد ہوگی، تو برا صلہ ملیگا،

آپ سے دریافت[1] کیا گیا، کہ ابلیس نے انا کہا، تو ملعون و مردود ہوگیا، اور منصور حلاج نے اَنَا کہا تو مقبول و مقرب ہوگیا، اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا، کہ منصورؒ کا اَنَا سے مقصود فنا تھا، کہ وہ بغیر خودی کے باقی رہے، اس لئے مجلس وصال میں پہنچایا گیا، اور وہاں اس کو خلعت بقا سے مزین کیا گیا، مگر شیطان کا مقصود اَنَا سے بقا تھا، اس لئے اُس کی ولایت فنا ہوئی، اس کی نعمت چھین لی گئی، اسکا درجہ سلب کرلیا گیا،

خطرات قلب

آپ نے فرمایا[2]، کہ جو چیز قلب میں گذرے، اُسے خطرہ کہتے ہیں، قلب کے خطرات چھ ہیں،

(۱) خطرہ نفس (۲) خطرہ شیطان (۳) خطرہ فرشتہ (۴) خطرہ روح (۵) خطرہ عقل (۶) خطرہ یقین،

خطرہ نفس حصول شہوات اور جائز و ناجائز خواہشات کی متابعت کا امر کرتا ہے

خطرہ شیطان اصول میں کفر و شرک اور وعدہ الٰہی میں شک و تہمت کا امر کرتا ہے، اور فروع میں توبہ کا خیال دلاکر معاصی کی ترغیب دلاتا ہے

خطرہ فرشتہ و خطرہ روح طاعت الٰہی اور امر خیر کے ساتھ وارد ہوتے ہیں، یہ دونوں خطرے محمود و پسندیدہ ہیں،

خطرہ عقل کبھی تو اس فعل کا امر کرتا ہے، جس کا نفس و شیطان امر کرتے ہیں اور کبھی اس کا جسکا روح اور فرشتہ امر کرتے ہیں، یہ حکمت الٰہی ہے تاکہ بندہ خیر و شر میں

---

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۲۲، ۱۲ ارمنہ رحم [2] بہجۃ الاسرار صفحہ ۶۶ و ۶۸، ۱۲ ارمنہ رحم

وجود معقول، صحت شہود اور تمیز کے ساتھ داخل ہو، پس جزاء و سزا اس پر عائد ہوگی،

خطرہ یقین جو روح الایمان اور مزید علم ہے، صدیقین، اولیاء، اصفیاء، اتقیاء شہداء، ابدال، اقطاب اور اغواث کے ساتھ مخصوص ہے،

یہ خواطر خطاب ہیں، جو ضمائر پر وارد ہوتے ہیں، جب یہ خطاب فرشتہ کی طرف سے ہو، تو اس کو **الہام** کہتے ہیں، جب شیطان کی طرف سے ہو، تو **وسواس**، جب نفس کی طرف سے ہو، تو **ہاجس** اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے، تو **خطرہ حق**،

الہام کی علامت یہ ہے کہ کتاب و سنت کے موافق ہو، پس وہ الہام کہ ظاہر شریعت اس کا شاہد نہ ہو، بالکل باطل ہے،

وسواس کی علامت یہ ہے کہ جب کسی لغزش کی طرف بلایا جائے، اور اس کی مخالفت کی جائے، تو کوئی دوسری لغزش پیدا ہو جائے، کیونکہ اس کے نزدیک تمام مخالفات برابر ہیں،

ہاجس کی علامت نفس کی خاص صفات میں سے کسی وصف میں اصرار کا پایا جانا ہے، یہاں تک کہ وہ شخص اس وصف کا مرتکب ہو جاتا ہے،

خطرہ حق کی علامت یہ ہے کہ حیرت کا موجب نہ ہو، اور برائی کی طرف نہ کھینچ لیجائے، بلکہ مزید علم و بیان کے ساتھ وارد ہو، اور بوقت وجدان اپنے وصف سے پہچانا جائے۔

اسم اعظم اللہ ہی ہے آپ نے فرمایا ہے کہ اسم اعظم اللہ ہی ہے مگر اس کا اثر تب ہی ہوتا ہے، جبکہ پڑھنے والے کے قلب میں بجز اللہ کے اور کچھ بھی نہ ہو، عارف کا بسم اللہ کہنا ایسا ہے،

سلہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۶-۹۵ مطبوعہ مصر

جیساکہ اللہ تعالیٰ کا کن کہنا بِلّٰہ دَرُّ مَنْ قَالَ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یہ وہ کلمہ ہے، جو اندوہ اور اندیشہ کا ازالہ کرتا ہے رنج و محن اور فکر و غم کو دور کر دیتا ہے، زہر کو تریاق سے بدل ڈالتا ہے، یہ وہ کلمہ ہے، کہ جس کا نور عام ہے اللہ ہر غالب پر غالب ہے، اللہ مظہر عجائب ہے، اللہ کی قدرت بلند ہے، اللہ کی بارگاہ محکم ہے، اللہ بندوں کے حال سے مطلع ہے، اللہ دل کا محافظ ہے، اللہ سرکشوں کو مغلوب کرنیوالا ہے، اللہ تمام زبردستوں کو توڑنیوالا ہے، اللہ عالم الغیب والشہادت ہے، اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں، جو اللہ کا ہے، وہ اللہ کی حفاظت اور نگہبانی میں ہے، جو اللہ سے محبت رکھتا ہے، وہ غیر اللہ کو نہیں دیکھتا، جو اللہ کی راہ میں قدم رکھتا ہے، وہ اللہ تک پہونچ جاتا ہے، وہ اللہ کی پناہ میں زندگی بسر کرتا ہے جو اللہ کا مشتاق ہوتا ہے، وہ اللہ سے نسبت رکھتا ہے، جو اغیار کو خیرباد کہ دیتا ہے اس کے اوقات خدائے تعالےٰ کے ساتھ گذرتے ہیں، وہ اللہ ہی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، وہ اسی سے پناہ لیتا ہے، اسی پر بھروسہ کرتا ہے

لے حق سے روگردان! تو اللہ کیطرف رجوع کر، محبت کی مثال اُس پرندے جیسی ہے، جو شب بھر ذرا بھی آنکھ نہیں لگاتا، اور درخت کی شاخوں پر بیٹھکر صبح تک اپنے محبوب کی یاد میں نغمہ سرائی کرتا ہے، اور اسی طرح سے اس کا شوق محبت تبانہ روز روبر ترقی رہتا ہے،

تم خدائے تعالےٰ کو تسلیم و رضاء سے یاد کرو، وہ تمہیں بہترین حال سے یاد کریگا دیکھو وہ فرماتا ہے،

وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ جو خدا پر بھروسا کرے تو خدا اُسکے لئے کافی ہے

تم اُسے شوق ومحبت سے یاد کرو، وہ تمہیں وصال وقربت سے یاد کریگا تم اسے حمد وثنا سے یاد کرو، وہ تمہیں اپنے انعامات واحسانات سے یاد کریگا، تم اُسے توبہ سے یاد کرو، وہ تمہیں اپنی بخشش ومغفرت سے یاد کریگا تم اُسے دعا سے یاد کرو، وہ تمہیں عطا سے یاد کریگا، تم اُسے غفلت کے بغیر یاد کرو، وہ تمہیں مہلت کے بغیر یاد کریگا، تم اُسے ندامت سے یاد کرو، وہ تمہیں کرامت سے یاد کریگا، تم اُسے معذرت سے یاد کرو، وہ تمہیں مغفرت سے یاد کریگا، تم اُسے خلوص سے یاد کرو، وہ تمہیں خلاصی سے یاد کریگا، تم اُسے ارادہ سے یاد کرو، وہ تمہیں افادہ سے یاد کریگا، تم اُسے تنگدستی میں یاد کرو، وہ تمہیں فراخدستی کے ساتھ یاد کریگا، تم اُسے افتقار کے ساتھ یاد کرو، وہ تمہیں اقتدار کے ساتھ یاد کریگا، تم اُسے اسلام کے ساتھ یاد کرو، وہ تمہیں اکرام کے ساتھ یاد کریگا، تم اُسے صدق سے یاد کرو، وہ تمہیں رزق سے یاد کریگا تم اُسے تعظیم سے یاد کرو، وہ تمہیں تکرم سے یاد کریگا، تم اُسے صفائی کے ساتھ یاد کرو، وہ تمہیں خالص نیکی کے ساتھ یاد کریگا، تم اُسے ترکِ جفا کے ساتھ یاد کرو، وہ تمہیں وفا کے ساتھ یاد کریگا، تم اُسے ترکِ خطا کے ساتھ یاد کرو، وہ تمہیں عطا کے ساتھ یاد کریگا، وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَر اور یقیناً اللہ کا ذکر بڑا ہے،

ضرورتِ علم

آپنے فرمایا، کہ علم پڑھو، پھر گوشہ نشین بنو، کیونکہ بے علم عابد کے جملہ کام بہ نسبت سدھرنے کے بگڑتے زیادہ ہیں، چراغ شریعت لیکر عبادت الٰہی میں مشغول ہونا چاہیئے،

جو شخص اپنے علم پر عامل ہوتا ہے، خدائے تعالےٰ اُسے علم لدنّی عطا کرتا ہے،

تم ماسوائے اللہ کو چھوڑ دو، اپنا چراغ شریعت گل ہونے سے خائف رہو، اُس کی یاد میں مشغول رہو، اگر تم چالیس روز تک اُس کی یاد میں بیٹھے رہو، تو تمہارے قلب سے زبان کے راستے حکمت کے چشمے پھوٹ نکلیں گے، اور تمہارا دل اُس وقت

موسیٰ علیہ السلام کی طرح محبت الٰہی کی آتش مشاہدہ کرنے لگیگا، پھر تمہارے نفس تمہاری خواہش، تمہارے شیطان، تمہاری طبیعت، تمہارے اسباب اور تمہارے وجود سے کہنے لگیگا، کہ بس ٹھیر جاؤ، میں نے آتش مشاہدہ کی ہے، اور مقام سترسے اُس کو ندا ہوئی، کہ میں ہوں تیرا رب، تو میرے غیر سے تعلق منقطع کردے، میرے ماسوی کو بھول جا، مجھے پہچان لے، مجھ سے علاقہ رکھ، میرا طالب بنا رہ اور میرا تقرب حاصل کر،

پھر جب نقا تمام ہوجائیگا، تو تمام کدورتیں دور ہوجائیں گی، اور سرکش نفس بھی ساکن ہوجائیگا،

ضرورت عمل آپ فرماتے ہیں، کہ خدا سے ہمیشہ ڈرتے رہو، اسکی اطاعت میں ہر وقت کوشاں رہو، ظاہر شرع کو لازم پکڑو، سینہ کو حسد و کینہ سے خالی کرو، فقر و درویشی اختیار کرو، خدا کی یاد سے ایک دم کے لئے بھی غافل نہ رہو،

جو شخص کہ اپنے مالک حقیقی سے سچائی اور راستبازی اختیار کر کے تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شیوہ بناتا ہے، وہ شب و روز اپنے ماسوا سے بیزار رہتا ہے، اے میرے دوستو! تم ایسی بات کا جو تم میں نہ ہو، دعوے نہ کرو، خدا کو وحدہٗ لاشریک جانو، یاد رکھو! جبکا خدا کی راہ میں کچھ بھی تلف ہوتا ہے، خدائے تعالےٰ ضرور اُسے اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے،

سلوک قادریہ

سلسلہ قادریہ کی اصطلاحات کی شرح میں متقدمین و متاخرین صوفیہ رحمہم اللہ نے دفتروں کے دفتر سیاہ کرڈالے ہیں سینکڑوں مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتابیں دکھائی دیتی ہیں، مگر اس بارہ میں عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کمال کیا ہے، تمام اصطلاحات کے حقیقی معنوں کو بالکل ظاہر کر کے عربی زبان میں ایک رسالہ[1] کیصورت میں قلمبند کردیا ہے، اصطلاحات کی شرح کیا کی ہے دریا کو کوزہ میں بند کردیا ہے،

ناظرین کو روحانیت قادریہ سے بہرہ یاب کرنے کے لئے ان کو اردو میں قلمبند کرتا ہوں،

اذکار جہریہ

ذکر اسم ذات پہلا شغل جسکو مشائخ قادریہ تلقین کرتے ہیں، وہ اسم اللہ کا جہر یعنی بلند آواز سے ذکر کرنا ہے، مراد اس جہر سے یہ ہے[2]، کہ افراط سے نہ ہو، حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے، بلکہ میانہ آواز سے ہو،

---

[1] یہ رسالہ عربی میں ہے، اسکا نام "القول الجمیل" ہے، ۱۲ منہ رح

[2] یہ اس لئے ہے تاکہ حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ ہو جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، کہ اَرْبِعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا یعنی خدا کے پکارنے میں اعتدال اختیار کرو، اور نرمی کرو اپنی جانوں پر، بہت سخت آواز سے نہ پکارو، کہ تم بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے، بلکہ وہ تمہارے قریب اور سمیع و بصیر ہے سہ

اتصالی بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس

ذکر جہری کی کئی قسمیں ہیں، خواہ ایک ضربہ ہو، یا دو ضربہ، سہ ضربہ ہو، یا چہار ضربہ

یک ضربی کا طریقہ یہ ہے، کہ ذاکر دو زانو بیٹھکر سانس کو ناف تلے بند کرے، اور لفظ اللہ کو شدّ و مدّ اور جہر کے ساتھ ناف سے اُٹھاکر قلب پر ضرب لگائے، پھر سانس ٹھکانے آنے تک ٹھہر جائے اور پھر اسی طرح بار بار ذکر کرے،

دو ضربی کا طریقہ یہ ہے، کہ ذاکر دو زانو بیٹھکر سانس بدستور سابق روکے، اور اللہ کو بآواز بلند[1] سختی اور قوت سے اُٹھاکر ایک ضرب زانوئے راست پر اور دوسری قلب پر لگائے، اور اسی طرح بار بار بلا فصل کرے،

سہ ضربی کا طریقہ یہ ہے، کہ ذاکر چار زانو بیٹھے، اور ایک بار داہنے زانو پر دوسری بار بائیں زانو پر، اور تیسری بار قلب پر ضرب لگائے، تیسری ضرب سخت اور بلند تر ہونی چاہیئے،

چہار ضربی:- چہار ضربی کا طریقہ یہ ہے، کہ ذاکر چار زانو بیٹھے، پھر تین ضرب مثل سہ ضربہ مذکورہ لگائے، اور چوتھی ضرب بہ شدّ و مدّ اپنے روبرو زمین پر مارے،

ذکر نفی و اثبات

منجملہ ذکر جہری کے نفی اثبات بھی ہے، جس کو مشائخ قادریہ اسم ذات کے ذکر کی مشق کے بعد تعلیم فرماتے ہیں، اس کا طریقہ یہ ہے، کہ ذاکر بطور نماز رو بقبلہ بیٹھے، اپنی آنکھیں بند کرے، اور دم روک کر لفظ لَا کو ناف سے اُٹھاتا ہوا اپنے کندھے سے لے جاکر پس پشت ڈالدے، تاکہ تحت، امام و عقب سطے ہو جائے، پھر وہاں سے اِلٰہ کو دماغ تک پہنچاکر خود داہنی طرف مخاطب ہو جائے، اور خیال کرے، کہ میں نے تمام عالم کو پس

---

[1] شدّ و مدّ اور جہر اس لئے ہے، کہ ذاکر کے دل پر اثر ہو، اور اس کی پریشان خاطری اور اس کے وساوس مندفع ہوکر اسکو یکسوئی حاصل ہو، اور ذکر کیوقت دوسری آواز اس کے کان میں نہ پڑے، اور اس کی طبیعت بہمہ وجوہ اللہ تعالیٰ کیطرف متوجہ رہے ۱۲، منہ رح

پشت ڈالدیا ہے، سب کچھ فانی ہوگیا ہے، یہاں تک کہ فوق اور زمین بھی طے ہوگیا ہے

پھر الا اللہ کو داہنی طرف سے بائیں طرف قلب پر سے جاکر بشدو مد ضرب کرے کہ یسار بھی طے ہو جائے، اور خیال کرے، کہ سوائے اللہ کے تمام عالم فنا ہوگیا ہے اب فقط اللہ کی محبت میرے قلب میں ہے،

واضح رہے، کہ ضربات اور تشدیدات کے شرط کرنے اور اُنکے مکانات کی مراعات میں بہتر اور راز یہ مضمر ہے، کہ انسان مخلوق ہے، آوازوں پر کان دھرنا، نغمات کو سننا جہات مختلفہ کیطرف متوجہ ہونا، اور باتوں اور خطرات کا اس کے قلب میں گھومنا وغیرہ اس کی جبلت اور سرشت میں داخل ہے، تو علمائے طریقت نے اپنے غیر کیطرف متوجہ ہوتے کو روکدینے اور خطرات بیرونی کو آنے سے باز رکھنے کا یہ طریقہ نکالا، تاکہ اس کی توجہ آہستہ آہستہ اپنی ذات سے بھی ٹوٹ کر اس کا دھیان فقط اللہ پاک سے لگ جائے،

اور اسی طرح پیشوایان طریقت نے اذکار مخصوصہ کیواسطے جلسات وہیئات ایجاد کئے ہیں، جنکو مناسبات مخفیہ کے سبب سے صافی الذہن مرد اور علوم حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے،

بعض صورت میں کسر نفس ہے، بعض جلسہ میں خشوع وخضوع ہے، بعض میں جمعیت خاطر اور دفع وسواس ہے، اور بعض میں نشاط ہے، اور یہی سر نماز کے تو سہ، جلسہ، رکوع، سجود اور قیام وقعود وغیرہ میں ہے، اور اسی بھید کی وجہ سے سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے کولے پر ہاتھ رکھکر کھڑا ہونے سے منع فرمایا ہے، کہ یہ اہل نار کی شکل ہے، اسواسطے کہ ایسی ہیئات میں اکثر کاہلی اور فتور نشاط ہوتا ہے، جو سرگرمیٔ عبادت کا منافی ہے،

ان کو یاد رکھنا چاہیئے، کہ ایسے امور کو جو اذکار مخصوصہ میں خاص صفت کیلئے

ایجاد کئے گئے ہیں، مخالف شرع یا داخل بدعاتِ سیئہ نہ سمجھنا چاہیئے،

حلقہ اہل سلوک کو چاہیئے، کہ مجتمع ہو کر نماز فجر یا عصر کے بعد حلقہ کر کے ذکر الٰہی کریں اجتماع میں جو فوائد ہیں، وہ تنہائی میں حاصل نہیں ہوتے،

اذکارِ خفیہ

پھر جب طالب پر اس ذکر جلی کا اثر ہو، اور اس کا نور اس میں دکھائی دے، تو اس کو ذکر خفی کا حکم کیا جائے،

اس ذکر جلی کے اثر سے یہ مُراد ہے، کہ قلب میں تحریک ذوق و شوق پیدا ہو، اور نام خدا سے دل میں اطمینان، تسلی، تسکین، چین اور راحت حاصل ہو، وساوس دور ہو جائیں، اور حق تعالےٰ کو اس کے ماسوٰے پر مقدم رکھے،

جو شخص کہ دو ماہ یا کچھ زیادہ عرصہ تک مذکورہ شرائط کے ساتھ فی یوم چار ہزار بار اسم ذات کے ذکر پر مداومت کرے، تو انشاء اللہ وہ اپنے قلب میں ضرور یہ اثر مشاہدہ کریگا، اور نور، اور سرور اور طمانینت پائیگا، خواہ ذاکر کیسا ہی کم فہم کیوں نہو

دورۂ قادریہ پہلا ذکر اذکار خفیہ میں سے اسم ذات ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے، کہ اپنی دونوں آنکھوں اور دونوں لبوں کو بند کرے، اور دل کی زبان سے اَللّٰہُ سَمِیْعٌ کہکر ناف سے سینہ تک چڑھے پھر اپنے تصور میں اَللّٰہُ بَصِیْرٌ کہکر سینہ سے دماغ تک پہنچے، پھر وہاں سے اَللّٰہُ عَلِیْمٌ کہکر عرش تک پہنچے پھر یہی الفاظ خیال کرتا ہوا درجہ بدرجہ اُترے، یعنی اَللّٰہُ عَلِیْمٌ کہتا ہوا عرش سے دماغ پر اُترے اور اَللّٰہُ بَصِیْرٌ کہتا ہوا دماغ سے سینہ پر اُترے، اور پھر اَللّٰہُ سَمِیْعٌ کہتا ہوا سینہ سے ناف پر اُترے، اور اسی طرح ہر بار کرتا رہے۔

اس طریقہ کے بعض لوگ اس میں اَللّٰہُ قُدُّوْسٌ کو بھی زیادہ کرتے ہیں، اگر اَللّٰہُ قُدُّوْسٌ کو زیادہ کرے، تو تیسری بار آسمان تک پہنچے، اور چوتھی بار عرش تک،

پاس انفاس اذکار خفیہ میں سے دوسرا ذکر نفی واثبات ہے،

اسکا طریقہ یہ ہے، کہ ذاکر بیدار ہوشیار اور اپنے دموں پر آگاہ رہے، جب دم خود بخود باہر نکلے، تو اُس کے باہر ہونے کے ساتھ ہی لَآ اِلٰـہَ کا تصور کر کے خیال کرے، کہ میں نے جملہ ماسوی اللہ کو اپنے جسم سے نکالدیا ہے، اور بذریعہ لَآ نفی کرتا ہوں،

پھر جب سانس خود بخود بغیر ارادہ اور قصد کے اندر جائے، تو لفظ اِلَّا اللّٰہ کہتا ہوا قلب پر پہنچے، اور خیال کرے، کہ اللہ تعالےٰ کے سوا تمام اشیا فنا ہوگئی ہیں، اور لفظ اَللّٰہ کا نقش دل پر قائم رہ گیا ہے،

بزرگان طریقت نے کہا ہے، کہ اس ذکر کا نام پاس انفاس ہے، اور خطرات و وساوس کے دفعہ کرنے میں اسکا بڑا اثر ہے، لِلّٰہِ دَرُّ مَنْ قَالَ، ؎

اگر تو پاس داری پاس انفاس
بسلطانی رسانندت ازیں پاس
تا بجاروب لا نروبی راہ
نرسی در مقام اِلَّا اللہ

ایک اور عارف فرماتے ہیں ؎

در ذات مقدست کسے را راہ نیست
وز عین جلال ہیچکس آگاہ نیست
سرمایہ رہروان کہ راہش طلبند
جز گفتن لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ نیست

مراقبہ پھر جب ذکر خفی کا اثر ظاہر ہو، اور طالب میں اس کا نور معلوم ہو، تو اسکو مراقبہ کرنیکا امر کیا جاے، ذکر خفی کے اثر سے مراد شوق، محبّت الٰہی کا غلبہ، اُسی کی طلب میں ہمّت کا جم جانا، سکوت میں حلاوت پانا اور اشغال امور دنیوی سے متنفر ہو جانا وغیرہ ہے،

طریقۂ مراقبہ مراقبہ کا طریقہ یہ ہے، ایک آیت قرآنی یا اللہ تعالےٰ کے نام پاک کو زبان تصور سے پڑہے، پھر اس کے معنےٰ کی طرف متوجہ ہو کر اس لفظ کے مفہوم میں اس طرح مستغرق ہو جاےٗ، کہ سواےُ اُس کے کوئی چیز دھیان میں نہ رہے، اس کو مراقبہ کہتے ہیں،

مراقبہ کی اصل وہ حدیث ہے، جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے،

اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللہَ کَاَنَّکَ	احسان یعنی اعلیٰ نیکی یہ ہے، کہ تو اپنے
تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ	رب کی عبادت اس طرح کر، کہ گویا تو
فَاِنَّہٗ یَرَاکَ ،	اسکو دیکھ رہا ہے، سو اگر تو اُسے نہ دیکھ

سکے، تو یہ دھیان کر، کہ وہ تجھکو دیکھ رہا ہے،

مراقبہ حضور حق تعالےٰ مراقبہ حضور حق تعالےٰ یہ ہے، کہ سالک زبان سے کہے، یا جنان میں خیال کرے، کہ اَللہُ حَاضِرِیْ، اَللہُ نَاظِرِیْ، اَللہُ مَعِیْ، پھر اللہ تعالےٰ کی حضوری، اور نظر اور معیّت اور ساتھ ہی اُس ذات مقدس کے جہت اور مکان سے پاک ہونے کو خوب مضبوط تصور کرے، یہانتک تصور جماےٗ، کہ اُس میں مستغرق ہو جاےٗ،

طریق معیّت یا اس آیت کا تصور کرے، وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ یعنی حق تعالےٰ تم جہاں کہیں ہو، تمہارے ساتھ ہے، اور

اس کے ساتھ ہونے کو قیام وقعود، خلوت وجلوت اور شغل وبیکاری میں دھیان کرے

اقسام مراقبۂ قرآنیہ

یا یہ آیت پڑھے،

اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ — یعنی جدہر تم متوجہ ہو، وہاں اللہ کی ذات ہے

یا یہ آیت پڑھے،

اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی — کیا انسان نہیں جانتا، کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے

یا اس آیت کا مراقبہ کرے،

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ — ہم انسان کی رگ گردن سے بھی قریب تر ہیں،

یا اس آیت کا تصور کرے،

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ — یعنی اللہ ہر ایک چیز کو گھیرے ہوئے ہے

یا اس آیت کا دھیان کرے

اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ — یقیناً میرا اللہ میرے ساتھ ہے، وہ مجھکو ہدایت کریگا،

یا اس آیت کا مراقبہ کرے،

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ — یعنی حق تعالیٰ اول ہے، اُس سے پہلے کوئی چیز نہیں، آخر ہے، جو بعد فنائے عالم باقی رہیگا، ظاہر ہے، باعتبار اپنی صفات اور افعال کے باطن ہے، باعتبار اپنی ذات کے کہ اس کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا،

یہ مراقبات اللہ عزوجل کے ساتھ دل کا تعلق ہونیکے واسطے ازحد مفید ہیں،

مراقبۂ فنا

وہ مراقبہ جو قطع علائق، تجرد تام، سکر، محو، بیہوشی اور فنا کے لئے مفید ہے، وہ اس آیت کا مراقبہ ہے،

کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ	جو کچھ زمین پر ہے، وہ نیست و نابود ہونے والا ہے، اور باقی صرف تیرے رب کی ذات رہیگی، جو بڑائی اور بزرگی والا ہے،

حضرات قادریہ کے درمیان اس مراقبۂ فنا کا اکثر معمول ہے،

اس کا طریقہ یہ ہے، کہ اپنے آپ کو تصور کرے، کہ مر کر فنا ہوگیا ہے، اور ایسی راکھ ہوگیا ہے، جسکو ہوائیں اڑاتی ہیں، ہر شے کی ترکیب اور شکل مٹ گئی ہے، اور ایک ایسی ہوا غیب سے چلی، کہ اس نے پرزے پرزے اڑاکر تمام عالم کو نیست و نابود کردیا ہے، سوائے اللہ تعالےٰ کے کچھ بھی باقی نہیں رہا، اس تصور پر دیر تک قائم رہے، شغل فنا بخوبی حاصل ہوگا،

مراقبۂ نیستی اسی طریقہ مذکورہ سے ذیل کی آیات کا مراقبہ نیستی کا باعث ہے،

اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِىْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِىْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ط	یقیناً جس موت سے کہ تم بھاگتے ہو، وہ تمکو ملنے والی ہے، جہاں کہیں کہ تم ہوگے موت تم کو پالے گی، اگرچہ تم اونچے اور مضبوط برجوں میں ہو،

توحید افعالی جب مراقبہ کا اثر طالب میں ظاہر ہوجائے، اور اس کا نور مشاہدہ ہو، تو اس کو توحید افعالی کا امر کیا جائے،

توحید افعالی یہ ہے، کہ ہر فعل کو جو عالم میں ظاہر ہو، خدا کی جانب سے سمجھے نہ زید اور عمر کیطرف سے تاکہ غیر حق سے نہ خوف باقی رہے، اور نہ توقع۔ جیسا کہ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے، ؎

دریں نوع از شرک پوشیدہ ہست   کہ زیدم بیازرد و عمروم نخست

کشفِ وقائع آیندہ وقائع آیندہ کے کشف کیلئے چاہیے، کہ طالب اچھی طرح غسل کرکے پاکیزہ لباس پہنے خوشبو لگائے، اور خلوت میں مصلے پر بیٹھے پھر حق تعالےٰ سے بہ سعی تمام دعا کرے، کہ فلاں واقعہ کو مجھ پر ظاہر کردے، پھر اسم ذات کا یا یَاعَلِیْمُ یَامُبِیْنُ یَاخَبِیْرُ اسمائے ثلاثہ کا ان شرائط کے ساتھ جیسا کہ یک ضربی یا سہ ضربی طریق میں بیان ہوا ہے، با ضرب ذکر کرے، یہاں اپنے قلب میں کشائش اور نور کو پاوے، اور سات دن تک اسپر مداومت کرے، تو انشاءاللہ اسپر کشف حال ہوگا،

کشفِ ارواح مشائخ قادریہ نے کہاہے، کہ جو طریقہ کشف ارواح کے واسطے ہمارا مجرب ہے، وہ یہ ہے، کہ شرائط مذکورہ کے ساتھ داہنی طرف سُبُّوحٌ کی ضرب لگاوے، اور بائیں طرف قُدُّوْسٌ کی اور آسمان میں رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ کی اور دل میں وَالرُّوْحِ کی،

حصول امور مشکلہ حل مشکلات کے لئے یہ طریقہ ہے، کہ رات کو اٹھ کر شرائط مذکورہ کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھے جس قدر ممکن ہو، پھر داہنی طرف یَاحَیُّ کی ضرب لگاوے، اور بائیں طرف یَاوَہَّابُ کی، اسی طرح ہزار بار کرے،

انشراح خاطر انشراح خاطر کے لئے یہ طریقہ ہے، کہ بہ حبس نفس اَللہ کی ضرب دل پر لگاوے، پھر لَآ اِلٰہَ ناف سے پس پشت لیجاکر دماغ پر چھوڑ دے، پھر داہنی طرف اِلَّا کہے، پھر بائیں طرف قلب پر ھُوْ کی ضرب دے، پھر اَلْحَیُّ کی ضرب داہنی طرف اور اَلْقَیُّوْمُ کی ضرب بائیں طرف لگاوے،

دفع امراض جب شفائے مریض، دفع جوع، کشائش رزق یا مغلوبی دشمن

منظور ہو، توحسب مراد اسمائے حسنٰی میں سے کوئی اسم بیکر بقاعدہ دو ضربہ، سہ ضربہ، یا چہار ضربہ ذکر کرے،

مثلاً شفائے مریض کے لیے یَا شَافِیُ کشائش رزق کے لئے یَا رَازِقُ دفع جوع کے لئے یَا صَمَدُ مغلوبیٔ دشمن کے لئے یَا مُذِلُّ کہے،

اسی طرح اسمائے حُسنٰے کو اپنے مطالب کے موافق بطریق مذکور کرے،

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

کی

اولاد

آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار کے ہاں انچاس[۴۹] بچے ہوئے، جن میں سے بیس لڑکے تھے، اور باقی لڑکیاں تھیں،

آپ کی اولاد نرینہ میں سے مشہور یہ ہیں،

(۱) حضرت شیخ عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت شیخ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت شیخ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت شیخ عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت شیخ عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ (۶) حضرت شیخ محمد عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت شیخ یحیےٰ رحمۃ اللہ علیہ (۸) حضرت شیخ موسٰی رحمۃ اللہ علیہ (۹) حضرت شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ

لہ فوات الوفیات جزء ثانی صت ۱۲ اربنہ رح

تفصیلی حالات

مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ آپ کے صاحبزادوں کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ قلمبند کئے جائیں،

(۱) حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ سب سے بڑے صاحبزادہ ہیں، آپ کی ولادت بمقام بغداد ماہ شعبان ۵۲۲ھ ہجری میں ہوئی،

تحصیل علوم آپنے زیادہ تر اپنے والد ماجد کو حدیث سنائی اور انہیں سے تفقہ حاصل کیا، علاوہ ازیں آپ نے ابن الحسین وابن الزعوانی وابوغالب ابن البنا وغیرہ شیوخ کو بھی حدیث سنائی، تحصیل علوم کے لئے آپنے عجم کے دُور دراز بلاد کا بھی سفر کیا،

درس وتدریس الغرض تحصیل علوم کے بعد آپنے بیس سال کی عمر میں ۵۴۳ھ ہجری کے اندر اپنے والد ماجد کے سامنے اُنہی کے مدرسہ میں نہایت سرگرمی اور جدوجہد کے ساتھ درس وتدریس کا کام شروع کر دیا، پھر اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد وعظ گوئی کی، فتوے دیئے،

آپ وعظ گوئی میں یدطولیٰ رکھتے تھے، آپکا وعظ دلچسپ اور ظرافت آمیز ہوا کرتا تھا، شیریں کلام کے لقب سے آپ مشہور تھے۔

بہت سے لوگوں نے آپ سے علم وفضل حاصل کیا، چنانچہ شریف حسینی بغدادی اور احمد بن عبدالواسع بن امیرکا وغیرہ علماء آپ ہی کے تلامذہ میں سے ہیں

اخلاق وعادات آپ نہایت با مروت، کریم النفس، حلیم الطبع، منکسر المزاج، صاف گو اور صاحب جود وسخا شخص تھے

خلیفہ ناصر الدین نے ستم رسیدہ مظلوموں کی امداد ومعاونت اور اُن کی فریاد رسی پر آپ کو مامور کیا تھا،

وفات آپنے بغداد کے اندر پچیس شوال ۵۹۳ھ ہجری میں شب کے وقت وفات پائی، اور وہیں بقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے،

اولاد آپ کی اولاد میں سے مشہور شیخ عبد السلام ہیں، ۱۱ ذی الحجہ ۵۴۸ھ ہجری کو آپ تولد ہوئے، اور تین رجب المرجب ۶۱۱ھ ہجری کو بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی، اور مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے،

آپ حنبلی المذہب تھے، آپنے اپنے والدماجد اور اپنے جدامجد حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے تفقہ حاصل کیا، پھر آپ نے مدت تک درس وتدریس کے کام کو سرانجام دیا، متعدد امور مذہبی کے آپ متولی رہے، چنانچہ کسوۃ بیت اللہ شریف کے بھی آپ متولی رہے، اس اثناء میں آپنے حج بھی ادا کیا،

(۲) حضرت شیخ حافظ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ کے صاحبزادوں میں سے قدوۃ العارفین عمدۃ الکاملین حضرت شیخ حافظ عبد الرزاق ہیں، آپ ۱۸، ذیقعد ۵۲۸ھ ہجری کو تولد ہوئے

آپکا علم وفضل آپنے اپنے والد بزرگوار سے تفقہ حاصل کیا، اور حدیث سنی، علاوہ ازیں آپنے ابوالحسن محمد بن الصائغ رح،

لہ جیساکہ ذہبی ابن خلیل وغیرہ دیگر بہت سے لوگوں سے مروی ہے، اور ابن رجب نے اپنے طبقات میں بیان کیا ہے ۱۲ رسنہ رح

قاضی ابو الفضل محمد الارموی، ابو القاسم سعید بن البناء، حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر، محمد بن الزاغوانی، ابو المظفر محمد الہاشمی، ابو المعانی احمد بن علی بن السمین اور شیخ محمد بن البطرؒ وغیرہ سے بھی حدیث سنی،

آپ حافظ حدیث وفقیہ حنبلی المذہب تھے، آپ نے حدیث سنائی اور لکھوائی بھی، آپ درس و تدریس اور بحث مباحثہ کا شغلہ بھی رکھتے تھے،

آپ نے بہت سے لوگوں کو اجازت حدیث دی، چنانچہ شیخ شمس الدین عبدالرحمنؒ، شیخ کمال عبدالرحیمؒ، شیخ احمد بن شیبانؒ، اور اسمٰعیل العسقلانی وغیرہ نے آپ سے اجازت حدیث حاصل کی،

اخلاق حسنہ

آپ ثقاہت وصداقت، تواضع وانکسار، عصمت وعفاف اور صبر وشکر میں مشہور تھے، آپ عموماً عوام الناس سے کنارہ کش رہتے، اور ضروریات دینی کے سوا تھوڑا کے لئے کبھی باہر نہ نکلتے، باوجود عسرت کے بھی آپ مجسمۂ سخاوت تھے، طلباء سے نہایت اُنس رکھتے تھے

وفات

آپ نے ۶ شوال ۶۰۳ھ ہجری کو ہفتہ کے دن بغداد ہی میں وفات پائی، اور وہیں باب حرب میں آپ مدفون ہوئے،

ابن نجار نے بیان کیا ہے، کہ آپ کے جنازہ کی نماز پر اسقدر خلقت جمع ہو گئی تھی، کہ مجبوراً بیرون شہر میں آپ کا جنازہ لیجاکر نماز پڑھی گئی، لیکن پھر بھی ہزارہا مشتاقان محروم رہ گئے، اس لئے کثرت ہجوم کیوجہ سے آپ کے جنازہ کو جامع رصافہ، باب تربۃ الخلفاء، باب الحریم، مقبرہ امام احمد بن حنبل وغیرہ مختلف مقامات میں لے جاکر کئی بار نماز پڑھی گئی،

آپ کے جنازہ میں اسقدر لوگ شریک تھے، کہ کبھی جمعہ وعیدین میں بھی نہیں ہوئے تھے،

حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ
کی
اولاد

(۱) شیخ سلیمانؒ آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ سلیمانؒ ہیں ۵۵۳ھ ہجری میں آپ کی ولادت ہوئی، اور ۹ر جمادی الآخر ۶۱۱ھ ہجری کو آپ داعیِ اجل کو لبیک کہ کر دارِ ابدی کی جانب کوچ کر گئے، اور اپنے والد ماجد کے قریب مقبرہ حَلْبَہ میں مدفون ہوئے، آپ نے بہت سے شیوخ سے حدیث سُنی، آپ اپنے وقت کے قطب تھے۔

(۲) شیخ عبدالرحیم منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ عبدالرحیم ہیں آپ نے حدیث شہرہ بنت الأبری اور خدیجہ بنت احمد النہروانیؒ وغیرہ سے سنی، آپ کا تولد ۱۴ر ذیقعدہ ۵۴۴ھ ہجری کو ہوا، اور بغداد ہی میں ۶۰۶ھ ہجری کو آپ نے وفات پائی، اور باب حرب میں مدفون ہوئے

(۳) شیخ اسمٰعیل رح منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ اسمٰعیلؒ ہیں، آپ نے بہت سے لوگوں سے تفقّہ حاصل کیا، اور حدیث سنی، اور بیان کی، آپ زہد و تقوےٰ اور فقر و تصوف سے آراستہ تھے، شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے، گوشہ نشینی آپ کا شیوہ تھا،

بغداد ہی میں آپ کا انتقال ہوا، اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے، آپ کی تاریخ تولد یا سنِ وفات کے متعلق کچھ پتہ نہیں

(۴) شیخ ابوالمحاسن فضل اللہؒ منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے شیخ ابوالمحاسن فضل اللہؒ

ہیں، آپنے اپنے والد ماجد، اپنے عم بزرگ، اور دیگر بہت سے شیوخ سے حدیث سُنی، ماہ صفر ۶۵۶ھ ہجری کو بغداد ہی میں آپ تاتاریوں کے ہاتھ شہید ہوئے،

(۵) شیخ ابو صالح نصرؒ

منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے حضرت شیخ ابو صالح نصر رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپکی ولادت ۱۴ ربیع الاول ۵۲۴ھ ہجری کو ہوئی، آپنے اپنے والد و عم بزرگوار سے بالخصوص اور فضلائے وقت سے بالعموم حدیث سنی، آپ حنبلی المذہب تھے، درس وتدریس اور بحث ومباحثہ کا بھی مشغلہ کیا کرتے تھے،

آٹھ ذیقعد ۶۲۲ھ ہجری کو آپ خلیفۃ الظاہر بامر اللہ کیطرف سے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے، اور خلیفہ موصوف کی حیات تک آپ منصب قضا پر مامور ہوئے، آپ حنابلہ میں سے پہلے شخص ہیں، جو قاضی القضاۃ کے لقب سے پکارے گئے،

خلیفہ المستنصر باللہ نے اپنے ابتدائی عہد خلافت سے چار ماہ کے بعد آپ کو منصب خلافت سے معزول کر دیا تھا، باوجود اس کے کہ آپ منصب قضا پر مامور تھے، لیکن آپ کے اخلاق وعادات، آپ کے حلم وعفو، اور آپ کی تواضع وانکساری میں مطلقاً کچھ بھی تغیر نہیں ہوا تھا،

آپ اعلےٰ درجہ کے محقق، عارف، فقیہ، مناظر، محدّث، عابد، زاہد، مقرر، محرر، واعظ، شیریں کلام، خوش طبع اور متین تھے، فروعات مذہبیہ میں آپ کے معلومات نہایت وسیع تھے،

جب آپ کو خلیفہ المستنصر باللہ نے منصب قضا سے معزول کیا، تو آپنے اس بارگراں کے سر سے اُتر جانے پر حسب ذیل اشعار میں تشکریہ ادا کیا؎

حَمِدْتُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا
قَضٰی لِیْ بِالْخَلَاصِ مِنَ الْقَضَاءِ

وَلِلْمُسْتَنْصِرِ الْمَنْصُوْرِ أَشْكُرُ
وَأَدْعُوْا فَوْقَ مُعْتَادِ الدُّعَاءِ

ترجمہ

(۱) میں اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، کہ اُس نے قضاء سے نجات پانا
میرے لئے مقرر کیا تھا،
(۲) میں خلیفہ مستنصر منصور کا بھی مشکور رہوں، اور اُس کے لئے معمول
سے زیادہ دعائے خیر کرتا ہوں،

معزول ہونے کے بعد آپ مدرسہ حنابلہ میں درس وتدریس اور افتاء کا کام کرنے لگے فقہ میں آپنے کتاب اِرْشَادُ الْمُبْتَدِئِیْنَ تصنیف کی، جماعت کثیرہ نے آپ سے تفقہ حاصل کیا، انہی امور کا بیان کرتے ہوئے صرصری نے آپ کی مدح میں قصیدہ لامیہ لکھا، جس کا ایک شعر ذیل میں درج ہے ؎

وَفِیْ عَصْرِنَا قَدْ کَانَ فِی الْفِقْهِ قُدْوَةٌ
اَبُوْ صَالِحٍ نَصْرٌ بِکُلِّ مُؤَمِّلِ

یعنی اس وقت فقہ میں حضرت شیخ ابو صالح نصر امام وقت ہیں، وہ ہر
ایک امیدوار کے لئے معین ومددگار ہیں،

معزولی کے کچھ عرصہ بعد خلیفہ مستنصر نے آپ کو اپنے مسافرخانہ کا جو دیر روم کے نام سے مشہور تھا، متولی کر دیا تھا، گو آپ کو اُس نے منصب قضاء سے معزول کر دیا تھا، تاہم اُس کی نظروں میں آپ کی ویسی ہی عزت وقعت تھی،

۶ رشوال ۶۶۳ھ ہجری کو بغداد ہی میں آپنے وفات پائی، اور باب حرب میں مدفون ہوئے

آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ ابو موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابو نصر محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو دونوں کے دونوں اعلیٰ درجہ کے عالم تھے، عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ، انکسار و نیستی اور وجد و جذبہ میں ایک دوسرے پر سبقت لے گئے ہوئے تھے، درس و تدریس اور افتاء کا مشغلہ رکھتے تھے،

آپ کی ایک صاحبزادی تھی، جس کا نام زینب تھا، خوش سیرت، کریم النفس وجیہ، متواضع اور نہایت متین تھیں،

(۴) حضرت شیخ ابوبکر عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

ولادت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ کے صاحبزادوں میں سے حضرت شیخ ابوبکر عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ۲۷، یا ۲۸ شوال ۵۳۲ھ ہجری میں آپ کا تولد ہوا،

علم وفضل آپ نے اپنے والد ماجد اور ابن منصور عبد الرحمن بن محمد القزاز وغیرہ سے حدیث سنی، اور تفقہ حاصل کیا، تحصیل علوم کے بعد آپ نے وعظ بھی کہا، درس و تدریس کا کام بھی انجام دیا، بہت سے علماء و فضلاء آپ سے مستفید ہوئے،

آپ نہایت ہی متقی، متدین، صالح، متشرع، پرہیزگار اور صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے، انکسار و افتقار اور غربت و خاموشی کے ساتھ موصوف تھے،

۵۸۰ھ ہجری میں آپ بغداد کو خیر باد کہکر جبال چلے گئے، اور وہیں آپ نے سکونت اختیار کی،

وفات ۱۸ ربیع الاول ۶۰۲ھ ہجری کو جبال میں آپ نے وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے،

آپکی اولاد آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ محمد ہیں آپکا انتقال بھی جبال میں ہوا، اور وہیں مدفون ہوئے آپ جید عالم، مستقیم الاحوال، قائم اللیل صائم النہار تھے، آپ سے لوگوں کو باطنی علوم کے بہت کچھ فوائد پہنچے، آپ کے ایک صاحبزادہ تھا جسکا نام شیخ صالح شر شیق تھا،

حضرت شیخ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی بھی تھیں، جن کا نام شیخۃ النساء زہرہ تھا،

(۴) حضرت شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں میں سے حضرت شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ہیں،

تحصیل علوم اور درس و تدریس آپنے اپنے والد بزرگوار اور ابو الحسن بن خرما دے حدیث سنی، اور تفقہ حاصل کیا، پھر آپنے درس و تدریس کا کام شروع کر دیا، حدیث بیان کی، فتوے دیئے، وعظ کہا، اور تصوف میں جواہر الاسرار اور لطائف الانوار وغیرہ کتب تصنیف کیں،

پھر آپ مصر چلے گئے، اور وہاں جا کر بھی آپنے بکمال فصاحت و بلاغت وعظ گوئی کی، اور حدیث بھی بیان کی،

اہالیان مصر میں سے ابو تراب، ربیعہ بن الحسن، مسافر بن یعمر المصری، حامد بن احمد الارتاجی، محمد بن محمد الفقیہ المحدث، عبد الخالق بن صالح القرشی الاموی المصری وغیرہ نے آپ سے حدیث سنی،

مذاق شعر و سخن آپکو شعر و سخن کا بھی مذاق تھا، چنانچہ مندرجہ ذیل اشعار آپ

اسی کے کہے ہوئے ہیں،

تَحَمَّلْ سَلَامِی نَحْوَ اَرْضِ اَحِبَّتِی
وَ قُلْ لَهُمْ اِنَّ الْغَرِیْبَ مُشَوَّقٌ

تم میرے احباب کیطرف جاؤ، تو اُن سے میرا سلام عرض کرکے یہ کہدینا، کہ وہ غریب الوطن تمہارے اشتیاق محبت سے بھرا ہوا ہے،

فَاِنْ سَئَلُوْا کُمْ کَیْفَ حَالِیْ بَعْدَهُمْ
فَقُوْلُوْا بِنِیْرَانِ الْفِرَاقِ حَرِیْقٌ

پھر اگر وہ تم سے میرا وہ کچھ حال دریافت کریں، تو کہدینا، کہ وہ بس تمہاری آتش فراق سے سوزاں ہے،

فَلَیْسَ لَهٗ اِلْفٌ یَسِیْرُ بِقُرْبِهِمْ
وَلَیْسَ لَهٗ نَحْوَ الرُّجُوْعِ طَرِیْقٌ

اُس کا کوئی بھی ایسا رفیق نہیں ہے، جو اُسے اُس کے احباب کے پاس پہنچا دے، غرض اُس کے تمہارے پاس آنے کی کوئی بھی صورت نہیں ہے،

غَرِیْبٌ یُقَاسِی الْهَمَّ فِیْ کُلِّ بَلْدَةٍ
وَمَنْ لِغَرِیْبٍ فِی الْبِلَادِ صَدِیْقٌ

اپنی غربت کی وجہ سے وہ جہاں جاتا ہے، مصائب جھیلتا ہے، اور ظاہر ہے، کہ بلاد اجنبیہ میں مسافر کا کون غمخوار بنتا ہے،

وفات تاریخ وفات کے متعلق ابن نجار اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں، کہ میں نے آپ کے مزار مبارک پر لکھا دیکھا، کہ بارہویں رمضان المبارک ۵۶۳ھ ہجری کو آپ نے وفات پائی،

آپ کی ذرّیت | بلاد حلب خصوصاً قریہ یاعوبیں کئی قبیلے ایسے ہیں

جو اپنے آپ کو حضرت شیخ عیسٰی رحمۃ اللہ کی ذریت سے ثابت کرتے ہیں، اور عام و خاص بھی اُن کی عزت و وقعت کرتے ہیں، مگر اُن کی نسبت تحقیق معلوم نہیں کہ آیا فی الحقیقت وہ حضرت شیخ عیسٰی علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں، یا کسی اور کی ذریت سے،

(۵) حضرت شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ

حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں میں سے حضرت شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ ہیں،

تحصیل علم آپ نے اپنے والد بزرگوار سے تفقہ حاصل کیا، اور شیخ ابو منصور رح اور قزاز رح وغیرہ سے حدیث سُنی، آپ خوشنویس تھے، آپ صوفی منش اور صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے، تشرع و اتباع، تبتل و انقطاع، فقر و قناعت اور انکسار مسکنت میں یگانۂ وقت تھے،

وفات آپ کی وفات عین عالم شباب میں مورخہ ۱۹ ذی الحجہ ۵۷۵ھ ہجری کو ہوئی اور بغداد کے اندر ہی محلہ حلبہ میں اپنے والد بزرگوار کے مسافر خانہ میں مدفون ہوئے،

(۶) حضرت شیخ یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت منجملہ آپ کے صاحبزادوں کے حضرت شیخ یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ کی ولادت ۵۵۰ھ ہجری میں ہوئی،

علم و فضل آپ نے اپنے والد ماجد اور شیخ محمد عبدالباقی رح سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی، آپ حسن سیرت و مکارم اخلاق میں یگانہ و انکسار

وایثارِ نفس میں منفرد وقت تھے، بہت سے لوگوں کو آپ سے استفادہ ہوا،
آپ اپنے تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے، آپ اپنے صغر سن سے
ہی مصر چلے گئے تھے، اور وہیں پر آپ کے فرزند تولد ہوا، جسکا آپنے عبدالقادر نام
رکھا تھا، پھر آپ اپنی کبر سنی میں مع فرزند بغداد واپس آئے، اور تادم حیات یہیں پر
مقیم رہے،

بشارتِ ولادت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ ہمارے والد بزرگوار سخت علیل ہو گئے، حتیٰ کہ
نصیب اعدا پہنچنے تک کی کوئی امید باقی نہ رہی اسلئے ہم سب آپ کے ارد گرد
بیٹھے ہوئے آبدیدہ ہو رہے تھے، کہ اتنے میں آپ کو کسی قدر افاقہ ہوا، آپ نے
فرمایا، کہ میں ابھی مرنے والا نہیں، تم گریہ وزاری نہ کرو، میری پشت میں ابھی یحییٰ باقی
ہے، اسکا تولد ہونا ضروری ہے،

ہم نے خیال کیا، کہ شاید آپ بیہوشی کی حالت میں فرما رہے ہیں، غرض پھر
آپ کو صحت ہو گئی، اور آپ ایک حبشیہ لونڈی سے ہم بستر ہوئے، جس کے بطن
سے ایک فرزند تولد ہوا، جسکا نام آپنے یحییٰ رکھا،

وفات آپ نے ۶۰۰ھ ہجری میں وفات پائی، اور اپنے والد بزرگوار کے مسافر خانہ میں اپنے برادر مکرم شیخ عبدالوہاب کے ہم پہلو مدفون ہوئے

(۷) حضرت شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ کی ولادت ربیع الاول ۵۳۵ھ ہجری میں ہوئی،

علم دین آپ نے اپنے والد بزرگوار اور شیخ سعید بن البنا سے تفقہ حاصل کیا، اور حدیث سنی، آپ دمشق میں چلے گئے تھے، اور وہیں

آپنے توطن بھی اختیار کیا تھا آپ وہاں افادہ وافاضۂ طالبین میں مشغول رہے ،
آپ کثیر السکوت اور طویل المراقبہ تھے ، انکسار وافتقار سے متصف تھے ،
مذہب آپ کا حنبلی تھا

وفات اخیر عمر میں آپ امراض کے آماجگاہ بنے ہوئے تھے ، شروع جمادی الاخری ۶۱۸ھ ہجری محلہ عقیبیہ دمشق میں آپ نے وفات پائی ، مدرسہ مجاہدیہ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی ، اور جبل قاسیون میں آپ مدفون ہوئے
آپ نے اپنے برادران میں سب سے اخیر وفات پائی ،

(۸) حضرت شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے صرف اپنے والد بزرگوار ہی سے تفقہ حاصل کیا ، اور حدیث سنی ، آپ صاحب اذواق ومواجید اور صاحب سرور وولولہ تھے ، رات کا وقت اکثر طور پر توبہ واستغفار اور گریہ وزاری میں گذارا کرتے تھے ، غربت وخاموشی کے ساتھ موصوف تھے ، بہت سے لوگوں کو آپ کے ذریعہ سے نفع ونفا حاصل ہوئی ،
آپ واسط چلے گئے ، اور ۵۹۲ھ ہجری میں وہیں پر آپ نے وفات پائی ،

(۹) حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپنے اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا ، اور سعید بن النبا رؒ وابو الوقت وغیرہ شیوخ سے حدیث سنی ، بہت سے لوگ آپ سے مستفید ومستفیض ہوئے ،
پچیس ذی قعدہ ۶۰۰ھ ہجری کو بغداد میں آپ کا انتقال ہوا ، اور وہیں مقبرہ حلبہ میں آپ مدفون ہوئے ،

(۱۰) حضرت شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بھی اپنے والد ماجد اور سعید بن البناءؒ سے حدیث سنی، آپ ظاہری و باطنی علوم کے جامع اور صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے، بکثرت لوگوں نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے،

آپ کی ولادت ۵۰۸ھ ہجری کو ہوئی، اور ۱۰ صفر ۵۸۹ھ ہجری کو بغداد کے اندر آپ نے انتقال فرمایا،

مشاہیر خلفاء

جن علماء نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے شریعت و طریقت کا خرقہ پہنا، اور خلافت و اجازت حاصل کی، ان کی تعداد تو بہت ہے، مگر یہاں صرف مشاہیر کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں،

(۱) امام ابو عمرو عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلامت قرشیؒ (۲) فخر الفقہاء قاضی ابو یعلیؒ (۳) حضرت ابو الفتح نصر بن فتیان بن مطر حنفیؒ (۴) حضرت شیخ امام ابو محمد محمود بن عثمان جونہ فروشؒ (۵) حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ بن خشابؒ (۶) حافظ ابو الخیر عبد المغیث بن زہیر بن زراد بن علوی حریمیؒ (۷) امام ابو عمرو عثمان بن اسمٰعیل بن ابراہیم سعدی ملقب بہ شافعی زمانؒ (۸) حضرت شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن ثابت المعروف ابن الکیزانیؒ (۹) حضرت شیخ ابو محمد رسلان بن عبداللہ بن شعبانؒ (۱۰) شیخ العارفین ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی عطارؒ (۱۱) حضرت شیخ ابو عبداللہ محمد بن

ابی المعالی آذانیؒ (۱۲) حضرت شیخ ابوعبداللہ بن سنانؒ، (۱۳) حضرت شیخ ابوعلی حسن بن عبداللہ بن رافع انصاریؒ (۱۴) حضرت شیخ محمد ابوطلحہ بن مظفرؒ (۱۵) حضرت شیخ ابوالخلیل احمد بن السعدین وہب بن علی بغدادیؒ (۱۶) تاج العلماء حضرت شیخ ابوالبقا محمد ازہری (۱۷) حضرت علامہ ابوالحسن علی بن احمد بن وہب ازجیؒ (۱۸) قاضی القضاۃ حضرت ابوالحسن علیؒ (۱۹) قاضی القضاۃ علامہ ابوالقاسم عبدالملک بن عیسیٰ بن ادریس ماردینی شافعیؒ (۲۰) حضرت قاضی ابوطالب عبدالرحمٰن مفتی عراق (۲۱) شیخ امام ابواسحٰق ابراہیم بن مربیل بن نصر مخزومیؒ (۲۲) حضرت شیخ ابوعبداللہ محمد بن رسلان بن عبداللہ فقیہ شافعیؒ (۲۳) علامہ ابوبکر عبداللہ بن نصر بن حمزہ تیمی بکری صدیقی بغدادی مفتی عراق (۲۴) حضرت شیخ ابومحمد عبدالجبار بن ابی الفضل بن فرج بن حمزہ ازجی ثقفی حصریؒ (۲۵) حضرت علامہ فقیہ ابوالحسن علی بن ابی طاہر بن ابراہیمؒ (۲۶) امام ابوعبداللہ عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی (۲۷) امام ابوعمر محمد بن احمد بن محمد قدامہ مقدسیؒ (۲۸) امام ابواسحٰق ابراہیم بن عبدالواحد مقدسی (۲۹) شیخ امام موفق الدین ابومحمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسیؒ (۳۰) قاضی القضاۃ حضرت شیخ ابوالفتح محمد بن قاضی ابوالعباس احمدؒ (۳۱) حضرت شیخ ابومحمد عبداللہ بن حسین بن ابی الفضل جبائیؒ (۳۲) نخبۃ القدار

۵؎ آپ نے حضور غوثیت مآب سے علم حاصل کیا اور خرقہ پہنا۔ حضور کی وفات کے بعد آپ نے حضور کی پاک زندگی کے مقدس حالات ایک کتابی صورت میں قلمبند کئے، جس کا نام انوار الناظر فی معرفۃ اخبار الشیخ عبدالقادر رکھا آپ عراق کے مفتی تھے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں سب سے قبل جو کتاب میدان تصنیف میں نکلی، وہ یہی انوار الناظر تھی ۱۲ منہ رح

والفقہا حضرت شیخ ابو القاسم خلف بن عیاش بن عبد العزیز مصری رح (۴۳) رأس المتکلمین حضرت شیخ امام نجم الدین ابو الفرج عبد المنعم بن علی بن نصیر بن صیقل حرانی رح (۴۴) استاد الفقہا حضرت شیخ ابو الحسن علی بن ابراہیم بن حداد یمنی رح (۴۵) حضرت شیخ ابو محمد عبد اللہ اسدی رح (۴۶) حضرت شیخ ابو حفص عمر بن احمد یمنی رح (۴۷) حضرت شیخ ابو محمد دافع بن احمد رح (۳۸) حضرت شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن بشارۃ بن یعقوب عدنی رح (۳۹) حضرت شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بن ابی العز بغدادی (۴۰) حضرت شیخ صالح ابو عبد اللہ شاہ میر بن محمد بن نعمان جیلانی رح (۴۱) حضرت شیخ ابو عبد اللہ بطائحی بعلبکی رح (۴۲) حضرت شیخ علامہ امام ابو محمد ابراہیم بن محمود بعلبکی رح (۴۳) حضرت شیخ امام ابو الحرم مکی بن امام ابو عمرو عثمان بن اسمٰعیل بن ابراہیم سعدی رح (۴۴) حضرت شیخ ابو البقا صالح بہاء الدین نور الاسلام رح (۴۵) حضرت شیخ امام ابو البقا عبد اللہ بن حسین بن عبد اللہ عکبری بصری نابینا رح (۴۶) حضرت شیخ ابو محمد عبد الرحمٰن ابن امام ابو حفص عمر بن غزال واعظ رح (۴۷) حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن شیخ امام ابو محمد

لہ انہوں نے حضور غوثیت مآب علیہ الرحمۃ سے حج کے موقع پر خرقہ لیا تھا ۱۲ منہ رح تہ آپ فقہا نحویوں، فرضیوں، لغویوں، اصولیوں کے سردار مختلف علوم کے امام اور متعدد تصانیف کے مصنف تھے جب آپ حضور غوثیت مآب کی مجلس میں پہلی دفعہ گئے، تو آپ نے دل میں کہا، کہ میں اس عجمی کے کلام کو کیا سنونگا ابھی آپ کے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا، کہ حضور غوثیت مآب نے اپنا کلام قطع کرکے فرمایا، کہ اے دل اور آنکھ کے اندھے تو اس عجمی کے کلام کو کیا سنے گا، بس اس کے سنتے ہی آپ نہ رہ سکے، اور منبر کے پاس جاکر حضور کے قدموں پر گر پڑے، حضور نے کچھ دیر توجہ دی، پھر آپکو خلعت خرقہ سے سرفراز فرمایا، ۱۲ منہ رح

محمود جوتہ فروش (۴۸) حضرت شیخ ابو العباس احمد بن شیخ ابوبکر احمدؒ (۴۹)
حضرت شیخ ابوبکر عتیق بن ابی الفضلؒ (۵۰) امام حافظ ابو محمد عبد اللہ بن
ابی نصر محمود بن المبارک جباندی معروف تاج الحفاظؒ (۵۱) حضرت شیخ
حافظ ابو عبد اللہ محمد بن ابی المکارم نفس بن بختیار بن ابی نصر بعقوبیؒ
(۵۲) حضرت علامہ ابو عبد الملک زیان بن ابی المعالی بن راشد بن نبہان
عراقیؒ (۵۳) حضرت شیخ امام ابو احمدؒ (۵۴) حضرت شیخ امام ابو الفرج
عبد الرحمن بن شیخ ابو العلی نجم بن شرف الاسلام ابو البرکات عبد الوہاب
(۵۵) حضرت شیخ ابو المجد عیسیٰ بن امام موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن
احمد بن محمد قدامہ مقدسیؒ (۵۶) حضرت شیخ ابو موسیٰ عبد اللہ بن حافظ
ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسیؒ (۵۷) حافظ ابو عبد اللہ محمد بن
عبد الواحد بن عبد الرحمن مقدسیؒ (۵۸) حضرت شیخ ابو الفتوح یحییٰ
بن شیخ ابو السعادت سعد اللہ بن حسینؒ (۵۹) حضرت شیخ ابو الفتوح
نصر بن ابی الفرج محمد بن علی بغدادی (۶۰) حضرت شیخ ابو محمد یوسف
بن المظفر بن شجاع عاقولی ازجی صنہارؒ (۶۱) حضرت شیخ ابو العباس
احمد بن اسمٰعیل بن ابی البرکات مبارک بن حمزہ بن حسین بن ازجیؒ
(۶۲) حضرت شیخ فقیہ ابو الفضل اسحٰق بن احمدؒ (۶۳) حضرت شیخ امام
ابو القاسم ہبۃ اللہ بن احمدؒ (۶۴) حضرت شیخ عبد اللہ محمد بن سعدویہ
صریفینیؒ (۶۵) حضرت شیخ علامہ اسحٰق بن ا[illegible] بن سعد داری علثی
حنبلیؒ (۶۶) حضرت شیخ ابو طاہر بن شیخ ابو العباس احمد بن علی بن
خلیل بن ابراہیم بن خلیل جوسقی صرصریؒ (۶۷) حضرت شیخ ابوبکر محمد بن
عمر بن ابی بکر بن عبد اللہ ازجیؒ (۶۸) حضرت شیخ ابو محمد عبد القادر بن

عثمان بن ابی البرکات رحمۃ اللہ علیہ (۶۹) حضرت شیخ ابو محمد عبد العزیز بن دلف بن ابی طالب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (۷۰) حضرت شیخ ابو محمد عبد العظیم بن شیخ ابو محمد عبد الکریم بن محمد مصری رحمۃ اللہ علیہ (۷۱) حضرت شیخ امام حافظ ابو منصور عبد اللہ بن محمد بن ولید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (۷۲) حضرت شیخ ابو الفرج عبد المحسن رحمۃ اللہ علیہ (۷۳) حضرت شیخ امام ابو محمد ابراہیم بن محمود بن جوہر بعلبکی رحمۃ اللہ علیہ (۷۴) حضرت شیخ فقیہ ابو عبد اللہ محمد بن حسین بن عبد اللہ بن عیسیٰ بن ابی الرجال یونینی بعلبکی رحمۃ اللہ علیہ (۷۵) حضرت شیخ صوفی ابو عبد اللہ محمد بن عبد الصمد بن ابی عبد اللہ بن حمائلی بن خلیل بن راشد انصاری رحمۃ اللہ علیہ۔

بعض اکابر مشائخ کا تذکرہ

اور

آپ کی عظمت و بزرگی کا زبردست ثبوت

اب آخر میں میں ضروری سمجھتا ہوں، کہ اُن اکابر[1] مشائخ میں سے صرف چند ایک کے مناقب و حالات ذرا تفصیل کے ساتھ قلمبند کروں، جنہوں نے آپ کے ظہور کے متعلق بشارات دی تھیں، یا جن سے آپ نے علم طریقت حاصل کیا تھا، یا جنہوں نے آپ کی حیات میں آپ کے کمالات اور آپ کی بزرگی و عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی مدح سرائی کی تھی، تاکہ کم از کم اتنا تو معلوم ہو جائے کہ آپ کا مرتبہ اور پایہ کس قدر بلند ہے۔

---

[1] ان سب مشائخ کے حالات بہجۃ الاسرار کے آخری حصہ میں مذکور ہیں ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

ان سب اکابر مشائخ کے اسمائے گرامی سیرت میں جا بجا گزر چکے ہیں، اب اُن کے قدرے تفصیلی حالات ملاحظہ ہوں،

(۱) حضرت شیخ ابوبکر بن ہوار بطائحی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کُردوں کے ایک قبیلہ ہوار میں سے تھے، آپ عراق کے پہلے شیخ ہیں جنہوں نے عراق میں مشیخیت کی بنیاد قائم و مضبوط کی۔

آپ نہایت خلیق، متواضع، متبع شرع اور صاحب کرامات تھے، حقائق و معارف اور علوم موارد میں آپ کا قدم راسخ تھا،

آپکے ابتدائی حالات

کہتے ہیں، کہ ابتداء میں آپ لوٹ مار کیا کرتے تھے، آپ کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ اس کام میں شریک تھے، ایک رات آپنے ایک عورت کو اپنے شوہر سے کہتے ہوئے سُنا کہ تم یہیں اُتر جاؤ، ایسا نہ ہو، کہ آگے جاکر ابن ہوار اور اس کے ساتھی ہمیں پکڑ لیں، اس آواز کا آپ کے کان میں پڑنا ہی تھا کہ بے اختیار ٹپ ٹپ آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، اور آپنے زار زار رونا شروع کر دیا اور فرمانے لگے، کہ افسوس! **لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں، اور میں اللہ تعالےٰ سے نہیں ڈرتا،**

غرض یہ آواز آپ کے لئے اکسیر ہو گئی، آپ معًا تائب ہو گئے، اور آپکے رفقا نے بھی توبہ کی،

پھر آپ کسی ایسے عارف اعظم، کسی ایسے مصلح اکبر اور کسی ایسے شیخ طریقت کی جستجو میں نکلے، جو نفس کی سرکشی کو مٹا کر اس کی خواہشات کو معدوم کر کے اس کی اصلاح کرے، جو مسیحا بن کر روحانی بیماریوں کا علاج کرے، اور جو شیطان سے ہٹا

کر رحمٰن تک پہنچادے،

مگر عراق میں اُسوقت کوئی ایسا شیخ طریقت مشہور و معروف نہ تھا، جو آپ کے عقدہ کو حل اور آپ کے مقصد کو پورا کرتا،

خرقۂ ولایت

الغرض آپ اِسی جستجو اور تلاش میں تھے، کہ اچانک ایک رات خواب میں کیا دیکھتے ہیں، کہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں، آپ نے حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا، کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے خرقہ پہنائیے، حضور نے آپ سے فرمایا، کہ ابن ہوارا! میں تمہارا نبی ہوں، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیطرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ تمہارے شیخ ہیں، **تم اپنے ہمنام سے خرقہ پہن لو،**

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ایک چادر اور ٹوپی پہنائی، اور آپ کے سر پر اپنا دست مبارک پھیر کر فرمایا، کہ خداے تعالےٰ تمہیں برکت دے، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے فرمایا، کہ **ابو بکر! تم عراق میں اہل طریقت کی سُنّت زندہ کروگے**

رجوع خلق

جب آپ بیدار ہوئے تو بعینہٖ آپنے وہی چادر اپنے جسم پر اور وہی ٹوپی اپنے سر پر پائی، بس پھر کیا تھا، تمام عراق میں چرچا ہوگیا، کہ ابن ہوارؒ مولا کا قرب حاصل کر چکے ہیں، چاروں طرف سے خلقت آپ پر ٹوٹ پڑی، ہزار ہا مشائخ اور اہل سلوک آپ کی صحبت میں رہکر مستفید ہونے لگے،

آپکا کلام

حقائق و معارف کے متعلق آپ کا کلام مشہور و معروف ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے، کہ حکمت عارفوں کے قلوب میں لسانِ تصدیق سے

زاہدوں کے قلوب میں لسانِ تعظیم سے، نیک لوگوں کے قلوب میں لسان توفیق سے، امریدوں کے قلوب میں لسان ذکر سے اور محبوں کے قلوب میں لسان شوق سے ناطق ہوا کرتی ہے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ سے لو لگانا غیر سے جدائی اور غیر سے لو لگانا خدائے تعالےٰ سے جدائی کرنا ہے، جبکہ خدا تعالےٰ اپنی ذات وصفات میں واحد ہے، تو طالب کو چاہیے کہ یہ بھی سب سے تنہا ہو کر واحد ہو جائے، مشتاق کی یہ شان ہے کہ سب کو چھوڑ کر محبوب کو اختیار کرے، تاکہ اس پر حقائق و معارف کے در کھل جائیں، اور لسانِ ازل غیب سے اپنی طرف بلائے۔

آپ کی کرامات

آپ کی کرامات مشہور اور زبان زد خلائق ہیں۔

آپکے مزار پر گوشت کا نہ گلنا

چنانچہ کہتے ہیں، کہ آپ کے مزار پر چربی اور گوشت پکانے سے بالکل نہیں گلتا، بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے، کہ یہ آپ کی دعا کا اثر ہے۔

شیر سے ہمکلامی

حضرت شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ ایک زمانہ میں مَیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا، آپ تن تنہا جنگل میں تشریف رکھا کرتے تھے، اور شیر آپ کے قدموں پر لوٹا کرتے تھے،

ایک دفعہ میں نے آپ کے سامنے ایک بہت بڑا شیر بیٹھا دیکھا، ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ گویا یہ آپ سے کچھ کہہ رہا ہے، اور آپ اسے جواب دے رہے ہیں، جب شیر اٹھکر چلا گیا، تو میں نے آپ سے دریافت کیا، کہ وہ کیا کہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اُس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ تین روز سے مجھے غذا نہیں ملی، اس لئے میں بھوکا ہوں، آج صبح کو میں نے خدائے تعالےٰ سے فریاد کی، تو مجھے بتلایا گیا، کہ

غذا قریہ ہمامیہ میں ہے ، جسے تو مشقت کے بعد حاصل کریگا اس لئے میں اس
ف سے خائف ہوں تو اس وقت میں نے اُسے جواب دیا ، کہ تیری داہنی جانب
سے زخم پہنچیگا ، جو ایک ہفتہ کے بعد اچھا ہوجائیگا ،

شیخ شنبکیؒ فرماتے ہیں ، کہ میں یہ سنتے ہی ہمامیہ گیا ، جب وہاں پہنچا ، تو کیا دیکھتا
ہوں ، کہ شیر وہاں موجود ہے ، اُس کے دائیں بازو میں زخم ہے ، اور وہ بکری کو کھینچے
ہوئے جارہا ہے ، پھر ایک ہفتہ بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ، تو میں نے
دیکھا کہ شیر آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا ، اور اُس کا زخم بھی اچھا ہوچکا تھا ،

کنوئیں کا پانی شیریں ہوجانا

نیز مشہور ہے ، کہ ایک دفعہ آپ نے ایک کھاری
کنوئیں میں وضو کیا ، تو آپ کے وضو کرنے سے
اس کا پانی شیریں ہوگیا ، اور اُس میں بکثرت
پانی آنے لگا ،

احیائے موتیٰ

حضرت شیخ احمد بن ابی الحسن علی الرافعی رحمۃ اللہ علیہ
کا بیان ہے ، کہ آپ کے پاس جنگل میں سے ایک عورت
آئی ، اور کہنے لگی ، کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا ، وہ آج دجلہ میں غرق ہوگیا ہے ، میں خدا کی
قسم کھا کر کہتی ہوں ، کہ آپ کو خدائے تعالےٰ نے اتنی طاقت دی ہے ، کہ میرے
بیٹے کو میرے پاس لوٹا دیں ، اگر آپ ایسا نہ کریں گے ، تو میں قیامت کے دن خدا
اور اس کے رسول سے شکایت کرونگی ،

اس عورت کا کلام سنکر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے ، پھر فرمایا ، کہ چل ! مجھکو
بتلا ، کس جگہ تیرا لڑکا غرق ہوا ہے ، وہ آپ کو لے کر دجلہ کے کنارے پر آئی ، جب
آپ قریب پہنچے ، دیکھا ، کہ اس کا بیٹا پانی پر مردہ تیر رہا ہے ، آپ تیرتے ہوئے
اُس کی لاش تک گئے ، اور اُسے اپنے کندھے پر اُٹھا لائے ، اور اُس کی ماں کو

دیگر فرمایا، کہ لو اسے لے جاؤ، میں نے اسے زندہ ہی پایا ہے، یہ عورت اپنے لڑکے کو لیکر چلی آئی، اور وہ اس کے ساتھ اس طرح چلا آیا، کہ گویا اُس پر کوئی واقعہ گذرا ہی نہ تھا،

آپ کی وفات بطائح میں آپ سکونت پذیر تھے، اور وہیں پر آپ نے وفات پائی،

کہتے ہیں کہ جب آپکا انتقال ہوا تو اطراف جنگل سے رونے اور چلّانے کی آواز آتی تھی، مگر رونے والا کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا، کہا جاتا ہے، کہ یہ جنات کی آواز تھی

حضور غوثیت مآبؒ کے متعلق آپ کی بشارت حضرت شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ میں نے حضرت شیخ ابو بکر بن ہوارا رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا، وہ فرماتے تھے، کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہیں،

(۱) معروف کرخیؒ (۲) احمد بن حنبلؒ (۳) بشر حافی (۴) منصور بن عمار (۵) جنید (۶) سری (۷) سہل بن عبداللہ تستریؒ (۸) عبدالقادر جیلانیؒ

ہم نے عرض کیا، کہ حضور! عبدالقادرؒ کون بزرگ ہیں، فرمایا، کہ ایک عجمی شریف ہوگا، جو بغداد میں رہیگا، اور اس کا ظہور پانچویں صدی میں ہوگا

(۲) حضرت شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر عارفین اور ائمہ محققین میں اعلیٰ پایہ کے بزرگ تھے اکرد ب کے ایک قبیلہ شنابکہ میں سے تھے، حداویہ نام ایک گاؤں میں سکونت پذیر تھے

مسند خلافت آپ اپنے پیر طریقت حضرت شیخ ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مسند سلوک وارشاد پر جلوہ افروز ہوئے

آپ اعلیٰ درجہ کے وافر العقل، کامل الحیاء، متبع شرع، بلند ہمت، عالی مرتبہ اور کرامات خارقہ، افعال ظاہرہ، اشارات نورانیہ، اسرار قدسیہ، انفاس ملکوتیہ کے صاحب تھے،

ابتدائی حالات

ابتداء میں آپ بھی لوٹ مار کیا کرتے تھے، ایک روز آپ نے اپنے رفقاء کی معیت میں حضرت شیخ ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کے قریہ کے قریب ایک قافلہ کو لوٹا، اور مال تقسیم کرکے روانہ ہوئے، جب آپ حضرت شیخ ابو بکر بن ہوارؒ کے حجرے کے قریب پہنچے، تو اچانک شیخ کی توجہ سے آپ پر خشیت الہی طاری ہوگئی، بے اختیار آپ کی آنکھوں سے سیل اشک جاری ہوگئے، اور آپ اپنے رفقاء کو مخاطب ہوکر کہنے لگے، کہ تم لوگوں کو اختیار ہے، جہاں چاہو چلے جاؤ، مجھے اب اپنے دل پر قابو نہیں، میرے دل پر تو شیخ ابو بکر بن ہوارؒ نے قبضہ کر لیا ہے،

آپ کے سب رفقاء نے یکزبان ہوکر کہا، کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں، اور جو کچھ مال اُن کے پاس تھا، وہ سب زمین پر ڈالدیا، پھر سب نے حضرت ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر سچی توبہ کی،

وصول الی اللہ

پھر آپ حضرت شیخ ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تین روز رہے، پہلے روز آپ نے دنیا کو ترک کیا، دوسرے روز آپ نے آخرت کی طرف رجوع کیا، تیسرے روز آپنے ماسوا سے روگردان ہوکر صرف اللہ تعالیٰ کو طلب کیا، سو اُسے بھی پالیا، یہ سب کچھ حضرت شیخ ابو بکر بن ہوارؒ کی توجہ تھی، کہ آپ نے تین ہی روز میں منازل سلوک طے کر لئے،

آنا نکہ مس عیب را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

قبولیت عامہ منازل سلوک طے کرنے کے بعد آناً فاناً اطراف وجوانب میں آپ کی شہرت ہوگئی، جوق در جوق لوگ آپ کے پاس آنے شروع ہوگئے، مشائخ نے آپ کی صحبت میں رہکر فیض اُٹھانا شروع کر دیا

آپکی کرامات کرامات وخرق عادات اور آثار قرب الہی بکثرت آپ سے ظاہر ہونے لگے، آپ کی دعا سے بہروص، المجنون اور نابینا تندرست ہو جاتے تھے،

احیاء واماتت طیور ایک روز کا واقعہ ہے، کہ آپ جنگل میں پانی کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے، کہ اچانک قریباً سو سے زائد پرندے آپ کے ارد گرد آبیٹھے، اور مختلف آوازوں میں چہچہانے لگے، آپنے آسمان کیطرف نظر اُٹھا کر فرمایا، کہ اے پروردگار! یہ میرے قلب میں تشویش پیدا کرتے ہیں، آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ تمام پرندے مر گئے، یہ دیکھکر آپنے فرمایا، کہ اے پروردگار! تجھے خوب معلوم ہے، کہ میں نے ان کے مر جانے کا ارادہ نہیں کیا تھا، ابھی آپ کی زبان سے یہ الفاظ نہ نکلے تھے، کہ سب پرندے زندہ ہو گئے اور اُڑ کر چلے گئے،

شراب کا پانی ہو جانا اسی طرح ایک مرتبہ آپ کا ایک ایسی مخفل پر گذر ہوا، جسمیں شراب کے دور چل رہے تھے، اور سرود وراگ کے آلات اُس میں مہیا تھے، آپ نے اُن لوگوں کا حال دیکھکر بارگاہ تعالےٰ کی درگاہ میں عرض کی، اے مولا! تو ان کا حال درست کر دے، آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ انکی شراب صاف وشیریں پانی ہوگئی، یہ دیکھتے ہی اہل مجلس پر خشیت الہی طاری ہوگئی

سب نے بے اختیار ہو کر چیخنا چلانا شروع کر دیا، ہر ایک نے اپنے اپنے کپڑے چاک کر ڈالے، اور آلات سرود و راگ توڑ ڈالے، کچھ دیر بعد جب سکون ہوا، تو سب نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔

امداد غیبی

ایک دفعہ آپ کی خدمت میں آپ کا ایک حلقہ بگوش آیا، اور عرض کرنے لگا، کہ حضور! مجھے ضروریات نے تنگ کر رکھا ہے، آپ کسی آدمی کو بادشاہ کے پاس بھیجئے تاکہ ضروریات کو پورا کرنے کیلئے وہ مجھے تھوڑا سا مال دیدے، آپ خاموش رہے۔

اگلے دن وہ مرید آیا، اور عرض کرنے لگا، کہ حضور! کیا جناب نے کسی کو سلطان کے پاس بھیجا تھا، کیونکہ ضرورت سے زیادہ مجھکو کوئی مال دے گیا ہے، تو آپنے فرمایا ہاں! میں نے بڑے سلطان (حق تعالےٰ) کی خدمت میں عرض کیا تھا، تو وہاں سے مجھے یہ جواب ملا تھا، کہ جب تک وہ زندہ رہیگا، ہم مخلوق میں سے کسی کا اُس کو محتاج نہ کرینگے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی بشارت

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا، کہ آپ بارگاہ خداوندی سے میرا حال دریافت کریں، آپ تھوڑی دیر سر بمراقبہ رہے، پھر فرمانے لگے، کہ مجھ سے تمہاری نسبت کہا گیا ہے،

نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ۝ یہ ہمارا کیا ہی اچھا بندہ ہے، جو ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرتا ہے،

پھر فرمایا، کہ آج رات تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھو گے، آپ بھی تمہیں اس بات کی بشارت دینگے، چنانچہ یہ شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوئے، اور آپ نے اُن سے فرمایا، کہ شیخ نے تم سے سچ

کہا ہے ، بیشک تمہاری نسبت یہی کہا گیا تھا ،

وفات آپ کی وفات کبر سنی میں بطائح سے قریب صداد یہ نام گاؤں میں ہوئی تھی ، آجتک آپ کا مزار وہاں موجود ہے ، جس کی زیارت کی جاتی ہے ،

بشارت آپ نے بھی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ظہور کی بشارت دی تھی ،

(۳۱) حضرت شیخ عزاز بن مستودعی بطائحی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابر مشائخ عراق میں سے تھے اعلیٰ درجہ کے متبع سنت اور صاحب مجاہدہ و مراقبہ تھے ، بڑے بڑے مشائخ ، صلحا ، بُدلا ، نجبا ، عبّاد اور زہاد سے آپنے علم طریقت حاصل کیا تھا ، علما و مشائخ زمانہ آپ کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے

آپ کے ارشادات معارف و حقائق اور حِکم و دقائق کے متعلق آپ کا کلام عالی ہوتا تھا ،

چنانچہ قلب کی نسبت آپ فرماتے ہیں ، کہ قلب سلیم وہ ہے ، جو نیچے کیجانب سے وفا کیطرف ، اوپر کیجانب سے رضا کیطرف ، داہنی جانب سے عطا کیطرف ، بائیں جانب سے مقاصد حقیقت کیطرف ، سامنے سے لقا کیطرف ، اور پیچھے سے بقا کیطرف اشارہ کرے ،

اسی طرح آپ فرماتے ہیں ، کہ ارواح شوق و اشتیاق سے لطیف ہو جاتی ہیں ، اور حقیقت سے ٹکرا کر ہمیشہ مشاہدہ کے دامنوں سے متعلق رہتی ہیں ، پھر انہیں معلوم ہو جاتا ہے ، کہ خدائے تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ،

تصوف کے متعلق آپ فرماتے ہیں ، کہ تصوف یہ ہے ، کہ اللہ تعالےٰ کے

ساتھ بلا فکر جلوس ہو،

آپ فرماتے ہیں، کہ تجرید ایک بجلی ہے، جو بقایا کو جلا دیتی، رسوم کو مٹا دیتی اور موجودات کے مشاہدہ سے بچا دیتی ہے۔

وجد ایک نور ہے، جو اشتیاق کی آگ کے ساتھ ملکر روشن ہوتا ہے، اور بقایا کو جلا دیتا ہے، جسمانی صورتوں پر اس کے آثار چمکتے ہیں،

محبت ایک پیالہ ہے، جس کی سوزش اور بھڑک سینوں میں ہے، جب یہ محبت قلوب میں قرار پکڑتی ہے، تو وہ فنا ہوجاتے ہیں، جب نفوس میں جگہ پکڑتی ہے، تو وہ لاشئے ہوجاتے ہیں، جب ارواح سے ملتی ہے، تو وہ اڑ جاتی ہیں، جب عقلوں سے ملتی ہے، تو وہ بے ہوش ہوجاتی ہیں، جب فکروں سے ملتی ہے، تو وہ حیران ہوجاتی ہیں،

آپ کی کرامات آپ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں،

شاخ کا جھک جانا چنانچہ ایک دفعہ آپ نخلستان میں جا رہے تھے، کہ اچانک آپ کو کھجور کھانے کی خواہش ہوئی، معاً خواہش پیدا ہوتے ہی کھجور کے ایک درخت کی شاخ جھک کر آپ کے قریب ہوگئی، آپ نے اس سے کھجور توڑ کر کھائی، پھر وہ شاخ اونچی ہوگئی،

شیر کا مر جانا ایک دفعہ آپ کا ایک ایسے شیر پر گذر ہوا، جس نے ایک نوجوان کو شکار کرتے ہوئے اس کی پنڈلی کی ہڈی توڑ ڈالی تھی، پنڈلی ٹوٹتے وقت یہ نوجوان اس زور سے چیخا، کہ شیر دہشت کھا کر بھاگا، آواز سنکر اوپر سے آپ جا پہنچے، آپ نے اپنے سامنے ایک کنکر پڑا دیکھا، اسی کو اٹھا کر شیر کی طرف پھینکا، معاً شیر مر گیا، پھر آپ نے اس نوجوان کی پنڈلی کی ہڈی پر اپنا دست مبارک پھیرا، تو فوراً وہ ہڈی جڑ گئی، اور یہ نوجوان تندرست ہوکر دوڑتا ہوا اپنے گھر

چلا گیا،

غیب سے طعام کا آنا

آپ کے خادم شیخ ابو المعمر اسمٰعیل بن برکات واسطیؒ کا بیان ہے، کہ میں نے اپنے شیخ عز ازؒ سے سُنا، وہ فرماتے تھے، کہ ابتداء میں مجھپر ایک ایسا حال وارد ہوا، جس سے میں متواتر چالیس دن تک حالت استغراق میں رہا، اس عرصہ میں میں نے نہ ہی کچھہ کھایا اور نہ پیا پھر میں ہوش میں آیا، اس کے بعد سترہ دن اور گذر نے پر میں اپنی عادت کیطرف لوٹا اسوقت میں دجلہ کے کنارہ پر تھا، کہ مجھے موجوں کے درمیان کچھہ کچھہ کالی کالی صورتیں نظر آئیں، جب یہ صورتیں مجھ سے قریب ہوئیں، تو میں نے دیکھا، کہ یہ تین مچھلیاں تھیں، ایک مچھلی کی پشت پر دو روٹیاں تھیں، اور دوسری مچھلی کی پشت پر ایک برتن میں بھنی ہوئی مچھلی تھی، اور تیسری مچھلی کی پشت پر سرخ برتن میں پانی بھرا ہوا تھا، یہ تینوں مچھلیاں آکر انسان کیطرح اپنی اپنی پشت پر کی چیز میرے سامنے اتار کر واپس چلی گئیں، میں نے کھانا کھایا، اور پانی پیا، یہ کھانا لذت میں اور یہ پانی حلاوت میں دنیا کی اشیاء کے بالکل مشابہ نہ تھا، جب میں کھاپی کر خوب سیر ہو گیا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ کھانا اُتنے کا اتنا ہی موجود ہے، اس میں کچھہ بھی کم نہیں ہوا، پھر میں اُسے ویسا ہی چھوڑ کر واپس چلا آیا،

آپکی وفات

آپ کی وفات بطائح میں ہوئی، آجتک آپ کا مزار وہاں پر موجود ہے، جو زیارت گاہ خلائق ہے، آپ کے سنّ تولد یا سنّ وفات کی تاریخ معلوم نہیں،

حضور غوثیت مآبؒ کی آمد کی خبر

آپ نے ۴۸۹ھ ہجری میں بشارت دی تھی کہ عنقریب سرزمین بغداد میں ایک عجمی جوان داخل ہوگا، جس کا نام عبدالقادرؒ ہوگا، وہ

اپنے وقت کے مشائخ سے بزرگی، عظمت اور کرامات میں سبقت لے جائیگا۔

(۴) حضرت شیخ منصور بطائحی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے زمانہ کے محققین، عارفین اور مقربین میں اعلیٰ پایہ اور مرتبہ رکھتے تھے،

آپ صاحب کرامات، متبع سنت، مجیب الدعوات اور صاحب حال تھے، مراتب قرب وخلوت نشینی میں آپ کا درجہ بلند تھا،

آپ بطائح میں سکونت پذیر تھے،

آثار ولایت آپ پشت پدر سے رحم مادر میں داخل ہوئے، تو ایام حمل میں آپ کی والدہ ماجدہ حضرت شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا[1] کرتی تھیں، جب آپ آتیں، تو شیخ موصوف تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے،

آپ سے اسکا سبب دریافت کیا گیا، تو آپنے فرمایا، کہ میں اس بچہ کی تعظیم کے لئے اٹھتا ہوں، جو اس کے شکم میں ہے، کیونکہ وہ خدا کے مقربین سے ہے،

آپکا کلام آپ کا کلام اور آپ کے ارشادات بھی مشہور ہیں،

چنانچہ محبت کی نسبت آپ سے کسی نے دریافت کیا، تو آپنے فرمایا، کہ اہل محبت ہمیشہ سکر میں رہتے ہیں، اور اس کی شراب پی کر حیرت زدہ ہوجاتے ہیں اسکر سے نکلتے ہیں، تو حیرت میں، اور حیرت سے نکلتے ہیں، تو سکر میں آگھرتے ہیں، پھر آپنے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے ؎

اَلْحُبُّ سُکْرٌ خُمَارُہٗ التَّلَفُ ۔۔۔ یَحْسُنُ فِیْہِ الذُّبُوْلُ وَالدَّنَفُ

---

[1] آپ کی والدہ اور شیخ موصوف کے درمیان قریب کا کوئی جدی رشتہ تھا ۱۲ منہ رح

محبت وہ نشہ ہے، کہ جسکا خمار تلف ہوجاتا ہے، اور جیسیں کہ لاغر اور ہمیشہ بیمار رہنا خوش لگتا ہے۔

وَالْحُبُّ كَالْمَوْتِ يُفْنِيْ كُلَّ ذِيْ شَغَفٍ ... وَمَنْ يَطْعَمْهُ اَوْدٰى بِهِ التَّلَفُ

محبت موت کی طرح ہے، جو کہ ہر عاشق کو فنا کر دیتی ہے، جو شخص اس کا مزہ چکھتا ہے وہی مر جاتا ہے،

پھر آپنے ایک سبز ترو تازہ درخت کے پاس کھڑے ہو کر سانس لیا، وہ خشک ہوگیا، اور اس کے پتے جھڑ پڑے، اس کے بعد آپنے فرمایا، کہ محبت تو وہ ہولناک آواز ہے کہ اگر درختوں پر گرے، تو درخت مٹ جائیں، اگر سمندروں پر پڑے، تو سمندر مضطرب و بیقرار ہوجائیں، اگر پہاڑوں پر پڑے، تو پہاڑ ذرہ ذرہ ہو جائیں، اور اگر قلوب پر پڑے، تو موجودات کا کچھ اثر باقی نہ رہے،

آپ کی کرامات

آپ کی کرامات بھی بہت ہیں،

چنانچہ ایک دفعہ عجم کے لشکر نے آپ کی زندگی میں بغداد پر چڑھائی کی، جب دونوں لشکر مقابلہ کے لئے میدان میں نکل آئے، تو آپ اپنے حلقہ بگوشان کی معیت میں ایک ٹیلے پر چڑھ گئے،

پھر آپنے اپنے دائیں ہاتھ کو بڑھایا، اور فرمایا، کہ یہ عراق کا لشکر ہے، پھر بائیں ہاتھ کو پھیلایا، اور کہا کہ یہ عجم کا لشکر ہے، پھر دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی، آپ کا تالی بجانا تھا، کہ یکلخت دونوں لشکر بھڑ گئے، پھر آپنے بائیں ہاتھ کو روک کر اسکی انگلیوں کو سختی سے بند کر لیا، آپ کا اس طرح کرنا تھا، کہ عراق کے لشکر پر عجم کا لشکر غالب آگیا، اور عراقی بھاگ نکلے، پھر آپنے داہنے ہاتھ کو روک کر اسکی انگلیوں کو سختی سے بند کر لیا، آپ کے ایسا کرتے ہی عراقی عجمی لشکر پر غالب آگئے، اور عجمی بری طرح سے پسپا ہو کر بھاگ نکلے،

آپکی وفات

آپ کی وفات بطائح کے قریب نہر دقلا نام ایک گاؤں میں ہوئی،

جب آپ کی وفات کا وقت آیا، تو آپ کی زوجہ نے کہا، کہ اپنے فرزند کے لیئے وصیت کیجئے، آپ نے کہا، نہیں میں اپنے بھانجے کے لیئے وصیت کرتا ہوں، یہ سنکر آپ کی زوجہ نے اصرار کیا، آپنے اپنے بھانجے اور بیٹے دونوں کو بلاکر کہا، کہ تم میرے پاس ایک ایک پتھر لے آؤ، یہ سنکر آپ کے صاحبزادہ تو بہت سے پتے توڑ لائے، مگر آپ کے بھانجے ایک بھی پتہ نہ لائے، آپ نے اُن سے دریافت کیا، کہ تم کیوں پتہ نہ لائے، انہوں نے کہا، کہ میں نے پتوں کو تسبیح کرتے پایا، اس لیئے میں نے نہیں چاہا، کہ میں اُن میں سے کسی کو بھی توڑ کر لاؤں، پھر آپنے اپنی بی بی صاحبہ سے فرمایا، کہ میں نے کئی دفعہ اپنے بیٹے کے لیئے درخواست کی، مگر مجھ سے یہی کہا گیا، کہ نہیں بلکہ تم اپنے بھتیجے کے لیئے وصیت کرو،

حضرت غوث اعظم رح کی بزرگی و عظمت کی بشارت

حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ نے عالم شباب میں ابھی قدم رکھا ہی تھا، کہ ایک جماعت نے حضور کے متعلق شیخ منصور سے دریافت کیا، تو آپنے فرمایا، کہ عنقریب ایک زمانہ آنیوالا ہے، کہ جسمیں لوگ ان کے محتاج ہونگے عارفین میں انکا مرتبہ بلند ہوگا، یہ ایسے حال میں فوت ہوں گے، کہ اُس وقت زمین والوں میں سے اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول کے نزدیک اِنسے زیادہ اور کوئی بھی محبوب نہ ہوگا، پس تم میں سے جو شخص وہ وقت پائے، تو اُنکی عزت کرے اُن کے حکم کی تعمیل کرے،

(۵) تاج العارفین حضرت شیخ ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے حسیب الاصل اور قبائل اکراد سے تھے، عراق کے ایک گاؤں قلمینیا میں سکونت پذیر

تھے، صاحبِ کراماتِ خارقہ، صاحبِ احوالِ جلیلہ اور صاحبِ انفاسِ صادقہ تھے قرب و تمکین میں آپ کا قدم راسخ اور حکمت و تواضع میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا شیخ علی بن الہیتیؒ، شیخ بقا بن بطوؒ، شیخ عبدالرحمٰن الطفسونجیؒ، شیخ مطرؒ شیخ ماجد الکردیؒ اور شیخ احمد البقلیؒ وغیرہ بہت سے مشائخ آپ سے مستفید ہوئے آپ کے چالیس خدام، صاحبِ احوال تھے، مشائخِ عراق آپ کی نسبت فرمایا کرتے تھے، کہ آپ کے جھنڈے کے نیچے آپکے مریدوں میں سترہ سلاطین ہیں،

آپ کے پیرِ طریقت

آپ کے پیرِ طریقت حضرت شیخ محمد الشنبکیؒ نے آپ سے بیعت لی، تو بیعت لیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آج میرے جال میں ایک ایسا پرندہ پھنسا ہے، جو آجتک کسی شیخِ طریقت کے جال میں نہیں پھنسا،

آپکے بیعت ہونے کا واقعہ

آپ ہی ابتداء میں لوٹ مار کیا کرتے تھے آپ کے تائب ہونیکا واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے، کہ ایک دفعہ آپ نے اپنے رفقاء کی معیت میں گائے بھینس وغیرہ مویشیوں کے ایک ریوڑ کو لوٹ لیا، یہ ریوڑ آپ کے پیرِ طریقت حضرت شیخ محمد الشنبکی کے قریب ہی واقع تھا، ریوڑ والوں نے شیخ مذکورؒ کی خدمت میں شکوہ کیا، اور کہا، کہ فلاں شیخ ہمارے مویشی نکال لے گیا ہے، اور ہم میں اتنی جرأت اور ہمت نہیں، کہ ہم خود جاکر اُس سے اپنے مویشی چھین لائیں، شیخ موصوف نے اپنے خادم سے فرمایا، کہ تم جاکر ابوالوفاء سے کہو، کہ محمد الشنبکی تمہیں توبہ کرنے کے لئے بلاتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ تم اُن کے مویشی واپس کردو،

جب شیخ موصوف کا خادم آپ کے پاس آیا، اور اس پر آپ کی نظر پڑی، تو وہ بے ہوش ہوکر گر پڑا، جب ہوش میں آیا، تو اُس نے اپنا سر آپ کے زانو پر پایا، آپ

نے خادم سے فرمایا، کہ تمہیں شیخ نے کیا کہکر بھیجا ہے، خادم نے کہا، شیخ نے فرمایا ہے، کہ تم توبہ کرکے تمام مویشی مالکانِ مویشی کو واپس کردو، آپ نے فرمایا، بیشک میں تائب ہوتا ہوں، پھر آسمان کیطرف نظر اُٹھاکر کہا، کہ مجھے تیری ذات پاک کی قسم ہے، کہ میں اب توبہ کرتا ہوں، پھر آپنے اپنے کپڑے چاک کرڈالے، اور مویشی مالکان مویشی کو واپس کردیئے اور خادم سے فرمایا، کہ تم جاؤ، اور حضرت سے کہدو، کہ وہ آپ کیخدمت میں حاضر ہوتے ہیں غرض آپ شیخ محمد شنبکیؒ کیخدمت میں حاضر ہوئے، شیخ نے اُٹھکر آپ سے معانقہ کیا، پھر بیعت لی، اور پھر خرقہ پہناکر فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ تمہارے علم کو وسیع کرے گا اور تم مخلوق خدا کو حقائق ومعارف اور حکم ودقائق بتایا کروگے، اس کے بعد آپ بغداد تشریف لے گئے، جب آپ بغداد پہنچے، تو منادی غیب نے پکار کر کہدیا، کہ اے اللہ کے بندو! آؤ اور انکی طرف رجوع کرو،

آپکا مذہب

اس میں اختلاف ہے، کہ آپ حنبلی المذہب تھے، یا شافعی المذہب بعض کہتے ہیں، کہ آپ حنبلی المذہب تھے، اور بعض کہتے ہیں، کہ آپ شافعی المذہب تھے،

آپکی کرامات

آپ کی کرامات تو بہت ہیں، مگر مشتے نمونہ از خروارے صرف دو تین یہاں درج کیجاتی ہیں،

(۱) شیخ صالح ابو عمر وعثمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ مجھ سے میرے پیر طریقت حضرت شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن طفسونجیؒ نے ذکر کیا، کہ ایک روز حالت جذبہ میں میری زبان سے یہ نکل گیا، کہ جب تک میں زندہ ہوں، ہرگز شیخ ابوالوفا کے پاس قلینیا نہ جاؤنگا،

جب مجھے ہوش آیا، تو میں نے استغفار کیا، اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب آپ نے مجھے دیکھا، تو فرمایا، کہ اے عبدالرحمٰن! کیا تم نے ایسا ایسا کہا تھا،

میں نے کہا، جی ہاں! فرمایا، کہ اب کونسا وقت ہے؟ میں نے کہا، حضرت ظہر کا، پھر آپ نے درمیان انگلی کو انگشت شہادت پر رکھا، اور فرمایا، کہ دیکھ اب کیا وقت ہے، تو میں کیا دیکھتا ہوں، کہ چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی چھائی ہوئی ہے، میں نے عرض کیا، کہ حضور! میرے خیال میں اس وقت رات ہے، پھر آپ نے اپنی انگشتری کو انگلی سے نکالکر مصلّے کے کنارہ کے نیچے پھینکدیا، اور فرمایا، کہ میرے قریب ہو کر دیکھو، کہ انگوٹھی کہاں گئی ہے؟ میں نے انگشتری دیکھنے کی خاطر مصلی کا کنارہ جو اُٹھایا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا گڑھا ہے، جس میں آگ بہت زور سے شعلہ زن ہے، میں دیکھکر ڈر گیا، آپ نے فرمایا، کہ اے عبدالرحمٰن اگر باپ کی شفقت بیٹے پر نہ ہوتی، تو تم اس انگوٹھی کے مکان میں ہوتے،

(۲) اسی طرح ایک دفعہ دس اولیاء پر جبکہ وہ منازل طریقت طے کر رہے تھے ایک مشکل درپیش آئی، وہ سب کے سب جمع ہو کر تاج العارفین ابوالوفا کی خدمت میں آئے، تاکہ اُس کو حل کرائیں، جب آپ کے پاس آئے، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ آپ سو رہے ہیں، اور آپ کا ہر ایک عضو تسبیح و تہلیل اور تقدیس میں مشغول ہے، ؎

حالتِ من خواب را ماند گہے ۔۔۔ خواب پندارد مرو آں گمرہے

گفت پیغمبر کہ عَیْنَایَ تَنَامُ ۔۔۔ لَا یَنَامُ الْقَلْبُ عَنْ رَبِّ الْاَنَامِ

وہ سب بیٹھکر آپ کے بیدار ہونیکا انتظار کرنے لگے، ابھی بیٹھے ہی تھے، کہ آپکے اعضا بولنے لگے، اور وہ مشکل مقام اُن پر حل کر دیا، عقدہ حل ہونے کے بعد وہ آپ کے بیدار ہونے سے قبل ہی لوٹ آئے،

آپکی وفات

آپ نے ۲۰ ربیع الاول ۵۰۱ھ ہجری کو قلمینیا میں وفات پائی۔

شیخ عمر بزاز کا بیان ہے، کہ وفات کے بعد جب آپ کی تسبیح کو زمین پر رکھتے، تو

اس کا ہر ایک دانہ زمین پر جھکر لگا تا تھا ،

حضرت غوث اعظمؓ کا ادب اور بشارت ولایت

ایک روز تاج العارفین ابو الوفاءؒ کرسی پر وعظ فرما رہے تھے، کہ اتنے میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو بغداد میں نو وارد تھے ، آپ کی مجلس میں آئے ، تاج العارفین نے سلسلۂ کلام قطع کرکے شیخ علیہ الرحمۃ کے نکالدینے کا حکم دیا ، فوراً تعمیل کی گئی ، تاج العارفین نے کلام شروع کیا ، شیخ علیہ الرحمۃ پھر مجلس میں داخل ہو گئے ، پھر تاج العارفین نے سلسلۂ کلام قطع کرکے شیخ علیہ الرحمۃ کے نکالنے کا حکم دیا ، فوراً حسب سابق تعمیل کی گئی ، تاج العارفین نے کلام شروع کیا ، پھر تیسری بار شیخ علیہ الرحمۃ داخل ہوئے ، اس دفعہ تاج العارفین کرسی سے اُترے ، شیخ سے معانقہ کیا ، اور شیخ کی پیشانی پر بوسہ دیا ، اور حاضرین سے فرمایا ، کہ اہل بغداد ! اللہ کے ولی کے لئے کھڑے ہو جاؤ ، میں نے جو اُس کے نکالنے کا حکم دیا تھا ، وہ اہانت کے لئے نہ تھا ، بلکہ اس لئے کہ تم پہچان لو ، معبود حقیقی کی عزت کی قسم اُس کے سر پر جھنڈے ہیں ، جن کے پھریرے مشرق و مغرب سے تجاوز کر گئے ہیں ، پھر آپ نے فرمایا ، کہ عبد القادرؒ ! اب وقت ہمارا ہے عنقریب یہ تمہارا ہو جائیگا ، عبد القادر ! تجھے عراق عطا ہوا ہے ، عبد القادر ! ہر ایک مرغ بانگ دیتا ہے پھر چپ ہو جاتا ہے ، مگر تیرا مرغ قیامت تک بانگ دیتا رہیگا ،

پھر آپ نے اپنا سجادہ ، قمیص ، تسبیح ، پیالہ اور عصا شیخ علیہ الرحمۃ کو عطا فرمایا ، جب مجلس ختم ہوئی ، اور تاج العارفین کرسی سے اُترے ، اور اخیر پایہ پر بیٹھ گئے ، اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی ریش مبارک کیطرف اشارہ کرکے کہا ، کہ عبد القادر ! جب تیرا وقت آئے تو اس

پیری کو یاد رکھنا،

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تاج العارفین کی زیارت کو اکثر قلینیا جایا کرتے تھے، جب تاج العارفین آپکو دیکھتے، تو کھڑے ہو جاتے، اور حاضرین سے فرمایا کرتے، کہ اللہ کے ولی کے لئے کھڑے ہو جاؤ، اور بعض دفعہ آپ کے ملنے کیلئے چند قدم آگے بڑھتے، اور کبھی فرماتے، کہ جو شخص اس نوجوان کے لئے کھڑا نہ ہوا وہ اللہ کے ولی کے لئے کھڑا نہ ہوا،

جب بار بار تاج العارفین سے یہ امر ظہور میں آیا، تو آپ کے اصحاب نے سبب دریافت کیا، آپنے فرمایا، کہ اس نوجوان کا ایک وقت ہے، جب وہ آئے گا تو خاص وعام اس کے محتاج ہوں گے، میں تو گویا دیکھ رہا ہوں، کہ وہ بغداد میں علی رؤس الاشہاد یہ کہہ رہا ہے، کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے،

بس اُس کے وقت میں اولیاء اللہ کی گردنیں اس کے آگے خم ہو جائیں گی کیونکہ وہ اپنے وقت میں ان کا قطب ہو گا، اس لئے تم میں سے جو شخص اس وقت کو پائے اُسے چاہیے، کہ اس کی خدمت کو لازم سمجھے،

حضور غوثیت مآب کے معلم طریقت

(۶) حضرت شیخ حماد بن مسلم دباس رحمۃ اللہ علیہ

آپکا مسکن آپ اصل میں ملک شام کی طرف کے تھے، لیکن بغداد میں آپ نے سکونت اختیار کر لی تھی، اور محلہ مظفریہ میں رہا کرتے تھے آپ شیرہ فروخت کیا کرتے تھے، کہتے ہیں، کہ آپ کے شیرہ پر مکھیاں نہیں بیٹھا کرتی

تھیں،

آپ علمائے راسخین سے تھے علوم حقائق و معارف میں رتبۂ عالی رکھتے تھے اکابر مشائخ بغداد اور اعاظم صوفیائے کرام آپ کی طرف منسوب ہیں،

آپکی عظمت

شمس الدین ابو المظفر یوسف بن قزعلی البغدادی سبط الحافظ بن الجوزیؒ بیان کرتے ہیں، کہ حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ میں زہد و عبادت، شریعت و طریقت اور کشف و مکاشفہ وغیرہ بہت سے فضائل و مناقب جن سے کہ آپ موصوف تھے، اگر بالفرض نہ بھی ہوتے، تو آپ کی عظمت و وقعت کے لیے یہی ایک بات کافی ہوتی، **کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ آپ کے جلیل القدر تلامذہ سے ہیں،**

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے دیگر شیوخ کے علاوہ آپ سے بھی علم طریقت حاصل کیا، اور مدت تک آپ کی صحبت میں رہے، مشائخ بغداد آپ کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے،

آپکا اتقاء

آپ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے، آپ کے اتقاء کی تو یہ حالت تھی کہ ایک روز آپ حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو جا رہے تھے، کہ اثنائے راہ میں ایک مکان سے ایک عورت کے گانے کی آواز سنی اس آواز کے کان میں پڑتے ہی معًا آپ پچھلے پاؤں گھر کو لوٹ آئے، اور گھر میں جا کر سب سے دریافت کیا، کہ آج ہم کس معصیت میں مبتلا ہوئے ہیں، کہ لہو و لعب کیطرف کشش کرنیوالی آواز ہمارے کان میں پڑی ہے، آپ سے کہا گیا، کہ بجز اس کے اور تو کوئی بات معلوم نہیں ہوتی، کہ ہم نے ایک برتن خریدا ہے، جس میں ایک تصویر ہے آپ نے فورًا اس برتن کو منگا کر اس کی تصویر مٹا دی،

آپ کی کرامات

حضرت شیخ نجیب الدین عبد القادر سہروردی رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے ہیں، کہ خلیفہ المسترشد کا ایک غلام آپ کی خدمت میں آیا کرتا تھا، ایک دفعہ آپنے اُس سے فرمایا، کہ مجھے تمہارے نصیب میں تقرب الی اللہ معلوم ہوتا ہے اگر تم دنیا کو چھوڑ کر خدا کیطرف رجوع کرو، مگر اس نے آپ کا حکم نہ مانا، کیونکہ خلیفہ موصوف کے ہاں اس کی بہت قدر و منزلت ہوا کرتی تھی، آپنے اُس سے پھر دوبارہ فرمایا، لیکن اس نے پھر انکار کر دیا، تب آپنے فرمایا، کہ مجھکو اللہ تعالےٰ نے تیرے بارہ میں حکم دیا ہے، کہ تجھکو اُس کی طرف جس طرح چاہوں کھینچ لوں، اب میں مرض برص کو تم پر مسلط کرتا ہوں، کہ وہ تمہارے جسم پر پھیل جائے، ابھی آپنے یہ کلام پورا نہیں کیا تھا، کہ اُسکے سارے جسم پر برص پھیل گیا، یہ دیکھکر تمام حاضرین انگشت بدندان رہ گئے، یہ غلام اُٹھکر خلیفہ موصوف کے پاس چلا گیا، خلیفہ نے اس کے معالجہ کیلئے اطبا کو جمع کیا، لیکن سب نے یکزبان ہو کر یہی کہا، کہ اس کا کوئی علاج نہیں، پھر کچھ عرصہ بعد معتمدین دولت نے خلیفہ کو اشارہ کیا، کہ اس کو محل سے نکالدیا جائے، تب وہ نکالدیا گیا، نکالدیئے جانے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے دونوں پاؤں چومے، اور اپنی بدحالی کی شکایت کی، اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کا اقرار کیا تب آپنے اُسکا قمیص اُتار کر فرمایا، کہ اے مرض برص! جدہر سے آیا تھا، تو اُدھر ہی چلا جا، آپ کے یہ فرماتے ہی اُس کا جسم تندرست اور صاف ہو کر چاندی کی طرح نکھر آیا، اگلے دن اُس کا خیال ہوا، کہ خلیفہ کے پاس چلا جائے، ابھی اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہی تھا، کہ شیخ نے اپنی انگشت مبارک سے اُس کی پیشانی پر ایک چھوٹا سا خط کھینچ دیا، جس سے اُس خط کے برابر اس کی پیشانی پر برص کا نشان ہو گیا، پھر آپ نے فرمایا، کہ یہ نشان تجھکو خلیفہ موصوف کے پاس جانے سے روکے رکھیگا، غرض بعد ازاں یہ غلام تا دم حیات آپ کی ہی خدمت میں رہا،

ایک دفعہ آپ کا گذر بغداد کے ایک گاؤں پر ہوا، اثنائے راہ میں آپ نے

مستظہریہ حکومت کے ایک امیر کو دیکھا، جو حالت نشہ میں گھوڑے پر جا رہا تھا، اُسنے آپ کے متعلق گستاخی کے چند کلمات کہے، آپنے جذبہ میں آکر فرمایا، کہ اے گھوڑے! اس کو پکڑ، آپکا یہ فرمانا تھا، کہ گھوڑا آنًا فانًا اس کو ہوا کی طرح دوڑا کرلے گیا، اور بلکلیت وہ نظر سے گُم ہوگیا، خلیفہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو اس نے اس کے پیچھے لشکر دوڑایا لیکن مطلقًا اس کا کہیں پتہ نہ چلا،

حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ مجھکو عزت معبود کی قسم ہے، کہ گھوڑا اُس کو کوہ قاف کے پرے لے گیا ہے، اور قیامت کے روز وہیں سے وہ اُٹھایا جائیگا

آپکی وفات

آپ کی وفات بغداد محلہ مظفریہ کے اندر ۵۲۵ھ ہجری میں ہوئی اور شونیزی مقبرہ میں آپ مدفون ہوئے، آج کل آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے،

حضور غوثیت مآب کے متعلق آپ کے خیالات

حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کے عالم شباب میں حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا، کہ میں دیکھتا ہوں، کہ عبدالقادرؒ کے سر پر ولایت کے دو نشان ہیں جو طبقہ زمین سے لیکر ملکوت اعلیٰ تک ہیں،

ایکدفعہ جوانی کے عالم میں حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ حضرت حماد بن مسلم دباسؒ کی خدمت میں گئے، جب آپ شیخ حماد کے قریب پہنچے، تو شیخ حمادؒ تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے، اور فرمایا مرحبا اے پہاڑ راسخ، مرحبا اے سید العارفین،

(۷) حضرت شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ خراسان کے اکابر مشائخ سے تھے، اعلیٰ درجہ کے متقی، متدین، متشرع

اور پرہیزگار تھے، مخلوق سے متوحش، اختلاط سے دلبرداشتہ، زاویہ خمول وگوشہ گمنامی کے مشتاق تھے،

مولد آپ ہمدان کے ایک قصبہ **نورنجرد** کے اندر ۴۴۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔

آپکی عظمت آپ کی عظمت وشان اس سے ظاہر ہوتی ہے، کہ علمائے زمانہ کی ایک بڑی جماعت آپ کی شاگرد تھی، جیسے ابو اسحٰق شیرازیؒ اور ابوالمعالی جوینیؒ وغیرہ، علاوہ ازیں مشائخ خراسان آپ کی بہت قدر و منزلت کیا کرتے تھے،

آپ کی کرامات آپ کی کرامات میں سے مشہور یہ ہیں،

(۱) ایک روز آپ لوگوں کو وعظ سنا رہے تھے، کہ اثنائے وعظ میں دو فقیہوں نے آپ کو مخاطب کر کے کہا، کہ اے بدعتی! خاموش رہ، آپ نے اُن سے کہا، کہ تم دونوں ابدالآباد کیلئے خاموش ہو جاؤ، بس آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ وہ دونوں کے دونوں معًا مردہ ہو کر زمین پر گر پڑے،

(۲) ایک دفعہ ہمدان کی ایک عورت کے لڑکے کو فرنگیوں نے قید کر لیا تھا۔ وہ عورت شیخ یوسف ہمدانی کی خدمت میں روتی ہوئی آئی، آپ نے اُس کو صبر دلایا اُس نے صبر نہ کیا، پھر آپنے کہا خداوندا اس کے قیدی کو آزاد کر کے اس کو جلد خوش کر دے،

پھر آپنے اُس سے فرمایا، کہ جلد اپنے گھر کیطرف لوٹ جا۔ وہ تیرے گھر میں آ گیا ہے، عورت بھاگی ہوئی گھر پہنچی، کیا دیکھتی ہے، کہ اُس کا لڑکا گھر میں موجود ہے عورت نے تعجب سے پوچھا، کہ تم کس طرح یہاں آ گئے؟ اُس نے کہا، میں اس وقت قسطنطنیہ میں تھا، میرے ہاتھ پاؤں زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے، پہرہ دار

مجھپر مقرر تھے، میں اسی حالت میں پریشان بیٹھا تھا، کہ یکایک ایک اجنبی آدمی میرے پاس آیا، جو ایک آنکھ کی جھپک میں مجھے یہاں سے اٹھا کر لے آیا ہے، وہ بڑھیا دوڑی ہوئی شیخ یوسف کے پاس آئی، ابھی کچھہ کہنے نہ پائی تھی، کہ آپنے پہلے ہی سے کہدیا، کہ اے بڑھیا! خدا کے امر سے تعجب کرتی ہے،

آپکی وفات

ایک دفعہ آپ ہرات سے مرو کیطرف جارہے تھے، کہ اثنائے راہ میں بمقام بنیا بروز پیر ۱۲ ربیع الاول ۵۳۵ھ ہجری میں یکایک موت نے آپ کو آگھیرا، اور آپ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے دار فانی سے دار ابدی کی جانب کوچ کر گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ایک مدت تک آپ بنیا میں دفن رہے، پھر آپ کی نعش مرو کیطرف لائی گئی، اور آپ بحاران کے آخری حصہ حضیرہ میں جو آپ کیطرف منسوب ہے مدفون ہوئے،

حضور غوثیت مآب کی آپ سے ملاقات

عبد اللہ بن ابی الحسین بن جبائی بیان کرتے ہیں، کہ مجھہ سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ ایک دفعہ ہمدان سے بغداد کیطرف ایک شخص آئے، جنکو یوسف ہمدانی کہتے تھے، اور یہ مشہور تھا، کہ وہ قطب ہیں، وہ سرائے میں اترے، جب میں نے سنا تو سرائے کیطرف گیا، مگر وہاں ان کو نہ پایا، میں نے سرائے والوں سے ان کی بابت پوچھا، تو انہوں نے کہا، کہ وہ تہ خانہ میں ہیں، میں اتر کر ان کے پاس گیا انہوں نے جب مجھے دیکھا، تو اٹھ کھڑے ہوئے، اور مجھکو اپنے قریب بٹھلایا، میرے تمام احوال کا مجھہ سے ذکر کیا، اور میری تمام مشکلات کو حل کر دیا، پھر مجھ سے کہا، کہ اے عبد القادر! تم لوگوں کو وعظ سناؤ، میں نے کہا، اے میرے سردار! میں ایک

عجمی شخص ہوں، فصحائے بغداد کے سامنے کیسے وعظ کروں؟

اُنہوں نے مجھ سے کہا، کہ تم نے اب تو فقہ، اصول، نحو، لغت، معانی، حدیث تفسیر پڑھ لی ہے، اب تم کو مناسب ہے، کہ لوگوں کو وعظ سناو، جاوٗ! کرسی پر چڑھو اور لوگوں کے سامنے بولو، کیونکہ میں دیکھتا ہوں، کہ **تمہارا پودا عنقریب کھجور کا درخت ہو جائیگا**،

(۸) حضرت شیخ عقیل منبجی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شام کے اکابر مشائخ سے تھے، صاحب افعالِ خارقہ و کرامات ظاہرہ تھے، شیخ عدی بن مسافرؒ، شیخ موسیٰ زولیؒ، شیخ ابو عمر و عثمان بن مرزوق قرشیؒ شیخ رسلان دمشقیؒ وغیرہ چالیس بڑے بڑے مشائخ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے، آپ پہلے شیخ ہیں، جو شام میں خرقۂ عمریہ لے کر گئے،

آپکا لقب طیّار ہونے کی وجہ آپ کو لوگ طیّار کے لقب سے پکارا کرتے تھے کیونکہ آپ بلادِ مشرق کے ایک منارے سے اُڑ کر منبج گئے تھے، جب لوگوں کو معلوم ہوا، کہ آپ منبج میں ہیں، تو لوگ بھاگے ہوئے آپ کے پاس گئے، اور آپ کو ملے،

آپکا لقب غوّاص ہونے کی وجہ آپ کو غوّاص بھی کہتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ شیخ مسلمۃ السَروجیؒ کے مریدوں میں ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ آپ حج بیت اللہ کو گئے تھے جب یہ لوگ دریائے فرات پر پہنچے، تو ہر ایک شخص پانی پر اپنا اپنا مُصلّا بچھاکر پار ہو گیا، لیکن آپ پانی پر اپنا سجّادہ بچھاکر بیٹھ گئے، پھر دریا میں غوطہ لگاکر پار ہوئے، تو آپ کے کپڑوں کو مطلقاً تری نہ پہنچی تھی، بمن وعَن خشک تھے،

شیخ مسلمۃ السروجیؒ کے مریدوں نے حج بیت اللہ سے واپس آکر آپکے آگے شیخ عقیل منبجیؒ کا ذکر کیا، آپنے فرمایا، کہ عقیل غواصین میں سے ہیں،

آپکا مسکن آپ شام کے تھے، لیکن مقام منبج کو جو حلب سے دس فرسنگ ہے، آپنے اپنا مسکن بنایا، اور چالیس برس کے قریب وہیں رہے

آپکی کرامات ایک دفعہ آپ ابتدائے حال میں حضرت شیخ مسلمۃ السروجی رحمۃ اللہ علیہ کے سترہ حلقہ بگوشوں کے ساتھ غار میں بیٹھے ہر ایک نے اپنا اپنا عصا زمین پر رکھدیا، ابھی یہ بیٹھے ہی تھے، کہ ہوا میں پرواز کرتے ہوئے چند رجال غیب آئے، اور آکر ہر ایک نے ایک ایک عصا اُٹھا لیا، مگر آپ کا عصا اُن میں سے کوئی بھی نہیں اُٹھا سکا،

یہ سب شیخ مسلمۃ السروجیؒ کے پاس واپس آئے، اور اُنسے یہ واقعہ بیان کیا شیخ نے فرمایا، کہ یہ لوگ اولیاء اللہ تھے، اور اُن میں سے جس نے تم میں سے جس کا عصا اُٹھا لیا، وہ اُسی صاحب عصا کے مرتبہ کا تھا، چونکہ اُن میں شیخ عقیل کے مقام و مرتبہ والا کوئی نہیں تھا، اس لئے عقیلؒ کا عصا اُن سے نہیں اُٹھ سکا،

اسی طرح ایک روز شیخ عقیلؒ بیٹھے ہوئے ایک لکڑی کو تراش کر اُس کے تراشے کو اپنے آگے جمع کر رہے تھے، کہ اتنے میں منبج کا ایک تاجر آپ کے پاس آیا، اور کچھ سونا آپ کی نذر کیا، آپ نے فرمایا، کہ اللہ تعالےٰ کے بعض ایسے مرد ہیں کہ اگر وہ چاہیں، اور کہیں، کہ یہ تراشہ سونا بنجائے، تو فوراً ایسا ہو جائے بس آپکا یہ کہنا تھا، کہ سامنے پڑا ہوا تراشہ فوراً سونا بن گیا،

اسی طرح آپ سے کسی نے پوچھا، کہ صادق کی کیا علامت ہے؟ تو آپنے فرمایا، کہ صادق اگر اس پہاڑ سے کہدے، کہ اے پہاڑ، تو حرکت کر، تو وہ پہاڑ فوراً حرکت کرنے لگے، کہتے ہیں، کہ آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ پہاڑ متزلزل ہو کر حرکت

کرنے لگ گیا،

پھر آپ سے کسی نے دریافت کیا، کہ متصرف کی کیا علامت ہے؟ تو آپنے فرمایا کہ اگر وہ بحر و بر کے وحوش وطیور کو بلائے، تو وہ اُس کے پاس آجائیں، آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ یکایک آناً فاناً آپ کے پاس وحوش وطیور آکر جمع ہوگئے،

پھر کسی نے پوچھا، کہ اہل برکت کی کیا علامت ہے؟ تو آپنے فرمایا، کہ اگر وہ اپنی ایڑی اس پتھر پر مارے، تو اس سے چشمے پھوٹ نکلیں، اور پھر جیسا کہ ہے، ویسا ہی ہو جائے، اس کے بعد آپنے اسی پتھر پر جو کہ آپ کے سامنے پڑا تھا، اپنی ایڑی ماری، معاً اُس سے چشمے پھوٹ نکلے، اور پھر جیسا کہ تھا، ویسا ہی ہوگیا،

آپکی وفات

آپنے منبج میں ہی انتقال فرمایا، اور وہیں دفن ہوئے، کہتے ہیں، کہ مثل حیات قبر میں آپکا تصرف ہے،

حضور غوثیت مآبؒ کی ولایت کی خبر

شیخ عقیل منبجی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا، کہ اس وقت کا قطب کون ہے؟ تو آپنے فرمایا، کہ اسوقت کا قطب مکہ معظمہ میں پوشیدہ ہے، اولیاء اللہ کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں، پھر عراق کیطرف اشارہ کر کے فرمایا، کہ یہاں عنقریب ایک جوان ظاہر ہوگا، جو بغداد میں لوگوں کو وعظ کریگا، عوام وخواص اُس کی کرامات کو پہچانیں گے، وہ اپنے وقت کا قطب ہوگا اور کہیگا، کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے، اولیاء اللہ اپنی گردنیں اُس کے آگے جھکا دیں گے، اگر میں اس کے زمانہ میں ہوتا، تو اپنا سر اُس کے آگے جھکا دیتا، جو اُس کی کرامت کی تصدیق کریگا، اللہ تعالیٰ اُسکو نفع دیگا،

(۹) حضرت شیخ ابو لیعزی مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مغرب کے عارفین ومحققین اور اولیاء واوتاد سے تھے، ہمیشہ ریاضت

ومجاہدہ، سجدہ ومراقبہ میں رہتے تھے، ہر وقت نفس سے تشدّد اور محاسبہ کیا کرتے تھے، بہت سے اکابر مشائخ آپ کی صحبت سے مستفید ہوئے، اہل مغرب خشک سالی میں آپ سے دعا کراتے تھے، تو مقبول ہوتی تھی، اسی طرح جب وہ اپنی مصیبتیں لیکر آپ کے پاس آتے تھے، تو آپ اُس کے لئے دعا کرتے تھے، اور آپ کی دعا کی برکت سے اُن کی مصیبتیں دُور ہو جاتی تھیں،

آپکا مسکن آپ پرگنہ طاس کے ایک گاؤں اعتب میں سکونت پذیر تھے اور تادمِ حیات اسی کو اپنا مسکن بنائے رکھا،

آپکا لقب اہل مغرب آپ کو بَدّ یعنی پدر بزرگ کے لقب سے پکارتے تھے، چونکہ اہل مغرب کے نزدیک آپ نہایت ذی عظمت تھے اس لئے وہ آپ کو اس لقب سے پکارا کرتے تھے،

آپکے ابتدائی حالات آپ نے بہت مجاہدات کئے، چنانچہ ابتدائی حالات میں پندرہ سال تک آپ جنگلوں اور بیابانوں میں پھرتے رہے، اس اثناء میں آپنے تخم خبازی کے سوا اور کچھ نہیں کھایا،

آپکی کرامات جنگلوں اور بیابانوں میں پرندے اور درندے آپ کے اِرد گرد پھرا کرتے تھے، جن مقامات پر شیر رہتے، اور اُن کی وجہ سے وہاں کے تمام راستے بند ہو جاتے، تو آپ وہاں جاکر شیروں کے کان پکڑ کر فرماتے، کہ کتّو! یہاں سے چلے جاؤ، پھر ادھر رخ نہ کرنا، آپکا حکم صادر ہوتے ہی معًا شیر اُس مقام سے چلے جاتے، اور پھر کبھی اُس جگہ دکھائی نہ دیا کرتے تھے،

ایک دفعہ لکڑہارے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور شکایت کی، کہ حضورؐ

جس بن میں ہم لکڑیاں کاٹتے ہیں، اس میں شیر بکثرت ہیں۔ جن کی وجہ سے ہمیں نہایت پریشانی رہتی ہے، آپ نے اپنے خادم سے فرمایا، کہ اِن کے جنگل میں جاؤ، اور با آواز بلند پکار کر کہدو، کہ اے شیروں کے گروہ! ابو یعزیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اس بن سے چلے جاؤ۔

کہتے ہیں کہ خادم کے کہتے ہی اس بن کے تمام شیر اپنے بچوں کو لیکر وہاں سے چلے گئے۔ اور اس بن میں کوئی شیر نہیں رہا، اور نہ اس کے بعد کبھی وہاں شیر دکھائی دیا

اسی طرح شیخ مدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ایک دفعہ قحط سالی کے موقع پر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اسوقت ایک بیابان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وحوش وطیور اور شیر وغیرہ درندے آپ کے اردگرد جمع تھے، ایک دوسرے کو مطلقاً ایذا نہیں پہنچاتے تھے، ان میں سے ہر ایک۔ یکے بعد دیگرے آپ کی خدمت میں آکر زور سے چلاتا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ گویا وہ آپ سے کسی بات کا شکوہ کر رہا ہے، آپ اس سے فرما دیتے تھے، کہ جاؤ، تمہاری روزی فلاں جگہ پر ہے، اور وہ چلا جاتا تھا۔

شیخ مدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ جب یہ سب وحوش وطیور جا چکے تو میرے دریافت کرنے پر آپ نے مجھ سے فرمایا، کہ یہ جانور میرے پاس شدت بھوک کی شکایت کرنے آئے تھے، اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے انکی روزی پر مطلع کردیا تھا، اس لیے میں نے ان کی روزی کے مقامات انہیں بتلا دیئے، وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

ایک دفعہ شیخ مدین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک حلقہ بگوش حضرت شیخ ابو یعزیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا، کہ حضرت! میری تھوڑی سی زمین ہے جس سے میں اور میرے عیال واطفال گذارہ کرتے ہیں، اب خشک سالی کی وجہ

سے وہ سوکھی پڑی ہے، حیران ہیں، کہ کیا کریں گے، جب آپنے یہ سنا، تو اُٹھکر اُس کے ساتھ ہوئے، اور سیدھے اُس کی زمین کیطرف آئے، پھر اُس سے اُس کی زمین کے حدود دریافت کرکے اُس میں آپ پھر کر واپس چلے آئے، آپکا واپس آنا تھا، کہ اُسکی زمین میں خوب اچھّی طرح سے بارش ہوئی، اور وہ کھیتی پیداوار میں اطرافِ اکناف کی کھیتیوں سے سبقت لے گئی،

کہتے ہیں، کہ جب مغرب میں قحط پڑتا، تو آپ عیدگاہ میں آتے، اور بارش کی دعا مانگنے کے لئے سجدہ میں گر جاتے، اُسوقت تک سجدہ سے سر نہ اُٹھاتے، جب تک کہ آپ کے کپڑے بارش کے پانی سے بالکل تر نہ ہو جاتے، پھر بارش کی یہ حالت ہوتی کہ لوگ شہر کیطرف پانی میں چلتے ہوئے آتے،

آپکی وفات

آپ کی وفات آپ کے مسکن العنب میں ہی ہوئی، وہیں آپکا مزار ہے، جو زیارت گاہ خلائق ہے،

حضور غوثیت مآب کی ولایت کا اعتراف

حضرت شیخ ابو حفص عمر بن ابی معمر ضہاجی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ ہمارے بعض احباب حضرت شیخ ابو یعزی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے، اور اُن سے بغداد جانے کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دینے کے بعد فرمایا، کہ جب تم بغداد جاؤ، تو عبد القادر نام ایک عجمی بزرگ کی خدمت میں ضرور حاضر ہونا، اُن سے میرا اسلام عرض کرکے دعا کی درخواست کرنا، اور یہ کہنا، کہ ابو یعزیؒ کو فراموش نہ فرمانا،

پھر آپنے فرمایا، کہ فی الحقیقت عرب و عجم میں اُن کے پایہ اور مرتبہ کا کوئی ولی، کوئی بزرگ، اور کوئی شیخ نہیں،

(۱۰) حضرت شیخ عدی بن مسافر اموی رحمۃ اللہ علیہ

مولد و مسکن آپ دمشق کے قریب بعلبک کے مضافات میں سے قریہ بیت فار میں پیدا ہوئے تھے، اوائل ریعان میں بغداد کے اندر آکر عرصہ تک آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حماد بن مسلم دبّاس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عقیل منبجیؒ حضرت شیخ ابوالوفاؒ اور حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ وغیرہ مشائخ کے ہم صحبت رہے، پھر آپ نے جبل ہکار جاکر اپنا زاویہ بنایا، اور وہیں سکونت اختیار کی، وہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی

آپکی بزرگی آپ علم و فضل میں یگانہ تھے. طریقت کے اعلیٰ رکن تھے، سراپا خیر و برکت، نہایت متدین، متشرع اور عابد و زاہد تھے، آپ نے شروع احوال میں ہی نہایت دشوار اور مشکل مشاہدے کئے تھے، اس لئے آپکا سلوک اکثر مشائخ پر دشوار گذرتا تھا،

حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کیا کرتے، اور آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے. کہ اگر نبوت مجاہدہ سے مل سکتی، تو بیشک شیخ عدی بن مسافر پا لیتے،

شیخ ابوعبداللہ بطائحی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ میں شیخ عدی کے پاس پانچ سال رہا، اس عرصہ میں میں نے دیکھا، کہ جب آپ نماز پڑھتے، تو شدت مجاہدہ کیوجہ سے آپ کے سر کے مغز سے ایک ایسی آواز آیا کرتی تھی، جیسے خشک کدو میں کنکروں کی آواز آتی ہے،

ابتدائی حالات سن صبیٰ میں آپ جنگلوں، بیابانوں، پہاڑوں اور غاروں میں اکیلے تن تنہا پھر کر عرصہ دراز

قسم قسم کے ریاضات اور انواع انواع کے مجاہدات کرتے رہے، بیابانوں کے درندے جنگلوں کے پرندے اور زمین کے کیڑے آپ سے مانوس تھے، کثیر التعداد اولیائے کرام نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا، اور بہت سے صاحبِ احوال آپ سے مستفید ہوئے،

آپکا کلام

حقائق و معارف میں آپ کا کلام مشہور تھا،

چنانچہ اہل حقائق کے متعلق آپنے فرمایا ہے، کہ شیخ وہ ہے، کہ اپنے حضور میں وہ تمہیں خاطر جمع رکھے، اپنی غیبت میں وہ تمہیں محفوظ رکھے، اپنے اخلاق و آداب سے وہ تمہاری تربیت کرے، اپنے اشراق سے وہ تمہارے باطن کو وہ منور کرے، مرید وہ ہے، جو ہر حال میں تواضع اختیار کرے، فقراء کے ساتھ انسیت سے صوفیاء کے ساتھ ادب و حسنِ اخلاق سے، علماء کے ساتھ تعمیل ارشاد سے اہل معرفت کے ساتھ سکون و وقار سے اور اہل مقامات کے ساتھ توحید سے پیش آئے،

نیز آپنے فرمایا، کہ ابدال خورد و نوش اور نوم و راحت سے نہیں ہوتے، بلکہ عبادات و ریاضات اور مجاہدات سے ہوتے ہیں، کیونکہ جو شخص مجاہدات و ریاضات کی مشقت کو برداشت کرتا ہے، تو اللہ تعالےٰ اُس کو خود بخود اپنا راستہ بتلا دیتا ہے،

آپکی کرامات

کہتے ہیں، کہ حضرت شیخ ابو اسرائیل یعقوب بن عبد المقتدر بن احمد حمیدی اربلی سیاح رحمۃ اللہ علیہ متواتر تین سال تک تن تنہا عراق و عجم کے پہاڑوں پر برہنہ پھرتے رہے، حتیٰ کہ آپ کے جسم پر میل کی ایک اور کھال پیدا ہو گئی، اس کے بعد آپ کے پاس ایک بھیڑیا آیا، اور آپ کے جسم کو اُس نے چاٹ کر صاف کر دیا، اس سے آپ کے دل میں

ایک قسم کا عجب پیدا ہو گیا ۔ بس عجب کا پیدا ہونا تھا ، کہ سُنا اس بھیڑیئے نے آپ کے اوپر پیشاب کر دیا ، اور پھر چلا گیا ، آپ نے ایک چشمہ پر جا کر غسل کیا ، اور پہاڑ کے ایک قبہ میں داخل ہو گئے

آپ کے دل میں اُس وقت خیال پیدا ہوا ، کہ کاش ! اللہ تعالےٰ میرے پاس کسی ولی کو بھیجے ، ابھی آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہی تھا ، کہ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت شیخ عدی بن مسافر اموی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس موجود ہیں ، شیخ عدیؒ نے آپ کو سلام نہ کیا ، بلکہ فرمایا کہ جس پر بھیڑیا بول کر جائے ، ہم سلام کے ساتھ اُس سے ملاقات نہیں کرتے ، اس کے بعد آپنے شیخ عدیؒ سے اپنے تمام واقعات بیان کیئے ، اور کہا کہ میرے سردار ! میں چاہتا ہوں ، کہ دنیا سے قطع تعلق کر کے اس قبہ میں بیٹھا رہوں ، اس لیئے ضروری ہے ، کہ میرے پاس پانی کا ایک چشمہ ہو ، جس سے میں پانی پیا کروں ، اور اگر کچھ کھانے کو ہو جائے ، تو کھا لیا کروں ۔

یہ سنکر شیخ عدیؒ اُٹھے ، شیخ کے سامنے دو پتھر پڑے تھے ، ایک پر شیخؒ نے پیر مارا ، تو اُس سے ایک چشمہ پھوٹ نکلا ، اسی طرح دوسرے پتھر پر پیر مارا ، تو اُس سے انار کا ایک درخت پھوٹ پڑا ، شیخ نے اُس درخت سے فرمایا ، کہ اے درخت ! میں عدی بن مسافر ہوں ، تو باذن اللہ ایک روز شیریں اور ایک روز ترش انار نکالا کر ، پھر شیخ نے آپ سے فرمایا ، کہ اے ابو اسرائیل ! تم یہاں رہو ، اس درخت سے کھایا کرو ، اور اس چشمہ سے پیا کرو ، اور جب مجھ سے ملنا چاہو ، تو مجھے یاد کیا کرو ، میں تمہارے پاس آجایا کرونگا ، پھر شیخ عدیؒ اُنکو چھوڑ کر واپس چلے آئے ، اور آپ مدت تک اسی حال میں رہے ۔

ابو اسرائیل موصوف بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے شیخ عدیؒ سے عبادان جانے کی اجازت طلب کی ، تو آپنے مجھے سفر کی اجازت دیکر فرمایا ، کہ

ابو اسرائیل! اگر اثنائے راہ میں تم ایسے درندوں کو دیکھو، جن سے تمہیں خوف ہو، تو تم اُن سے کہدینا، کہ عدی تم سے کہتا ہے، کہ تم یہاں سے چلے جاؤ، وہ تمہارے پاس سے چلے جائیں گے، اور اگر تم دریا کی موجوں سے خائف ہو جاؤ، تو اُن سے بھی تم کہدینا، کہ اے دریا کی متلاطم موجو! تم کو عدی بن مسافر کہتا ہے کہ ٹھیر جاؤ،

شیخ ابو اسرائیلؒ کا بیان ہے، جب میں درندوں وغیرہ کو دیکھتا، تو جو کچھ آپنے فرمایا، اُن سے کہتا، تو وہ میرے پاس سے چلے جاتے، پھر میں سمندر میں جہاز پر سوار ہوا، جب کبھی سمندر جوش میں آتا، اور ہم غرق ہونے کو ہوتے، تو میں کہتا، کہ اے سمندر کی متلاطم موجو! تم سے شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، کہ ٹھیر جاؤ، میں ابھی کلام پورا کرنے نہ پاتا تھا، کہ ہوا ساکن ہو جاتی، اور سمندر کی موجیں موقوف ہو جاتی تھیں،

شیخ رجاء البارستقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ ایک روز حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ ایک کھیت کیطرف جا رہے تھے، کہ آپ کی مجھپر نظر پڑی ایک قبر کے پاس کھڑے ہوکر آپنے مجھے اپنے پاس بلایا، اور کہا، کہ رجاء! سنتے ہو یہ صاحب قبر مجھسے درخواست دعا کر رہا ہے، جب میں نے اس قبر کیطرف نظر کی، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ اُس قبر کے اندر سے دھواں نکل رہا ہے،

آپ اُس قبر کے پاس جاکر ٹھیر گئے، اور بہت دیر تک نہایت تضرع وزاری سے دعا مانگتے رہے، حتیٰ کہ میں نے دیکھا، کہ اُس قبر سے دھواں نکلنا موقوف ہوگیا ہے، پھر آپ نے فرمایا، کہ رجاء! دعا مقبول ہوگئی ہے، اب یہ بخش دیا گیا ہے، اس کا عذاب موقوف ہوگیا ہے، پھر آپ نے قبر سے بالکل نزدیک ہوکر پکارا، کہ گُردی خوشنا خوشنا، یعنی اب تم خوش ہو، تو صاحب قبر نے جوابدیا، کہ ہاں! اب میں خوش ہوں، شیخ رجاء کہتے ہیں، کہ میں نے یہ آواز سنی، پھر ہم لوٹ آئے،

ایک دفعہ آپ کے ایک خادم نے حفظ قرآن کا ارادہ ظاہر کیا، اس کو سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کے علاوہ اور کچھ یاد نہ تھا، آپ نے اُس کے سینہ پر ہاتھ پھیرا، تو ایک دم میں اُس کو تمام قرآن شریف ازبر ہو گیا،

ایک دفعہ کردوں کے قبیلہ سے ایک جماعت آپ کی زیارت کرنے کے لئے آئی، آپنے اُس جماعت کے سب آدمیوں کو کہا کہ تم سب میرے ساتھ چلو تاکہ ہم سب پتھر لا لا کر اس باغ کی دیوار کھڑی کردیں، آپ کا یہ فرمانا تھا کہ تمام لوگ آپ کے ہمراہ پہاڑ پر گئے، آپ پہاڑ پر چڑھکر پتھر کاٹ کاٹ کر اُنہیں نیچے پھینکتے جاتے تھے اور یہ لوگ اُنہیں لا لا کر دیوار بناتے جاتے تھے، اتفاقاً ایک پتھر ایک شخص پر آپڑا جس کے نیچے یہ دب کر مر گیا، آپ کو اس امر کی اطلاع دی گئی، آپ فوراً اس پہاڑ کی چوٹی سے اُتر کر آئے، اور اُس شخص کے پاس کھڑے ہو کر آسمان کیطرف ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے لگے، آپ کا دعا مانگنا تھا، کہ باذنہٖ تعالیٰ یہ شخص زندہ ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا،

آپکی وفات

۵۵۵ھ ہجری میں نوے برس کی عمر پا کر بلدہ ہکاریہ میں آپ نے وفات پائی، آپ کا مزار بھی زیارت گاہ خلائق ہے،

حضور غوثیت مآب رح کی بزرگی کا اعتراف

شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اکثر شیخ عدی بن مسافر رح کی تعریف کیا کرتے تھے، اس لئے مجھے اُنکی زیارت کا اشتیاق دامنگیر ہوا، میں نے حضور علیہ الرحمۃ سے اُن کی زیارت کی اجازت طلب کی، حضور نے اجازت دیدی، میں سفر طے کر کے ہکار میں آیا، میں نے شیخ عدی رح کو پاس

سے اندر اپنے زاویہ میں کھڑے پایا، مجھے دیکھکر شیخ عدی فرمانے لگے، کہ عمر! تو سمندر کو چھوڑ کر نہر کے پاس آیا ہے، شیخ عبدالقادرؒ تو اس وقت تمام محبین کی سواریوں کے قائد ہیں، اولیاء کی عنان اُن کے ہاتھ میں ہے،

(۱۱) حضرت شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر مشائخ، مشہور عارفین اور ائمہ محققین میں سے تھے، کرامات ظاہرہ، افعال خارقہ، احوال جلیلہ، اخلاق پسندیدہ اور مقامات عالیہ کے مجسمہ تھے

مسکن آپ نہر الملک کے قریہ زریران میں سکونت پذیر تھے، اور مدت العمر یہیں رہے،

آپ کی بزرگی کہتے ہیں، کہ اسی سال کی عمر تک آپنے اپنا کوئی خلوت خانہ نہیں بنایا تھا؛ بلکہ آپ دیگر فقراء کے درمیان ہی سو جایا کرتے تھے آپ کو قبولیت عامہ نصیب تھی، مخلوقات کے قلوب میں آپ کی ہیبت و محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی،

حضور غوثیت مآب علیہ الرحمۃ آپ سے بہت خلوص رکھتے، اور آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے، اور بسا اوقات آپ کی تعریف میں فرمایا کرتے تھے، کہ جس قدر اولیاء اللہ بغداد میں آئیں، وہ ہمارے مہمان ہیں، اور ہم سب شیخ علی بن الہیتیؒ کے مہمان ہیں،

لیکن باوجود اس بزرگی و عظمت کے آپ کے انکسار کی یہ کیفیت تھی، کہ جب آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لانا چاہتے تو پہلے دجلہ میں آکر غسل فرماتے، اور اپنے اصحاب کو بھی غسل کرنے کا حکم دیتے، جب آپ کے اصحاب غسل سے فارغ ہو جاتے، تو آپ اُن سے فرماتے، اب تم اپنے

قلوب کو خطرات سے صاف کرو، کیونکہ ہم سلطان الاولیا کی خدمت میں جاتے ہیں، پھر جب آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے مدرسہ پر پہنچتے تو مدرسہ کے اندر جاکر حضرت کے دولت خانہ کے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے، پھر شیخ علیہ الرحمۃ خود اُنکو بلاتے، آپ لرزتے ہوئے اندر داخل ہو کر بیٹھ جاتے، حضرت آپ سے فرماتے، کہ آپ تو عراق کے شیخ ہیں، پھر بھی اتنا لرز رہے ہیں آپ عرض کرتے، حضرت! آپ سلطان الاولیاء ہیں، اس لیے مجھے آپکا خوف ہوتا ہے، جب آپ مجھے اپنے خوف سے امن دید ینگے، تو میں اُس وقت آپ کے خوف سے بے خوف ہو جاؤنگا، آپ فرماتے لَاخَوْفَ عَلَيْكَ اچھا آپ پر کوئی خوف نہیں،

الغرض آپ بلند پایہ کے بزرگ تھے، حضرت شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر مشائخ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے، اور آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا، آپ کے پیر طریقت "تاج العارفین حضرت شیخ ابو الوفا رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے، اور ہمیشہ اوروں پر آپ کو ترجیح دیا کرتے تھے،

آپ کا کلام | حقائق و معارف میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا،

چنانچہ آپنے فرمایا ہے، کہ شریعت وہ ہے، کہ جس کے ساتھ تکلیف آئی ہو، اور حقیقت وہ ہے، کہ جس سے معرفت و تعریف حاصل ہو، شریعت کی تائید حقیقت سے ہوتی ہے، اور حقیقت شریعت کے ساتھ مقید ہے، شریعت افعال کا لوجہ اللہ پایا جانا ہے، اور حقیقت احوال کا اللہ عزوجل کے ساتھ مشاہدہ کرنا ہے،

آپکی کرامات | کہتے ہیں، کہ ایک بہرے شخص نے آپ کے وسیلہ سے دعاء مانگی، کہ اے پروردگار تو آپ کی برکت سے میرے کان

اچھے کردے، تو اُس کی دعا قبول ہو کر اُس کے کان اچھے ہو گئے۔ اور بہرا پن مطلقاً جاتا رہا،

اسی طرح ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ قریٰ نہر الملک میں سے کسی گاؤں میں آپ کو تشریف لے جانے کا اتفاق ہوا، وہاں پر دو گاؤں والے ایک مقتول کے پیچھے تلواریں نکالے ہوئے لڑنے مرنے کو تیار تھے، وجہ یہ تھی، کہ فریقین میں سے کسی کو قاتل معلوم نہ تھا، اور مقتول دونوں فریقوں کے درمیان پڑا ہوا تھا، آپ اس موقع پر مقتول کے پاس آئے، اور اُس کی پیشانی پکڑ کر فرمانے لگے، کہ اے بندۂ خدا تجھکو کس نے مار ڈالا ہے؟ یہ مردہ اُٹھکر بیٹھ گیا، اور کہنے لگا، کہ مجھ کو فلاں بن فلاں نے قتل کیا ہے، پھر وہ مردہ ہو کر گر پڑا،

شیخ ابو الحسن الجوسقی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ آپ ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے، تو میں نے دیکھا، کہ اس درخت کی شاخیں کھجوروں سے پر ہو کر نیچے جھک گئی ہیں، اور آپ اُس سے کھجوریں توڑ توڑ کر تناول فرماتے ہیں، اُسوقت عراق میں کھجور کے کسی درخت پر پھل نہ آیا تھا،

شیخ ابو الحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی بیان ہے، کہ میں نے ایک دن آپ کو ایک کنوئیں کے کنارہ پر پانی نکالنے کے لئے ڈول ڈالتے ہوئے دیکھا، جب آپ نے ڈول نکالا، تو اُس میں سونا بھرا ہوا تھا، آپ نے کہا، اے میرے رب میں تو پانی چاہتا ہوں، جس سے وضو کروں، پھر کنوئیں میں ڈول ڈالا، اور دوبارہ نکالا، تو ڈول میں پھل موجود تھے، پھر آپنے کہا، اے رب میں تو وضو کے لئے پانی چاہتا ہوں، پھر کنوئیں میں ڈول ڈالا، تو اس دفعہ پانی نکلا، اس سے آپ نے وضو کیا، پھر اپنا سر کنوئیں میں اوندھا کیا، تو اس کا پانی سر تک آگیا

ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ قریہ زریران میں آپ سماع کے لئے تشریف لے گئے

جب تمام مشائخ سماع سے فارغ ہوئے، تو اس مجلس میں جسقدر فقہاء و قراء موجود تھے، انہوں نے باطن میں فقراء پر انکار کیا، اس وقت آپ اُٹھے، اور اُٹھکر آپ نے ہر ایک کے سامنے جا جاکر سب کو ایک ایک نظر دیکھا، معاً دیکھتے ہی سب کا علم سلب ہوگیا، حتّٰی کہ ایک ماہ تک وہ سب لوگ اسی حال میں رہے، پھر ایک ماہ کے بعد سب آپ کی خدمت میں آئے، اور آپ سے معافی طلب کی، آپ نے سب کو اپنے ہاتھ سے ایک ایک لقمہ کھلایا، جس سے اُن سب کا علم واپس آگیا،

آپکے اخلاق آپ اعلیٰ درجہ کے ظریف اور حسین تھے، دیہاتوں کا سیاہ لباس پہنتے تھے، مکارم اخلاق و محاسن صفات کے مجسمہ تھے ہاتھ کے سخی تھے، آپ کے اصحاب و مریدین آپ ہی کے سلوک پر قدم بقدم چلتے رہے،

آپ کی عمر باوجودیکہ آپ کی عمر ایکسو بیس سال سے متجاوز تھی، مگر پھر بھی آپ کے اعضاء بالکل صحیح اور قوی تھے،

آپکی وفات قریہ نہر الملک میں سے قریہ زریران کے اندر ۵۶۴ھ ہجری میں آپنے وفات پائی، اور یہیں پر آپ مدفون ہوئے، آج تک آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے،

(۱۲) حضرت شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر مشائخ میں سے تھے، صاحب کرامات تھے، اکثر اوقات امور مخفیہ کی خبر دیا کرتے تھے،

آپ کا مسکن آپ کا مسکن طفسونج تھا، جو بلاد عراق میں سے ایک شہر کا نام ہے،

آپکی بزرگی

آپ کی بزرگی اور عظمت کا اِس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے، کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ شیخ عبد الرحمٰن ایک مضبوط پہاڑ ہے، جو حرکت نہیں کرتا،

آپکا وعظ

آپ نہایت فصیح البیان تھے، آپکا وعظ گرد و نواح میں مشہور تھا، فقہا، علماء اور مشائخ آپ کی مجلس وعظ میں شریک ہوا کرتے تھے،

آپکی کرامات

مشہور ہے، کہ جس امر کے متعلق آپ پیشگوئی کیا کرتے تھے، وہ امر بعینہٖ اُسی طرح واقع ہوا کرتا تھا،

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے کہا، کہ حضرت آپکا فلاں مرید کہتا ہے، کہ جو مرتبہ آپ کو عطا ہوا ہے، اُتنا ہی مرتبہ مجھے بھی عطا ہوا ہے، آپنے فرمایا، جس نے مجھے عطا فرمایا ہے، اُسی نے اُسکو بھی عطا فرمایا ہے، لیکن میرے برابر اُس کو عطا نہیں فرمایا، پھر آپنے فرمایا، کہ میں اُس کو ایک تیر مارتا ہوں، تھوڑی دیر آپ سرنگوں رہے، پھر فرمایا، میں نے اُس کو ایک تیر مارا جو اُس کو لگا ہے، اب دوسرا مارتا ہوں پھر تھوڑی دیر سرنگوں رہے، پھر فرمایا، میں نے اُس کو دوسرا تیر مارا، جو اُس کو لگا ہے، اب تیسرا مارتا ہوں، اگر یہ تیر بھی اُسے لگا، تو معلوم ہو جائیگا، کہ اُسے بھی میرے برابر عطا ہوا ہے، پھر آپ تھوڑی دیر سرنگوں رہے، پھر فرمایا کہ دوڑو، اُسکا انتقال ہو گیا ہے، لوگ گئے، تو اُسکو فی الحقیقت مردہ پایا،

اسی طرح ایک مرتبہ ایک مرید نے آپکی خدمت میں آکر کہا، کہ حضرت! میرے کھجور کے درخت گیارہ سال سے پھل نہیں دیتے، اور میری گائیں تین سال سے بچے نہیں جنتیں، آپ نے اُس شخص کے لئے دعا کی، اُسی سال اُس کے درختوں

میں پھل آنے شروع ہو گئے، اور اُسی سال اُس کی گایوں نے بچے دیئے، اور کثرت کے ساتھ اُس کے گھر میں مویشی ہو گئے،

حضرت غوث اعظمؒ کی تعظیم کرنا

باوجود اِس بزرگی، عظمت اور مرتبہ کے آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے،

چنانچہ ایک روز آپ گھر سے نکلے تاکہ خچر پر سوار ہو کر نماز جمعہ کیلئے جائیں، مگر سوار ہوتے وقت رکاب میں پاؤں رکھتے ہی کھینچ لیا، اور کچھ دیر توقف کر کے خچر پر سوار ہوئے، لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی، تو آپ نے فرمایا، کہ اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی اپنی خچر پر سوار ہونے کو تھے، اس لئے میں نے نہیں چاہا، کہ میں آپ سے پہلے سوار ہو جاؤں،

آپکی وفات

طفسونج میں ہی آپ نے وفات پائی، اور یہیں آپ مدفون ہوئے، آپکا مزار ظاہر ہے، جس کی زیارت کے لئے لوگ اب تک جاتے ہیں،

آپکی آخری وصیت

جب آپ کی وفات کا وقت آیا، تو آپ کے صاحبزادہ شیخ ابوالحسن علی الحسینیؒ نے عرض کیا کہ حضرت! مجھکو کچھ وصیت فرمایئے، آپنے فرمایا، کہ میں تجھکو وصیت کرتا ہوں، کہ تم ہمیشہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت و تابعداری اور تعظیم و تکریم کرتے رہنا،

وفات کے بعد آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آئے، حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن کی بہت عزت کی، اُن کو خرقہ

پہنایا، اور اپنی صاحبزادی کا نکاح اُن سے کر دیا،

(۱۲) حضرت شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر عارفین اور مشائخ سے تھے، صاحب کشف و کرامات تھے

آپکا مسکن آپ باب نورس میں جو کہ قری نہر الملک میں سے ایک گاؤں کا نام ہے، سکونت پذیر تھے، اور مدت العمر یہیں رہے،

آپکی کرامات مشہور ہے، کہ باذنہ تعالےٰ آپ مبروص کو اچھا اور نابینا کو بینا کر دیا کرتے تھے،

شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبیؒ کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ آپ کے گاؤں میں آگ لگی، اور دور تک پھیل گئی، آپ گئے، اور آگ کے پاس کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا، کہ اے آگ بس یہیں تک رہ، معاً آگ بجھ گئی،

شیخ موصوف الصدری کا بیان ہے، کہ ایک دن آپ اپنی زمین کو پانی دینے کے لئے نکلے، اُسوقت آپکا کوئی مرید آپ کے پاس نہ تھا، اور آپ میں ضعف کیوجہ سے زمین میں پانی دینے کی طاقت نہ تھی، آپ نے اُس وقت آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا، معاً مغرب کی جانب سے ایک بادل آیا، اور آپ کی زمین کو سیراب کر کے چلا گیا،

ایک دفعہ تین فقہا شب کو آپ کی زیارت کرنے آئے، اور عشاء کی نماز انہوں نے آپ ہی کے پیچھے پڑھی، آپ جیسا کہ چاہیئے، قرأت کا پورا حق ادا نہ کر سکے، جس سے فقہائے موصوف کو کسیقدر آپ سے بدظنی ہوئی، مگر انہوں نے آپ سے کچھ کہا نہیں، اور شب کو آپ ہی کے زاویہ میں سو رہے، رات کو اُنہیں احتلام ہو گیا، اُسی وقت اُٹھکر نہر پر جو کہ آپ ہی کے زاویہ کے روبرو

واقع تھی، غسل کرنے گئے، جب کپڑے اُتار کر غسل کے لئے نہر میں اُترے، تو اچانک اُن کے کپڑوں پر ایک شیر آبیٹھا، فقہائے موصوف سردی کی وجہ سے نہایت پریشان ہوئے، اتنے میں آپ نہر پر آئے، تو شیر آپ کے پاؤں پر لوٹنے لگا، آپ نے اُس کو کہا، کہ تو ہمارے مہمانوں سے کیوں تعرض کرتا ہے، اگرچہ وہ ہم سے بدگمان ہیں، یہ سنتے ہی شیر چلا گیا، فقہائے موصوف پانی سے نکلے، اور آپ سے معافی مانگنے لگے آپ نے فرمایا، آپ لوگوں نے زبان کی اصلاح اور ہم لوگوں نے دل کی اصلاح کی ہے،

حضور غوثیت مآبؒ کی تعظیم کرنا باوجود اس بزرگی اور مرتبہ کے آپ جب کبھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں جاتے تو آپ کے دروازہ پر جھاڑو دیتے، چھڑکاؤ کرتے، اور آپ کے پاس بغیر اذن کے نہ جاتے تھے،

آپکی وفات آپ کی وفات باب نوس کے اندر ۵۵۳ ہجری میں اسی سال کی عمر میں ہوئی، آپ کا مزار اب تک ظاہر ہے لوگ اُس کی زیارت کو جاتے ہیں،

(۱۴) حضرت شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مفتی زمانہ اور فقہائے معتبرین میں سے تھے، شیخ ابوالحسن علی القرشیؒ شیخ ابوعبداللہ محمد بن احمد المدینیؒ، شیخ مبارک بن علی الجبلیؒ اور شیخ محمد علی قیدیؒ وغیرہ اکابر مشائخؒ آپ کی صحبت میں رہے،

آپکا مسکن آپ قریٔ نہر الملک میں سے قریۂ قیلُویہ میں سکونت پذیر تھے، اور حیات کے آخری لمحات تک یہیں رہے،

آپکی کرامات

شیخ ابوالحسن علی قرشیؒ کا بیان ہے، کہ ایک دن آپ قضائے حاجت کے لئے نکلے، میں پانی کا بھرا ہوا لوٹا لیکر آپکے پیچھے پیچھے گیا، اثنائے راہ میں اچانک میرے ہاتھ سے لوٹا گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا، آپ نے قضائے حاجت سے فارغ ہوکر اُس لوٹے کو اُٹھایا، تو وہ درست ہوکر جیسا کہ تھا، ویسا ہی پانی سے لبریز ہوگیا،

ایک دفعہ آپنے قَیْلُوْیہ کے میدان میں ایک چٹان پر کھڑے ہوکر آذان کہی آذان کہتے ہوئے جب آپنے اَللّٰہُ اکبر کہا، تو آپ کی تکبیر کی ہیبت سے زمین لرز گئی، اور چٹان کے پانچ ٹکڑے ہوگئے،

آپکا لباس

آپ علماء کا لباس زیب تن فرمایا کرتے، اور خچر پر سواری کیا کرتے تھے،

حضرت غوث اعظمؒ کی تعظیم کرنا

آپ جب کبھی بغداد میں آتے، تو پہلے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتے، جب مدرسہ کے دروازہ پر یا سرائے کے دروازہ پر پہنچتے، تو چوکھٹ کو چومتے،

آپکی وفات

آپ کی وفات قَیْلُوْیہ کے اندر ۵۵۵ہ ہجری میں ہوئی، آپکی قبر اب تک ظاہر ہے،

آپکی آخری وصیّت

جب آپ کی وفات کا وقت آیا، تو آپ کے صاحبزادہ شیخ ابوالخیر سعیدؒ نے آپ سے کہا، کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے، آپنے فرمایا، کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں، کہ تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم و تکریم کرتے رہنا، انہوں نے عرض کیا، کہ آپ مجھے اُن کے حال سے آگاہ کیجئے، تو آپ نے فرمایا، کہ شیخ عبدالقادر

جیلانیؒ کا قدم تو اس وقت تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے، وہ سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کے محبوب و مقرب ہیں،

(۱۵) حضرت شیخ مطر الباذرانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر مشائخ سے تھے، صاحب کرامات تھے، شیخ ابو الکرم تمیم حلادیؒ اور شیخ ابو العز نہر ملکیؒ وغیرہ مشائخ عظام نے آپ سے تخریج کی،

آپکا مسکن آپ قری عراق کے ایک قریہ باذران میں سکونت پذیر تھے اور مدت العمر یہیں رہے،

باذران کو مسکن بنانے کی وجہ یہ ہوئی، کہ ایک دفعہ عالم رویا میں آپ نے ایک عظیم الشان درخت دیکھا، جس کی شاخیں بکثرت اور قریۂ باذران سے متصل تھیں، آپنے صبح یہ خواب اپنے پیر طریقت حضرت شیخ تاج العارفین سے بیان کی، آپ نے فرمایا، مطر! اس درخت سے میری ذات مراد ہے، تم جاکر قریہ باذران میں سکونت اختیار کرو،

آپکی کرامات کہتے ہیں، کہ جب یہودی یا نصرانی پر آپ کی نظر پڑ جایا کرتی تھی، وہ بے اختیار کلمہ شہادت پکارتے ہوئے حلقۂ اسلام میں داخل ہو جایا کرتا تھا، جس بنجر زمین پر آپ کا گذر ہو جاتا تھا، وہ سرسبز و شاداب ہو جاتی تھی،

ایک دفعہ چھ شخص آپ کیخدمت میں آئے، آپنے ایک برتن نکالا جسمیں قریبًا ڈیڑھ سیر دودھ تھا، وہ اُن کو دیا، سب نے سیر ہو کر پیا، مگر دودھ ویسے کا ویسا ہی باقی رہا، اُس میں مطلقًا کچھ بھی کمی واقع نہ ہوئی،

آپ کی وفات قریہ باذران میں آپ نے وفات پائی، جہاں آپ کا

مزار اتبک موجود ہے ،

آپ کی آخری وصیت جب آپ کی وفات کا وقت آیا، تو آپکے صاحبزادہ نے کہا، کہ حضرت! مجھے وصیت فرمایئے، کہ آپ کے بعد کس کی اتباع کروں، آپ نے فرمایا، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی، صاحبزادہ نے گمان کیا، کہ شاید آپ غلبہ مرض میں کہہ رہے ہیں، اس لئے پھر کہا، کہ حضرت! مجھے وصیت فرمائیں، کہ آپ کے بعد کس کی اتباع کروں آپنے پھر فرمایا، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی، پھر ایک گھڑی کے بعد صاحبزادہ نے یہی بات دریافت کی، آپنے فرمایا، بیٹا! عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے، جب سوائے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے اور کسی کی اتباع نہ کی جائیگی،

(۱۶) حضرت شیخ ماجد الکردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر عارفین سے تھے، کرامات ظاہرہ و احوال فاخرہ تھے ،

آپ کا مسکن آپ عراق کے ایک قریہ قوسان میں سکونت پذیر تھے ، اور مدت العمر یہیں رہے ،

آپکی کرامات آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ سلیمانؒ بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر تھا، اُس وقت آپ کیخدمت میں دس بارہ شخص آئے، آپ نے مجھ سے فرمایا، جاؤ، خلوتخانہ سے کھانا نکال لاؤ، خلوت خانہ میں اُسوقت کھانے پینے کی مطلقاً کوئی چیز نہ تھی، مگر میں امتثال امر کے لئے خلوت خانہ میں گیا، تو مجھے وہاں انواع و اقسام کے کھانے ملے ،

اسی طرح ایک دفعہ آپ کے پاس ایک شخص آیا، اور کہنے لگا، کہ میں حج کیلئے

بیت اللہ شریف جا رہا ہوں، آپ نے اُس کو اپنا ایک پیالہ دیکر فرمایا، کہ اگر تم وضو کرنا چاہو، تو یہ تمہارے لئے پانی ہے، اگر تمہیں پیاس لگے، تو یہ تمہارے لئے دودھ ہے، اور اگر تم پر بھوک کا غلبہ ہو، تو یہ تمہارے لئے ستو ہیں، اُس شخص کا بیان ہے، کہ یہ عطیہ اُس کو مندرجہ بالا ضرورتوں کیلئے کافی و وافی ہوا،

حضور غوثیت مآب کی تعظیم کرنا

آپ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی بہت تعریف کیا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے، شیخ محی الدینؒ اہالیان ارض کے امام اور پیشوا ہیں، اولیاء کی گردنیں اُن کے آگے خم ہیں، انہی کے نور سے اہل دل اپنے احوال میں روشنی حاصل کرتے ہیں،

آپکی وفات

آپ کی وفات ۵۶۱ھ ہجری میں عراق کے ایک پہاڑ حدین پر ہوئی، آپ کا مزار آج تک وہاں موجود ہے

(۱۷) حضرت شیخ جاگیر الکردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے مشہور مشائخ سے تھے، کثیر التعداد علماء و صلحاء آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے، آپ اتباع شریعت میں مشہور تھے، ہر قول، ہر فعل ہر حرکت اور ہر سکون میں آداب شریعت و قانون عبودیت کو مرعی رکھتے تھے

آپکا مسکن

عراق کے ایک جنگل میں قنطرۃ الرصاص کے پاس آپ سکونت پذیر تھے، اور مدت العمر وہیں رہے،

آپکی کرامات

کہتے ہیں آپکو محض غیب سے روزی آتی تھی، شیخ ابوالحسنؒ بن شیخ ابو محمد الحسن الحمیدیؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا، اُسوقت آپکے سامنے سے کئی گابھ

نکلیں، آپنے ایک گائے کیطرف اشارہ کرکے فرمایا، کہ اس کے شکم میں سرخ بچھڑا ہے، جسکو یہ فلاں ماہ میں فلاں دن جنے گی، یہ بچھڑا مجھے نذرانہ دیا جائیگا، اس کے بعد ایک اور گائے کیطرف اشارہ کرکے فرمایا، کہ اس کے پیٹ میں بچھیا ہے، جسکو یہ فلاں وقت جنے گی، یہ بچھیا بھی میری نظر کیجائے گی،

شیخ ابوالحسن بن شیخ ابو محمد الحسن الجیدی رحمۃ اللہ علیہ راوی مذکور بیان کرتے ہیں، کہ میں اسکا انتظار کرنے لگا، پھر آپ نے فرمایا، کہ فلاں شخص اسکو ذبح کرے گا، اور فلاں فلاں شخص اس کو کھائیں گے، ایک سرخ کتا بھی اس میں سے کچھ گوشت اٹھا لیجائیگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور ایک سرخ کتا زاویہ کیطرف آکر ایک ران اٹھائے گیا،

اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص آپ کیخدمت میں آیا، اور کہنے لگا، کہ آپ مجھے ہرن کا گوشت کھلایئے، آپ نے سر نیچا کیا، معًا ایک ہرن آکر آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا، آپنے اُس نے ذبح کرنے کا حکم دیا، چنانچہ ذبح کرنے کے بعد اسکا گوشت پکوا کر اس شخص کو کھلایا گیا،

حضور غوثیت مآب رح کی عظمت کا اعتراف

آپ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے، کہ تاج العارفین حضرت شیخ ابوالوفاء رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے پایہ اور مرتبہ کا کوئی بزرگ دیکھنے میں نہیں آیا، فی الحقیقت انکا طریقہ دیگر طرق سے اعلےٰ ہے، اولیاء اللہ اسی سمندر کی نہریں ہیں،

آپکی وفات

تنظرۃ الرصاص کے پاس اپنے زاویہ میں ہی آپنے کبیر سن ہو کر وفات پائی، اور وہیں مدفون ہوئے،

(۱۸) حضرت شیخ ابو محمد القاسم بن عبد البصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر مشائخ سے تھے، شریعت و طریقت کے جامع تھے، مذہباً مالکی تھے، اپنے علاقہ کے مفتی تھے، کثیر التعداد صاحبانِ احوال نے آپ سے ارادت حاصل کی، آپ کے وعظ میں علماء و مشائخ بکثرت حاضر ہوا کرتے تھے،

آپ کا مسکن بصرہ میں آپ سکونت پذیر تھے، اور تا دمِ آخر یہیں رہے،

آپ کی کرامات مشہور ہے، کہ آپ صاحب کرامات ظاہرہ و احوال نفیسہ تھے،

چنانچہ شیخ الصوفیہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر السہروردیؒ[1] فرماتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں آپ کی زیارت کرنے کے لئے بصرہ گیا، اثنائے راہ میں میرا گذر بہت سے ایسے باغات میں سے ہوا، جو آپ کی ملکیت میں تھے، یہ دیکھکر میرے قلب میں خطرہ گذرا، کہ یہ تو امیرانہ شان ہے،

پھر میں سورہ انعام پڑھتا ہوا بصرہ میں داخل ہوا، میں نے اپنے دل میں خیال کیا، کہ دیکھوں، کونسی آیت پڑھیں آپ کے دولت خانہ میں داخل ہوتا ہوں آپ کے حق میں اس آیت کو میں فال تصور کرونگا، غرض میں پڑھتا ہوا گیا، اور ذیل کی آیت پڑھیں آپ کے دولت خانہ کے دروازہ پر پہنچا،

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ	یہ وہ لوگ ہیں، جنکو خدائے تعالیٰ نے ہدایت کی تم اُن کی ہدایت کی پیروی

---

[1] ابن نجار نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے، سُہرَوَرد بضمہ سین مہملہ و سکون ہائے ہوز و فتحہ رائے مہملہ و سکون ثانیہ و دال آخر وال مہملہ عراق عجم میں زنجان کے ایک شہر کا نام ہے ۱۲، منہ رح

کرتے رہو،

مَیں یہ آیت پڑھتا ہوا آپ کے دروازہ میں کھڑا ہو گیا، معاً آپ کا خادم مجھے اندر بُلا لے گیا، جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے فرمایا، عمر! جو کچھ زمین پر ہے، وہ زمین ہی پر ہے، اس کی محبت اور وقعت میرے قلب کے اندر ذرّہ بھر بھی نہیں ہے، آپ کے یہ فرمانے سے مَیں انگشت بدنداں رہ گیا

اسی طرح شیخ ابو الحسن علی نانبائی بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں بصرہ کے اندر بعض احباب کے ہمراہ ایک باغ میں تھا، تو ہمارے پاس ایک غبار آلودہ پراگندہ حال فقیر آیا، اور مالک باغ کو مخاطب کر کے کہنے لگا، کہ انجیر کھلا کر میرا پیٹ بھر دو، مالک باغ نے آدھ سیر کے قریب انجیر لا کر اُس کو دیئے، اُس نے کھا کر کہا، کہ اور دو، اُس نے اور لا کر دیئے، اسی طرح وہ بار بار مانگتا رہا، حتیٰ کہ چار پانچ من کے قریب انجیر کھا گیا، پھر اُس نے نہر پر جا کر بہت سا پانی پیا

شیخ ابو الحسنؒ موصوف الصدر کا بیان ہے، کہ ایک عرصہ کے بعد مالک باغ نے مجھ سے بیان کیا، کہ اُس سال سے میرے کھیت اور باغات کی پیداوار دُگنی ہو گئی،

آگے چلکر شیخ ابو الحسنؒ فرماتے ہیں، کہ جس سال مالک باغ نے مجھے دُگنی پیداوار کی خبر دی، اُسی سال مجھے حج کی غرض سے بیت اللہ کی حاضری کا اتفاق ہوا، اثنائے راہ میں مجھے اُس فقیر کے دیکھنے کا اشتیاق مالا یطاق ہوا، جسے میں نے انجیر کھاتے ہوئے دیکھا تھا، ابھی مجھے یہ خیال گذرا ہی تھا، تو اچانک میں نے کیا دیکھا، کہ وہ فقیر میری داہنی جانب جا رہا ہے، یہ دیکھتے ہی مجھپر خوف طاری ہو گیا، مگر ہمت اور جرأت سے کام لیکر مَیں اُن کے ساتھ ساتھ چلنے لگا، جب یہ فقیر چلتا، تو اُس کے ساتھ ساتھ قافلہ بھی چلتا، جب یہ ٹھیر جاتا، تو قافلہ بھی

اُتر پڑتا، اثنائے راہ میں یہ فقیر ایک ایسے تالاب کے پاس اُترا، جسکا پانی خشک ہونے کو تھا، اس فقیر نے اُس تالاب کے نیچے کی مٹی نکال نکال کر کھانی شروع کی، اور ذرا سی یہی مٹی اُس نے مجھے بھی کھلائی، جو ذائقہ میں حلوائے خشکانک کیطرح اور خوشبو میں مشک کیطرح معلوم ہوئی، مٹی کھاکر پھر اُس نے بہت سا پانی پیا، اور پانی پی کر مجھ سے کہا، کہ انجیریں کھانے کے بعد آج میں نے یہ مٹی کھائی ہے، اس کے درمیانی عرصہ میں نہ میں نے کچھ کھایا، اور نہ پیا، میں نے عرض کیا، کہ آپ کو یہ قوت کہاں سے حاصل ہوئی، تو انہوں نے فرمایا، کہ ایک دن حضرت شیخ ابو محمد القاسم بن عبدالبصری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ پر توجہ کی، جس سے میرا قلب محبت سے بھر گیا، اور میں بجز احکام بشریت باقی رکھنے کے اکثر اوقات خورد و نوش سے مستغنی ہو گیا،

اسی طرح شیخ ابو عبداللہ محمد المکی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ ایک سال میں حرم مکہ شرفہا اللہ تعالےٰ میں مجاور تھا، وہاں پر ایک روز حضرت شیخ ابو محمد القاسم بن عبدالبصری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، آپ کی معیت میں چار شخص تھے، آپ نے نماز ادا کی، پھر سات دفعہ طواف کیا، جب طواف کر چکے، تو چاروں آدمیوں کو لیکر باب بنی شیبہ کیطرف نکلے، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا، آپ کے ہمراہیوں نے مجھے آپ کے ساتھ ہونے سے روکا، آپ نے انہیں روکنے سے منع کیا، پھر آپنے سب کو مخاطب کرکے فرمایا، کہ سب میرے پیچھے پیچھے یکے بعد دیگرے میرے قدموں پر قدم رکھتے چلے آؤ، غرض ہم آپ کے پیچھے پیچھے چلے، ابھی تھوڑی دیر گذری تھی، کہ مدینہ شریف میں جا پہنچے، وہاں ہم نے زیارت کے بعد ظہر کی نماز پڑھی، پھر وہاں سے آپ کے پیچھے پیچھے چلے، تھوڑے ہی عرصہ کے بعد کیا دیکھتے ہیں، کہ ہم سب بیت المقدس میں موجود ہیں، نماز عصر پڑھنے کے بعد پھر وہاں سے نکلے،

اور مغرب کی نماز سدِ یاجوج ماجوج میں جاکر ادا کی، اور عشا جبل قاف پر پڑھی، پھر آپ پہاڑ کی چوٹی پر جاکر بیٹھ گئے، اور ہم سب آپ کے گرداگرد دوزانو ہو کر بیٹھ گئے، غیب سے لوگ آن آنکر آپ کو سلام کرنے لگے، اُن لوگوں کے چہرے چاند اور سورج سے زیادہ روشن اور منوّر تھے، پھر جوّ میں سے بہت سے لوگ نمودار ہوے، جو آناً فاناً نیچے اُتر کر آپ کے پاس حلقہ باندھکر بیٹھ گئے، یہ لوگ آپ کا کلام سننے کے بے حد مشتاق تھے، آپنے کلام شروع کیا، آپکا کلام شروع کرناہی تھا، کہ سب پر ایک وجدانہ کیفیت طاری ہو گئی، بعض لرزنے، بعض کانپنے، بعض رونے اور بعض جوّ میں دوڑنے لگ گئے، حتیٰ کہ اسی حالت میں صبح ہو گئی سب نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی، پھر آپ واپس ہوتے ہوئے ایک ایسے مقام پر اترے، جس کی زمین دنیا کی زمینوں کے مشابہ نہ تھی، اس زمین سے مشک کی خوشبو آتی تھی، یہاں کے لوگ اللہ تعالےٰ کے ذکر میں ہمہ تن مشغول تھے، آپ پر وجدانہ کیفیت طاری تھے، کبھی آپ فضا میں اُڑنے لگ جاتے تھے کبھی یہ کہتے تھے، کہ تیرا شوق مجھے بیقرار کرتا ہے، تیرا بُعد مجھے قتل کرتا ہے، تیرا خوف مجھے تلف کرتا ہے، تیری امید مجھے زندہ کرتی ہے، تیرا اعراض مجھے مار ڈالتا ہے، تیری محبت مجھے خوش کرتی ہے، تیرا مشاہدہ مجھے سکڑاتا اور پھیلاتا ہے پس اے پروردگار جن لوگوں کا تو ذمہ وار اور کفیل ہے، اُن پر تو اپنا فضل و کرم کر،

پھر ہم ایک ایسے شہر میں آئے، جو فی الحقیقت بلا مبالغہ گویا سونے چاندی سے بنایا ہوا تھا، جسمیں نہریں اور باغات بکثرت تھے، ہم نے آکر یہاں پر کچھ میوے کھائے، اور نہروں سے پانی پیا، آپ نے فرمایا، کہ یہ اولیاء اللہ کا شہر ہے، اس میں بجز اولیاء اللہ کے اور کوئی نہیں آسکتا، پھر مکہ معظمہ میں آکر ہم نے ظہر کی نماز

پڑھی ،

آپکی وفات

سنہ ہجری میں بصرہ کے اندر آپ نے وفات پائی ، اور شہر کے باہر آپ کو دفن کیا گیا ، کہتے ہیں ، کہ خلا میں رجال غیب نے بھی آپ کے جنازہ کی نماز پڑھی ، لوگوں نے اُنکو دیکھا ، اور اُن کی آوازیں سنیں ، آپ کی قبر آجتک ظاہر ہے ، لوگ اس کی زیارت کے لئے جاتے ہیں ،

حضور غوثیت مآبؒ کی عظمت و بزرگی

بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے ، کہ ایک دفعہ آپکی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی دوران ملاقات میں آپ نے حضرت خضر علیہ السلام سے دریافت کیا ، کہ کیا اِس وقت کوئی ایسا کامل مرد خدا ہے ، جس سے مَیں اثنائے سلوک میں جو مشکلات مجھے پیش آجاتی ہیں ، اُن کو حل کرالیا کروں ؟ تو حضرت خضر علیہ السلام نے جوابدیا ، کہ موجودہ وقت میں کامل مرد خدا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ ہیں ، آپ نے حیرانی سے دریافت کیا ، کہ کیا آپ کا پایہ اور مرتبہ بہت بلند ہے ، حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا ، کہ شیخ عبدالقادرؒ تو اس وقت کے اولیاء کے سردار ہیں ، اللہ تعالیٰ کے محب و مقرب ہیں ، اللہ تعالےٰ نے اُنکو اپنے اسرار میں سے وہ حصہ دیا ہے ، جس سے وہ جمہور اولیاء پر سبقت لے گئے ہیں ،

(۱۹) حضرت شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مصر کے اکابر مشائخ سے تھے ، صاحب کشف و کرامات تھے ، شریعت و طریقت کے جامع تھے ، نہایت منکسر المزاج اور حلیم الطبع تھے ، مراقبہ ، گوشہ نشینی اور قطع علائق میں آپ مشہور تھے ،

آپ کا مسکن آپ مصر میں سکونت پذیر تھے ، اور مدت العمر یہیں رہے ،

آپ کا کلام معارف وحقائق میں آپکا کلام عالی ہوتا تھا ،

آپ فرمایا کرتے تھے ، کہ فکر معرفت الہٰی کا راستہ ہے ، عقول واذہان کو اُس کی ذات کی حقیقت دریافت کرنے کی مطلقًا طاقت نہیں ، کیونکہ اگر خدائی حکمتیں حدِّ اذہان وافہام تک منتہی ہوتیں ، یا قدرت ربانیہ ادراک علوم میں منحصر ہوتی ، تو یہ اُس کی حکمت وقدرت میں ایک بڑا نقصان ہوتا ، تَعَالَی اللّٰہُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا

اسی لئے اسرار ازلی واسرار جلالی آنکھوں سے پوشیدہ رہے ،

نیز آپ فرمایا کرتے تھے ، کہ فرش سے لیکر عرش تک تمام مخلوق اُس کی معرفت کے راستے اور اُس کی ازلیت پر حجتیں ہیں ، تمام موجودات اپنی زبان حال سے اُس کی وحدانیت کی گواہی دے رہی ہے ،

اَلَا كُلُّ شَيْءٍ لَهٗ اٰيَةٌ
تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

بسا اوقات آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے ، کہ جس دل میں محبت نہیں ، وہ دل خراب وویران ہے ، جس فہم میں آب معرفت نہیں ، وہ فہم گویا بے آب بدلی ہے ، مخلوق سے متوحش ہونا اپنے مولےٰ سے مونس ہونے کی دلیل ہے

آپ کی کرامات آپ سے کثرت کے ساتھ خارقِ عادت امور اور کرامات ظہور میں آئیں ،

چنانچہ شیخ ابو اسحٰق ابراہیمؒ بیان کرتے ہیں ، کہ ایک دفعہ دریائے نیل کا پانی اسقدر چڑھ آیا ، کہ قریب تھا ، کہ مصر کے بہت سارے بلاد غرق ہو جاتے ، تمام گرد ونواح کی زمینوں پر پانی ہی پانی تھا ، کھیتی کا وقت بھی فوت ہونے کو تھا ،

کہ لوگ آپ کی خدمت میں آئے، اور دعا کی درخواست کی، آپ نیل کے کنارے پر آئے، اور اس سے وضوء کیا، معًا وضو کرتے ہی پانی زمین سے اُتر گیا،

اسی طرح ایک دفعہ نیل میں پانی بہت کم ہو گیا تھا، لوگوں کے درخواست کرنے پر آپ نے اُس کے کنارہ پر جا کر وضو کیا، معًا دریا کا پانی بڑھنا شروع ہو گیا، حتیٰ کہ تھوڑی ہی دیر میں دریا کے کنارہ تک پہنچ گیا،

آپکی وفات آپ کی وفات ۵۶۴ھ ہجری میں مصر کے اندر ہوئی، وفات کے وقت آپ کی عمر ستر سال سے متجاوز تھی، آپ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے پاس مشرق کی جانب مدفون ہوئے

حضرت غوث اعظمؒ کا احترام شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن مرجیلؒ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے حضرت شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوقؒ کو بارہا یہ کہتے ہوئے سنا، کہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ اس زمانہ کے امام اور سردار ہیں، آپ طریقت میں سب اولیاء اللہ پر سبقت لے گئے ہیں،

(۲۰) حضرت شیخ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ دیار بکر کے اکابر مشائخ سے تھے، آپ کرامات ظاہرہ، احوال فاخرہ اور مقامات رفیعہ رکھتے تھے، جامع شریعت وطریقت تھے، سنجار میں قبولیت عامہ آپ کو نصیب تھی،

شیخ حسن التلعفریؒ اور شیخ عثمان بن عاشور السنجاریؒ وغیرہ جیسے اکابر مشائخ آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے، حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بہت تعریف کیا کرتے تھے؛

آپکا کلام آپ فرمایا کرتے تھے، کہ آنکھیں تین قسم کی ہیں (۱) بصر کی آنکھ (۲) بصیرت کی آنکھ (۳) روح کی آنکھ

بصر کی آنکھ تو محسوسات کو معلوم کرتی ہے، بصیرت کی آنکھ معنویات کو اور روح کی آنکھ پوشیدہ چیزوں کو،

آپکی کرامات شیخ ابو المجد سالم بن احمد بن عبداللہ تلعفریؒ بیان کرتے ہیں کہ سنجار میں ایک شخص تھا، جو سلف صالحین کی بلا وجہ بدگوئی کیا کرتا تھا، جب وہ شخص بیمار ہوکر قریب المرگ ہو، تو سب باتیں کرتا تھا، مگر کلمہ شہادت اُس کی زبان پر جاری نہ ہوتا تھا، باوجود لوگوں کے بارہا پڑھکر سنانے کے کسی طرح سے بھی وہ اُسے نہیں پڑھ سکتا تھا، لوگ پریشان ہوکر شیخ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ کو بلا لائے، آپ اس شخص کے پاس آکر مراقبہ میں بیٹھ گئے پھر کچھ دیر کے بعد سر اُٹھا کر فرمایا، کہ اے شخص! کہہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ آپ کا یہ فرمانا تھا، کہ وہ بار بار کلمۂ شہادت پڑھنے لگ گیا،

پھر آپنے فرمایا، چونکہ یہ شخص سلف صالحین کی بدگوئی کیا کرتا تھا، اس لئے اس وقت کلمۂ شہادت پڑھنے سے اس کی زبان روکدی گئی تھی، میں نے اس وقت باری تعالیٰ کی درگاہ میں اس کی سفارش کی، تو مجھے کہا گیا، کہ ہم نے تمہاری سفارش قبول کی، بشرطیکہ ہمارے اولیا بھی اس سے راضی ہو جائیں، پھر میں درگاہ شریف میں داخل ہوا، تو حضرت شیخ معروف کرخیؒ، حضرت شیخ سری سقطیؒ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ، حضرت شیخ شبلیؒ، حضرت شیخ ابو بکر بسطامیؒ سے میں نے اُس کی طرف سے معافی چاہی، اُنہوں نے معاف کردیا، تب اُس کی زبان پر کلمۂ شہادت جاری ہوا،

پھر اُس شخص نے بیان کیا، کہ جب میں کلمۂ شہادت پڑھنا چاہتا تھا، تو ایک

سیاہ چیز آکر میری زبان کو پکڑ لیتی تھی، اور کہتی تھی، کہ میں تیری بدزبانی ہوں، پھر اسکے بعد ایک چمکتا ہوا نور آیا، اُس نے اُس کو دفعہ کر دیا، اور کہا میں اولیاء اللہ کی رضامندی ہوں،

اسی طرح حجۃ السالکین عارف کامل حضرت شیخ ابو متعہ سلامہ بن نافع بغروقیؒ بیان کرتے ہیں، کہ کسی نے بدوں قصاص کے ایک شخص کی ناک کاٹ ڈالی، جب آپ کو اس کی خبر پہنچی، تو آپ نے آکر اس کی کٹی ہوئی ناک بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہ کر جوڑ دی، تو باذنہٖ تعالےٰ اُس کی ناک جڑ کر جیسی تھی، ویسی ہوگئی،

اسی طرح شیخ ابو عمرو عثمان بن عاشور السنجاریؒ بیان کرتے ہیں، کہ ایک روز ہم مسجد میں تھے، کہ ایک نابینا آیا، اور غیر قبلہ کیطرف کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگا، آپ نے اُس کی یہ حالت دیکھکر اللہ تعالےٰ سے دعا کی، کہ اے پروردگار! تو اس کو بینا کر دے، چنانچہ آپ کی دعا سے وہ بینا ہوگیا، اس کے بعد وہ بیس برس تک زندہ رہا، اور بدستور بینا ہی رہا،

اسی طرح ایک دفعہ آپ نے ایک مجذوم کے حق میں دعا کی، جس کے بدن سے کیڑے ٹپکتے تھے، پیپ وخون بہتا تھا، آپ کا دعا کرنا تھا، کہ اللہ تعالےٰ نے معًا اُس مجذوم کو تندرست کر دیا،

اسی طرح ایک دفعہ آپ حج کو جارہے تھے، کہ اثنائے راہ میں آپ کے ہمراہیوں کو پانی کی اشد ضرورت محسوس ہوئی، آپ نے دو رکعت نماز پڑھکر ایک پتھر پر ہاتھ مارا، معًا پتھر سے شیرین چشمہ پھوٹ نکلا

آپکی وفات آپ کی وفات آپ کے مسکن سنجار ہی میں ہوئی، اور یہیں مدفون ہوئے، آج کل آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے،

حضور غوثیت مآبؒ کے متعلق آپ کا فرمان

شیخ ابو عمرو عثمان بن عاشور السنجاری بیان کرتے ہیں، کہ میں نے اپنے شیخ سویدؒ کو کئی دفعہ فرماتے ہوئے سنا، کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے شیخ، سردار، امام اور پیشوا ہیں، وہ حضرت قدس کے اہل کے صدر ہیں،

(۲۱) حضرت شیخ حیات بن قیس حرّانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حرّان کے مشائخ عظام میں سے تھے، بڑے عارف اور مشہور محقق تھے، کثیر التعداد صاحبانِ احوال آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے، ہر خاص وعام، کیا عالم، کیا جاہل، کیا پیر، کیا مرید، کیا امیر، کیا غریب سب آپ کے مراتب ومناصب کے معترف تھے، بسا اوقات اہالیانِ حرّان آپ کی دعا کی برکت سے باران طلب کرتے تھے،

آپکا کلام

آپ کا کلام عالی ہوتا تھا، چنانچہ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے، کہ چھلکوں کی قیمت اُن کے مغز سے، مَردوں کی قیمت ان کی عقل سے، مکانوں کی قیمت اُن کے مکینوں سے ہوا کرتی ہے، احباب کی عزت احباب سے ہوتی ہے،

آپ کی کرامات

آپ کے ہاتھ پر بہت سے عجائبات وخوارق عادات کا ظہور ہوا تھا،

چنانچہ شیخ نجم الدین عبد المنعم بن علی الحرّانی الصیقلیؒ بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ ہمیں حضرت شیخ حیات بن قیس حرّانیؒ کے ساتھ حج کرنے کا اتفاق ہوا، اثنائے راہ میں ایک جگہ سب قافلہ اترا، شیخ اپنے ساتھیوں کے ساتھ

ببول کے ایک درخت کے سایہ تلے بیٹھ گئے، اسوقت آپ کے خادم نے آپ سے عرض کیا، کہ حضرت! اس وقت میرا جی کھجور کھانے کو چاہتا ہے، آپ نے فرمایا اچھا، اس درخت کو ہلاؤ، آپ کے خادم نے عرض کیا، کہ حضرت! یہ تو ببول کا درخت ہے، آپ نے فرمایا، تم اسے ہلاؤ تو سہی، آپ کے خادم نے اُسے ہلایا، تو تروتازہ کھجوریں اُس درخت سے ٹپکنے لگیں، اور سب نے اس قدر کھائیں، کہ سیر ہو گئے

اسی طرح شیخ عبداللطیف بن ابی الفرج الحرّانی المعروف بابن القبیطی بیان کرتے ہیں، کہ حرّان میں ایک مسجد حضرت شیخ حیات بن قیس حرّانی کی زندگی میں بنائی گئی، جب لوگوں نے اُس کے محراب رکھنے کا ارادہ کیا، تو ریاضی دان نے کہا، کہ قبلہ کا رخ یہ ہے، حضرت شیخ حیات بن قیس حرّانی بھی وہاں موجود تھے، آپ نے فرمایا، نہیں قبلہ کا رُخ یہ ہے، ریاضی دان نے کہا، نہیں، آپ نے اُس کو اپنے بتائے ہوئے رُخ کھڑا کر کے فرمایا، کہ دیکھ! کعبہ تیرے سامنے ہے اُس نے دیکھا، تو قبلہ شریف اُس کے سامنے تھا، یہ دیکھتے ہی وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا

آپ کی وفات آپ حرّان میں سکونت پذیر تھے، اور یہیں بدھ کی رات آخر ماہ جمادی الاخریٰ ۵۸۱ھ ہجری میں فوت ہوئے، اور یہیں مدفون ہوئے،

حضرت غوث اعظم رح کے متعلق ارشاد شیخ ابوالحسن رح بیان کرتے ہیں، کہ میں نے حضرت شیخ حیات بن قیس حرّانی سے سُنا، وہ فرماتے تھے، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اس زمانہ کے سلطان العارفین ہیں،

شیخ ابوالعباس احمد یحییٰ بن برکت بغدادی مشہور ابن الدیبقی رح بیان کرتے

ہیں، کہ میں نے کئی مرتبہ حضرت شیخ حیات بن قیس حرّانیؒ کو فرماتے ہوئے سنا، کہ اللہ تعالیٰ اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کیوجہ سے تھنوں میں دودھ دیتا اور بارش اُتارتا اور بلاؤں کو دفع کرتا ہے، وہ اس وقت اولیاء و مقربین کے سردار ہیں،

(۲۲) حضرت شیخ رسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے اکابر مشائخ سے تھے، دمشق آپ کا مسکن تھا، آپ سالکین کے امام اور عارفین کے سردار تھے، آپ کو قبولیت عامہ نصیب تھی، شام میں تربیت مریدین آپ ہی کیطرف منتہی تھی،

آپ کی کرامات

آپ کی کرامات بہت مشہور ہیں، چنانچہ ایک دفعہ پندرہ شخص آپ کے ہاں مہمان آگئے اُسوقت آپ کے پاس پانچ روٹیوں کے سوا اور کچھ نہ تھا، آپنے بِسْمِ اللہ کہکر اُن پانچ روٹیوں کو اُن کے سامنے رکھدیا، اور دعا کی، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ مَا رَزَقْتَنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ اے مولا! تو ہماری روزی میں برکت دے، تو ہی سب کو بہتر روزی دینے والا ہے، آپ کی دعا کی برکت سے سب نے روٹیوں کو کھایا، اور سب کے سب خوب سیر ہو گئے، اور جتنی روٹی بچ رہی، اُسے آپنے ٹکڑے کرکے سب کو ایک ٹکڑا دیدیا، پھر یہ لوگ بغداد چلے گئے، اور اُس ایک ٹکڑے میں سے کئی روز تک کھاتے رہے،

شیخ ابو احمد محمد الکردیؒ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے ایک دفعہ آپ کو ہوا میں اُڑتے ہوئے دیکھا، میں حج کے لئے بیت اللہ جا رہا تھا، جب وہاں پہنچا، تو عرفات اور حج کے تمام موقعوں پر میں نے آپ کو دیکھا، اس کے بعد آپ

مجھ سے غائب ہو گئے ، جب میں دمشق میں آیا ، اور لوگوں سے آپکا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا ، کہ بجز عرفہ ، یوم النحر اور ایام تشریق کے اور کسی روز آپ پورے دن ہم سے غائب نہیں ہوئے ۔

ابو احمدؒ مذکور بیان کرتے ہیں ، کہ ایک روز میں نے دمشق کے ایک میدان میں آپ کو کنکریاں پھینکتے ہوئے دیکھا ، میں نے آپ سے اسکا سبب دریافت کیا ، تو آپ نے فرمایا ، کہ اس وقت فرنگیوں کا لشکر ساحل کیطرف نکلا ہے ، اور اسلامی لشکر نے اُن کا تعاقب کیا ہے ، یہ کنکریاں میں فرنگیوں کے لشکر کو مار رہا ہوں ، بعد ازاں مسلمانوں کے لشکر نے بیان کیا ، کہ ہم فرنگیوں کے لشکر میں اُن کے سروں پر آسمان سے کنکریاں گرتی ہوئی دیکھتے تھے ، جو کنکری جس سوار پر گرتی تھی ، وہ اُس سوار کو اُس کے گھوڑے سمیت ہلاک کر دیتی تھی ، یہاں تک کہ انہیں کنکریوں سے اُن کا بہت سا لشکر ہلاک ہو گیا ، اور وہ پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے ۔

آپکی وفات

دمشق میں آپ سکونت پذیر تھے ، اور یہیں پر آپ نے وفات پائی اور یہیں مدفون ہوئے ۔

کہتے ہیں ، کہ تکفین کے بعد جب آپ کے جنازہ کو اُٹھا کر قبرستان لے جانے لگے ، تو اثنائے راہ میں سبز پرندے آئے ، اور آپ کی نعش کے اردگرد پھرتے رہے ، اور سفید گھوڑوں پر بہت سے سوار دکھائی دیئے ، جنہوں نے جنازہ کو گھیرا ہوا تھا ، ان سواروں کو نہ تو اس سے قبل کسی نے دیکھا تھا ، اور نہ ہی بعد میں کسی نے انہیں دیکھا ۔

حضرت غوث اعظمؓ کا احترام

شیخ الشیوخ ابو الحسن عبد اللطیفؒ بیان کرتے ہیں ، کہ میں نے شیخ رسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کو کئی مرتبہ فرماتے ہوئے سُنا ، کہ شیخ عبد القادر جیلانی

رحمۃ اللہ علیہ شیوخ حضوری کے صدر اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں، سالکین کے سردار اور عارفین کے امام ہیں، ان کے آگے سب اولیاء کی گردنیں خم ہیں،

(۲۳) حضرت شیخ شہاب الدین عمر السہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے بڑے شیخ اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خادم تھے،

حضور غوثیت مآب علیہ الرحمۃ آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ عمر! تم مشاہیر عراق سے ہوگے، چنانچہ ایسا ہی ہوا،

آپ اعلیٰ درجہ کے عالم و فاضل تابع سنت نبوی اور جامع شریعت و طریقت تھے، طریقت میں آپ کے مراتب عالی تھے، چنانچہ نجم الدین تفلیسی جو کہ آپ کے مریدین سے تھے، بیان کرتے ہیں، کہ جب میں آپ کے خلوت خانہ کے اندر چلہ کشی کے لئے بیٹھا، تو آخیر چلہ میں چالیسویں روز مجھے مشاہدہ ہوا، کہ آپ ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے صاع بھر بھر کر لوگوں کو جواہرات تقسیم کر رہے ہیں، جب یہ جواہرات کم ہو جاتے ہیں، تو پھر یہ خود بخود بڑھ جاتے ہیں، جب میں چلہ کا یہ چالیسواں دن پورا کر کے خلوت خانہ سے نکل کر آپ کی خدمت میں آیا، تو بات کرنے سے قبل آپ نے فرمایا، کہ جو کچھ تم نے اپنے مشاہدہ میں دیکھا ہے، ٹھیک دیکھا ہے، اور سب کچھ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی برکت سے ہے،

آپ کے ابتدائی حالات

آپ نے اولاً علوم دینیہ کی تحصیل کی، اور حدیث بھی سنی، اس کے بعد آپ عرصہ تک خلوت گزیں رہے، اور ذکر و اشغال کرتے رہے، چونکہ آپ کو علم کلام کا زیادہ شوق تھا

اس لئے خلوت میں بھی اس فن کی بہت سی کتابیں مطالعہ کرتے رہے، آپ کے عم بزرگ آپ کو اس میں مشغول رہنے سے منع کیا کرتے تھے، چنانچہ ایک روز آپ کے عم بزرگ آپ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے، اور فرمایا، کہ یہ میرے بھتیجے شب و روز علم کلام میں مشغول رہتے ہیں، اور میں انہیں منع کیا کرتا ہوں، مگر یہ نہیں مانتے، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ علیہ الرحمۃ نے توجہ کی، جس سے آپ کا سینہ علم کلام سے بالکل صاف ہوگیا، اور بجائے اس کے آپ کے سینہ میں حقائق بھر گئے،

اس کے بعد آپ نے اپنے عم بزرگ کے مدرسہ میں مجلس وعظ منعقد کی، اور خلقت کثیر آپ کے وعظ میں آنے لگی، دور دراز بلاد تک آپ کی شہرت ہوگئی عوام و خواص دونوں میں آپ کو قبولیت نصیب ہوئی،

قاضی القضاۃ مجیر الدین عبدالرحمٰنؒ نے اپنی کتاب تاریخ المعتبر میں لکھتے ہیں، کہ شہاب الدین آپ کا لقب تھا، اور آپ کا نسب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملتا تھا، آپ شافعی المذہب تھے،

آپ کی تصانیف

آپ نے سلوک میں عمدہ کتابیں لکھیں، چنانچہ تصوف کی مشہور کتاب **عوارف المعارف** آپ ہی کی تصنیف ہے،

آپکی وفات

آپ کی وفات بغداد میں ہوئی، آخر عمر میں آپ کا بغداد میں کوئی نظیر نہیں تھا،

حضور غوثیت مآبؒ کے متعلق ارشاد

آپ بسا اوقات حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ شیخ عبدالقادرؒ، پیشوائے سالکینؒ،

حجۃ العارفین، امام الصدیقین اور صدر المقربین ہیں،

(۲۴) حضرت شیخ ابو محمد عبد اللہ جبائی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی عظمائے اولیائے کرام سے تھے، احوال و مقامات فاخرہ و کرامات عالیہ رکھتے تھے،

ابتدائی حالات آپ اصل میں طرابلس کے رہنے والے تھے، اور آپ کے والد عیسائی تھے، اور خود آپ نے اپنی صغر سنی ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا، حلقۂ اسلام میں داخل ہونے کے بعد سب سے قبل آپ نے کلام اللہ از بر کیا، پھر علوم دینیہ کی تحصیل کے لئے بغداد آئے، اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت سے مستفید ہوئے، اور آپ سے تفقہ حاصل کیا، اور قاضی ابو الفضل محمد بن عمر الارموی ؒ، شیخ ابو العباس احمد بن ابی غالب بن الطلایۃ ؒ، شیخ ابو بکر محمد بن الزاغونی ؒ، ابن النباء ؒ، شیخ ابو الفضل محمد بن ناصر الحافظ ؒ وغیرہ شیوخ سے حدیث سنی،

تحصیل علوم کے بعد مدت تک آپ بغداد میں حدیث پڑھاتے رہے، بعد ازاں آپ اصبہان چلے آئے، اور مدت العمر یہیں رہے

آپ کی وفات آپ کی وفات اصبہان میں ہوئی، اور یہیں آپکو دفن کیا گیا،

حضور غوثیت مآب ؒ کا احترام حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ شیخ عبد القادر جیلانی ؒ اصفیاء، اتقیا، بدلا، نجبا اور اوتاد و اقطاب کے امام، پیشوا اور معلم ہیں، آپ شرافت، عظمت، بزرگی، علم، تقویٰ، طہارت، پاکدامنی، عفت، احسان،

عصمت، عفاف، کرم، جود، سخاوت، علم اور عمل میں سب پر فوقیت رکھتے ہیں،

(۲۵) حضرت شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عراق کے مفتی تھے، شریعت و حقیقت کے عالم تھے، علماء و مشائخ دونوں فریق میں مقتدا، و پیشوا مانے جاتے تھے،

تدریس آپنے مدرسہ نظامیہ بغداد میں مدتوں درس تدریس کی، اور فتوے دیئے دور و دراز مقامات کے طلباء بغداد آکر آپ سے مستفید ہوئے،

آپ کا کلام حقائق و معارف میں آپ کا کلام عالی ہوتا تھا، چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے، کہ تصوف کی ابتداء علم، اسکا وسط عمل اور اُس کی انتہا بخشش ہے، کیونکہ علم سے مقصود منکشف ہوتا، عمل طلب میں معین بنتا، اور بخشش غایت مقصود تک پہنچاتی ہے،

آپکی کرامات شیخ محمد عبد اللہ بن الرومیؒ بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں بغداد کے سوق الشیاطین میں سے گذرتا ہوا آپ کے ہمراہ جارہا تھا، کہ اثنائے راہ میں ایک معلق بکری پر جسے قصاب بنا رہا تھا آپ کی نظر پڑی، آپ نے اس قصاب سے فرمایا، کہ یہ بکری مجھے کہہ رہی ہے، کہ میں مردار ہوں، قصاب آپ کا یہ فرمان سنکر بے ہوش ہوگیا، جب ہوش میں آیا، تو اقرار کیا، کہ فی الحقیقت یہ بکری مردار تھی، اور آپ کے ہاتھ پر تائب ہوا،

شیخ مذکور بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ میں آپ کے ہمراہ بغداد کے محلہ کرخ میں جارہا تھا، کہ راستہ میں ہمیں ایک مکان سے شراب خوروں کی آواز سنائی دی، آپ آواز سنکر اُس مکان کیطرف آئے، اور دہلیز کے پاس

نماز پڑھنی شروع کی ، معاً وہ شراب پانی بن گئی ، وہ لوگ باہر آئے ، اور آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئے ،

اسی طرح شیخ شہاب الدین عمر السہروردیؒ بیان کرتے ہیں ، ایک دفعہ میں آپکی خدمت میں حاضر تھا ، کہ ایک شخص گانے کا بچہ آپ کی خدمت میں نذرانہ دے گیا ، جب نذرانہ دیکر وہ شخص چلا گیا ، تو آپ نے فرمایا ، کہ یہ گانے کا بچہ مجھ سے کہتا ہے ، کہ میں شیخ علی بن الہیتیؒ کے نذرانہ میں دیا گیا ہوں ، آپ کے نذرانہ میں جو بچہ دیا گیا ہے ، وہ دوسرا ہے" ، چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص دوسرا بچہ لیکر آیا ، اور عرض کرنے لگا ، کہ حضرت! یہ دونوں بچے مجھ پر مشتبہ ہو گئے تھے ، اس لئے مجھ سے غلطی ہو گئی ، دراصل آپ کے نذرانہ میں دیا ہوا یہ بچہ ہے ، آپ نے یہ لے لیا ، اور پہلا واپس کر دیا ،

آپکی وفات آپ بغداد میں رہتے تھے ، اور یہیں ۵۶۳ھ ہجری میں آپکا انتقال ہوا اور اپنے مدرسہ میں دفن ہوئے ،

حضرت غوث اعظمؒ کی تعظیم حضرت شیخ شہاب الدین عمر السہروردیؒ بیان کرتے ہیں ، کہ میں حضرت شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردیؒ کے ساتھ ۵۶۰ھ ہجری میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا ، آپ نے حضور غوثیت مآب کا حد سے زیادہ ادب کیا ، جب ہم وہاں سے لوٹے ، تو میں نے آپ سے اسقدر ادب کی وجہ پوچھی ، تو آپ نے فرمایا ، کہ میں اُنکا ادب کیوں نہ کروں ؟ جبکہ تمام اولیاء اللہ اپنی گردنیں اُنکے آگے خم کئے ہوئے ہیں ، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اُنکو مالک بنا دیا ہے ، عالم موجودات میں وہ اسوقت فرد یگانہ ہیں ،

(۲۶) حضرت شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن علی ملقب بہ اعزب رحمۃ اللہ علیہ

آپ بطائح کے اکابر مشائخ سے تھے ، عارفین اور محققین کے پیشوا تھے ، نہایت کثرتم

الاخلاق، متواضع اور علم دوست تھے، شافعی المذہب تھے،

تحصیل علم اور مجاہدہ

علاوہ تحصیل علوم دینیہ کے آپنے اپنے ماموں شیخ احمد بن ابوالحسن الرفاعی سے علم طریقت حاصل کیا کثیر التعداد علماء و فقراء آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے، اور خلق کثیر نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا،

آپ ہمیشہ خشوع خضوع اور مراقبہ میں رہا کرتے تھے، کہتے ہیں، کہ بوجہ حیا

کے چالیس برس تک آپنے آسمان کیطرف نظر نہیں اُٹھائی،

آپکی کرامات

آپ صاحب کرامات و خوارق تھے،

چنانچہ شیخ معمر ابوالمظفر منصور بن المبارک بن فضل واعظ واسطیؒ بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں آپ کے ہمراہ ایک ایسے شخص کی عیادت کو گیا، جو خارش کی بیماری میں مبتلا تھا، آپنے اُس کی حالت زار دیکھکر اپنے خادم سے فرمایا، کہ تم اس کی بیماری اُٹھالو، خادم کا ہاں کرنا تھا، کہ معًا اُس مریض سے بیماری اُٹھ گئی، اور خادم کو آ لگی، جب آپ واپس ہوئے، تو راستہ میں آپ کو ایک خنزیر دکھائی دیا، آپنے خادم سے فرمایا، لو! میں نے تمہاری خارش کو اس خنزیر پر منتقل کر دیا ہے معًا آپ کے فرماتے ہی وہ خارش خنزیر پر منتقل ہوگئی، اور آپکا خادم تندرست ہوگیا۔

اسی طرح شیخ احمد بن ابی الحسن علی البطائحی بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں نے آپ کو موسم گرما میں چھت پر سوتے ہوئے دیکھا، اُس روز گرمی نہایت شدت کی تھی، اور اُس پر طرہ یہ کہ ہوا بھی نہایت گرم چل رہی تھی، میں نے اُس وقت دیکھا کہ ایک سانپ منہ میں نرگس کے پتے لئے ہوئے آپ کے پاس بیٹھا اُن پتوں کو آپ پر پنکھے کی طرح جھل رہا ہے،

شیخ احمدؒ مذکور بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا،

اُسوقت آپ کے پاس ایک شخص ایک نوجوان کو لیکر آیا، اور شکایت کرنے لگا، کہ حضرت! یہ میرا بیٹا ہے، لیکن میرا سخت نافرمان ہے، آپنے اس کی طرف توجہ کی، تو معًا وہ بیہوش ہو کر کپڑے چاک کرتا ہوا جنگل کیطرف نکل گیا، اور متواتر چالیس روز تک اسی مدہوشی کے عالم میں جنگل کے اندر پھرتا رہا، پھر اُس کے بعد اُس کے والد نے آپ کے پاس اُس کی بدحالی کی شکایت کی، تو آپ نے اس کو ایک کپڑا دیا، اور فرمایا کہ اسے لے جاکر اس کے منہ پر مل دو، اس کے والد نے ایسا ہی کیا، بس کپڑا کا منہ پر ملنا تھا، کہ اُس کی حالت درست ہو گئی، اور وہ آکر آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا،

آپکی وفات آپ قریۂ اُم عُبیدہ میں جو بطائح کی سرزمین میں واقع ہے، سکونت پذیر تھے، اور یہیں پر ۶۰۹ھ ہجری میں آپنے انتقال فرمایا

حضرت غوث اعظمؒ کی تعظیم شیخ نجم الدین ابو العباس احمد بن شیخ ابو الحسن علی بطائحی بیان کرتے ہیں، کہ میں نے اکثر اوقات شیخ ابو اسحٰق ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا، کہ حضرت شیخ عبد القادر علیہ الرحمۃ ہمارے سردار اور ہمارے شیخ ہیں، سید المحققین اور امام الصدیقین ہیں، حجۃ العارفین اور پیشوائے سالکین ہیں، آسمان بھی ایک سورج رکھتا ہے، لیکن اس وقت زمین کے سورج آپ ہیں

(۲۷) حضرت شیخ ابو الحسن علی بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی عراق کے اکابر مشائخ سے تھے، آپ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین سے تھے اور حضرت شیخ علی بن الہیتیؒ کی صحبت بابرکت سے بھی مستفید ہوئے، اور خلق کثیر نے آپ سے فخر تلمذ حاصل کیا۔

آپکا مجاہدہ آپ فرمایا کرتے تھے، کہ دس برس تک میں نے اپنے نفس کی خواہشوں سے، پھر دس برس تک قلب کے نفس سے اور پھر دس برس تک قلب کے سر سے محافظت ، اس کے بعد مجھ پر مقام رجوع الی اللہ وارد ہوا، اور اُس نے میری سر سے پیر تک حفاظت کی ، وَاللّٰہُ خَیْرًا لَّمَا حٰفِظِیْنَ ،

آپکی کرامات ایک دفعہ بعض لوگوں نے ایک ظالم حاکم کی کہ جس نے اُنپر ظلم کیا تھا شکایت کی ، تو آپ نے ایک درخت پر اپنا قدم مار کر فرمایا ، کہ ہم نے اُسے مار ڈالا ، چنانچہ اُسیوقت معلوم ہوا ، کہ اُسکا انتقال ہوگیا ہے ،

اسی طرح ایک دفعہ آپنے ایک بچہ کو جو مرض وجع المفاصل میں مبتلا تھا ، ایک نارنگی ماری ، معًا نارنگی لگتے ہی وہ بچہ تندرست ہو کر دوڑنے لگا ،

آپکی وفات آپ کی وفات ۶۱۹ھ ہجری میں یعقوبا نام ایک گاؤں کے اندر ہوئی ،

آپ بھی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کو اپنا سردار ، امام اور پیشوا تصور کرتے تھے ، اور فرمایا کرتے تھے ، کہ شیخ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب اور دین کے مجدد ہیں ،

(۲۸) حضرت شیخ قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی مشاہیر علماء و مشائخ سے گذرے ہیں ، شہر موصل آپ کا مسکن تھا ، بہت سے علماء اور مشائخ آپ کی صحبت سے مستفید ہوئے ،

آپکا مجاہدہ آپ مجاہدہ اور تزکیۂ نفس میں مشہور تھے ، چنانچہ شیخ ابوالبرکات صخر بن صخر بن مسافرؒ بیان کرتے ہیں ، کہ آپ قریبًا ایک ماہ

تک ہمارے زاویہ کے قریب ٹھیرے رہے، آپ اس عرصہ میں ہمیشہ استغراق میں رہے، ان ایام میں ہم نے آپ کو کھاتے پیتے یا سوتے لیٹتے کبھی نہیں دیکھا، جب یہاں پر آپ کے پاس شیخ عدی بن مسافر آتے، تو بے اختیار یہ فرماتے، کہ اے قضیب البان! مبارک ہو، تمہیں شہود الٰہی نے اپنی طرف کھینچ لیا ہے، اور وجود ربانی نے تمہیں مستغرق کیا ہے"،

آپکی کرامات

شیخ ابو عبداللہ محمد بن خضر بن عبداللہ حسینی موصلی بیان کرتے ہیں، کہ میں نے قاضی موصل سے سنا، وہ کہتے تھے، کہ میں شیخ قضیب البانؒ سے ان کی کراماتؒ سن سن کر کسی قدر بدظن تھا، یہاں تک کہ میں نے کئی دفعہ اس بات کا پختہ ارادہ کر لیا، کہ میں سلطان سے کہکر انہیں شہر بدر کرا دوں، مگر ابھی میں نے کسی پر اسکا اظہار نہیں کیا تھا، کہ موصل کے ایک کوچہ میں سے میں نے آپکو دور سے آتے دیکھا، مجھے اُس وقت خیال ہوا، کہ اگر میرے ساتھ کوئی اور شخص ہوتا، تو میں اُسکو حکم دیتا، کہ اسکو پکڑ لو، اسوقت میں نے آپ کو اپنی اصلی شکل میں دیکھا، پھر ایک کردی کی، پھر ایک بدوی کی، اور پھر ایک فقیہہ و عالم کی صورت میں دیکھا پھر آپنے قریب آنکر فرمایا، کہ تبلاؤ ان چاروں میں سے کس کس کو قضیب البان کہو گے، اور اس کے شہر بدر کر دینے کیلئے کوشش کرو گے میں یہ دیکھکر فوراً آپ کے پاؤں پر گر گیا، اور آپ سے معافی مانگی،

اسی طرح شیخ ابو الحسن علی القرشیؒ بیان کرتے ہیں، کہ میں ایک دفعہ آپ کیخدمت میں حاضر ہوا، تو اسوقت میں نے دیکھا، کہ آپ کا جسم خلاف عادت حد سے بڑھ گیا ہے، میں ڈر کر واپس چلا آیا، اس کے بعد پھر میں آپ کے زاویہ میں آیا، تو اسوقت میں نے آپ کے جسم کو اس قدر چھوٹا دیکھا، کہ چڑیا کے برابر ہو گیا، اسوقت بھی میں چلا آیا، پھر تیسری دفعہ آیا، تو میں نے آپ کو اصلی حالت پر دیکھا، اس دفعہ میں نے

آپ سے اُن دونوں حالتوں کی نسبت دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا، کہ پہلی حالت مشاہدۂ جمال کی اور دوسری حالت مشاہدہ جلال کی تھی،

آپ کی وفات

آپ کی وفات شہر موصل میں ۵۰۰ھ ہجری کے اندر ہوئی،

حضرت غوث اعظمؒ کا احترام

آپ حضرت غوثیت مآب علیہ الرحمۃ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ آپ مقربین کے صدر، سالکین کے پیشوا، صدیقین کے امام، عارفین کے سردار اور دنیائے شریعت وطریقت کے منور آفتاب ہیں،

(۲۹) حضرت شیخ مکارم بن ادریس النہر خالصی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی عراق کے اکابر مشائخ سے تھے، بلدہ نہر الخالص میں آپ سکونت پذیر تھے، شیخ علی بن الہیتی آپ کے شیخ تھے، وہ آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ شیخ مکارم ایک ہلال ہیں، جو عنقریب بدر ہو کر چمکینگے، آپ کو بہت قبولیت عامہ نصیب ہوئی، بلاد نہر خالص اور اطراف واکناف میں تربیت مریدین آپ ہی کیطرف منتہی تھی،

آپکا کلام

آپنے فرمایا، کہ مرید صادق وہ ہے، جو اپنے قلب میں حلاوت عدم پائے، اور اپنے نفس سے مصائبُ آلام کو دور کرے، اور قضا و قدر پر راضی رہے،

فقیر وہ شخص ہے، جو صابر اور باادب ہو، مراقبہ الٰہی میں رہے، کسی پر افشائے راز نہ کرے، اور حق تعالےٰ سے خائف رہے،

زاہد وہ شخص ہے جو راحت نفس اور ریاست وامارت کو خیرباد کہکر نفس کو زجر و توبیخ کرتا رہے، اور شہوت وخواہش سے روکے،

شاکر وہ ہے، جو اپنے حوائج اور ضروریات پر صبر کر کے حق تعالےٰ کیساتھ رہے، اور خاص و عام میں سے کسی کیطرف رجوع نہ کرے، اور اپنے قلب کو تدبیر و اہتمام سے خالی رکھے،

آپکی کرامات شیخ ابو الحسن الجوسقی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک روز آپ جہنم کے عذابوں کا بیان کر رہے تھے، کہ آپکے اس بیان سے لوگوں کے دل دہل گئے، اور اُنکی چشموں سے سیل اشک جاری ہونے لگے، ایک بدعقیدہ شخص نے اپنے جی میں کہا، کہ وہاں آگ کہاں ہوگی، یہ سب ڈرانے کی باتیں ہیں، اس کے دل میں اس خیال کا آنا ہی تھا، کہ آپ خاموش ہو گئے، معاً آپ کے خاموش ہوتے ہی یہ شخص چلا چلا کر الغیاث الغیاث کرنے لگا، اور نہایت بے چین ہو گیا، سخت بدبو دار دھواں اس کی ناک سے نکلنے لگا، اس کے بعد آپ نے توجہ کی، تو معاً اسپر سے یہ عذاب اُٹھ گیا، پھر وہ آپ کے دست مبارک پر اس بدعقیدہ سے تائب ہوا،

آپ کی وفات آپ کے مسکن بلدہ نہر خالص میں ہی آپ کی وفات ہوئی آپ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے، میری آنکھوں نے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پایہ اور مرتبہ کا کوئی شخص دنیا میں نہیں دیکھا،

(۳۰) حضرت شیخ خلیفہ بن موسیٰ نہر ملکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی عراق کے مشائخ عظام سے تھے، نہر الملک میں سکونت پذیر تھے، اہل سلوک سے کثیر التعداد صاحب حال و احوال آپ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوئے شیخ ابو سعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے شیخ تھے، جو بسا اوقات آپ کی بہت تعریف کیا کرتے تھے،

آپکی کرامات کہتے ہیں، کہ ابن قوتا کے ایک مرید نے خدا تعالےٰ سے عہد کیا، کہ میں اب متوکل ہو کر جامع رصافہ میں بیٹھ جاؤنگا، اور کسی

کو بھی اپنے حال سے آگاہ نہ کرونگا، چنانچہ وہ اُسی وقت جامع رصافہ میں آکر بیٹھ گیا، اور تین روز تک متواتر بغیر کھانے پینے کے بیٹھا رہا، حتیٰ کہ شدت بھوک کیوجہ سے وہ نہایت عاجز ہو گیا، اور کھانا حاصل کرنے کی ترکیب سوچنے لگا، جب اسکی حالت بہت خراب ہوگئی تو کیا دیکھتا ہے، کہ دیوار شق ہوگئی ہے، اور اُسمیں سے ایک سیاہ شخص نکلکر کپڑے میں لپیٹا ہوا کھانا اس کے سامنے رکھکر چلا گیا ہے، اور اُس کو کہہ گیا ہے، کہ شیخ خلیفہ بن موسیٰ نہر ملکیؒ فرماتے ہیں، کہ یہ کھانا کھا کر اپنی خواہش پوری کرلو، اور یہاں سے نکل جاؤ، کیونکہ تم ارباب توکل سے نہیں ہو،

آپکی وفات

آپ کی وفات بھی نہر الملک میں ہوئی، جب آپ قریب الوفات ہوئے تو تسبیح وتہلیل میں مشغول ہوگئے، آپکے چہرہ پر خوشنودی کے آثار نمایاں ہوتے جاتے تھے، اس اثناء میں آپنے فرمایا، کہ یہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اصحاب کبار ہیں مجھے رضائے الٰہی کی خوشخبری سنا رہے ہیں، پھر آپنے فرمایا، یہ فرشتے ہیں، جو مجھے پروردگار کے پاس لے جانے کے لئے نہایت عجلت کر رہے ہیں، پھر آپ مسکرائے اور مسکرا کر فرمایا، کہ بندہ کی روح پرواز ہونے کے وقت اللہ تعالےٰ اسپر اپنی تجلی کرتا ہے، تو وہ خوش وخرم ہوجاتا ہے، پھر آپنے یہ آیت شریف پڑھی۔ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

ابھی آپ یہ آیت شریف پوری نہ کرنے پائے تھے، کہ آپ کی روح بر فتوح قفس عنصری سے پرواز کر گئی،

حضور غوثیت مآبؓ کے متعلق آپ فرمایا کرتے تھے، کہ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اولیاء اقطاب، ابدال وانجاب اور اصفیاء واتقیاء کے حاکم ہیں ؎

حضرت غوث اعظمؒ کا ایک شعر

أَفَلَتْ شُمُوسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

اس شعر کی شرح باحسن الوجوہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے مکاتیب میں کی ہے، چونکہ ارباب عقیدت کیلئے اسکا پڑھنا نہایت ضروری ہے، اسلئے بطور اختصار اسکا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ:۔

اللہ تعالیٰ کیطرف لیجانیوالے دو راستے ہیں، ایک تو قرب نبوت کا ہے، جو انبیاء ع اور اُنکے اصحاب کیساتھ متعلق ہے، اور دوسرا قرب ولایت کا، تمام اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء اور عام اولیاء اللہ اسی راستہ سے واصل ہوئے ہیں، راہ سلوک سے مراد یہی راستہ ہے، اس راہ میں توسّل اور ذریعہ ثابت ہے، اس راہ کے واصلین کے پیشوا اور سرگروہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ ہیں، اور یہ عظیم الشان مرتبہ انہی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اس مقام میں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونو قدم مبارک حضرت علی مرتضیٰؓ کے سر مبارک پر ہیں، اور حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنینؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں، جس کسی کو اس راہ فیض پہنچتا ہے، انہیں کے وسیلہ سے پہنچتا ہے، کیونکہ آپ ہی اس راستہ کے آخری نقطہ ہیں، اور اس مقام کا مرکز آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے،

جب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کا دورہ ختم ہوا، تو یہ عظیم الشان منصب ترتیب وار حضرات حسنینؓ رضی اللہ عنہم کے سپرد ہوا، اور انکے بعد یہی منصب عالی ترتیب وار بارہ اماموں میں سے ہر ایک کے متعلق ہوا، ان بزرگواروں کے زمانہ میں اور ایسے ہی انکے انتقال کے بعد جس کسی کو فیض و ہدایت پہنچتا رہا، انہی بزرگواروں کے وسیلہ اور ذریعہ سے ہی پہنچتا رہا، اگرچہ وہ اپنے زمانہ کے اقطاب و نجباء ہی کیوں نہ ہوئے ہوں، حتیٰ کہ حضرت

شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ تک نوبت آپہنچی، اور یہ عظیم الشان منصب انکے سپرد ہوا، مذکورہ بالا بارہ اماموں اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے درمیان کوئی اور شخص اس مرکز پر دکھائی نہیں پڑتا، اس راستہ میں تمام اقطاب و نجباء کو فیوض و برکات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ہی کے وسیلہ سے پہنچتے ہیں، کیونکہ یہ مرکز شیخ قدس سرہٗ کے سوا کسی کو میسر نہیں ہوا، اسی وجہ سے شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا ہے ؎

أَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا ۔۔۔ اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

یعنی پہلے لوگوں کا آفتاب تو غروب ہوگیا، لیکن ہمارا آفتاب ویسے ہی نصف النہار پر ہے، وہ کبھی غروب نہ ہوگا،

آفتاب سے مراد ہدایت و ارشاد کے فیضان کا آفتاب ہے، اور اس کے غروب سے مراد فیضان مذکور کا نہ موجود ہونا ہے، چونکہ حضرت شیخ کے وجود سے وہ معاملہ جو اولین سے تعلق رکھتا تھا، شیخ قدس سرہٗ کے سپرد ہوا، اور آپ ہی رشد و ہدایت کے پہنچنے کا وسیلہ ہوئے، جیسے کہ آپ سے پہلے بزرگوار ہوئے ہیں، اور نیز جبتک کہ فیضان کے وسیلہ کا سلسلہ جاری ہے، وہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے توسل اور توسط ہی سے ہے، اس لئے یہ کہنا بالکل درست ہوا، کہ اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا الخ سوال:۔ یہ قانون مجدد الف ثانی سے ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ مکتوبات کی جلد دوم کے مکتوب چہارم میں مجدد الف ثانی کے معنے کے بیان میں اسطرح لکھا ہے کہ اس مدت میں جس قسم کا فیض بھی امتوں کو پہنچتا ہے، اسی مجدد کے وسیلہ سے پہنچتا ہے، خواہ اقطاب و اوتاد اور ابدال و انجاب وقت ہی کیوں نہ ہو،

جواب:۔ میں کہتا ہوں، کہ اس مقام میں مجدد الف ثانی حضرت شیخ قدس سرہٗ کا قائمقام ہے، اور حضرت شیخ کی نیابت اور قائم مقامی سے یہ معاملہ مجدد الف ثانی رح کے ساتھ وابستہ ہے، جیسے کہتے ہیں، نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِّنْ نُوْرِ الشَّمْسِ،

کہ چاند کا نور سورج کے نور ہی سے حاصل ہوتا ہے، لہٰذا دونوں حکموں میں کسی قسم کا اختلاف باقی نہیں رہا، انتہیٰ (دفتر سوم مکتوب ۱۲۲)

اس سے یہ ثابت ہوا، کہ حضرت غوث اعظمؓ کا فیضان حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو پہنچا، اور اب جبتک کہ فیضان کے وسیلہ کا سلسلہ جاری ہے، فیضان غوثیہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے توسّل اور توسط ہی سے حاصل ہو سکتا ہے،

نغمۂ محبّت

سر وہ ہے جس میں کہ سودا ترا آباد رہے
دل وہ ہے دل کہ سدا جس میں تری یاد رہے

دُور بغداد سے گر شائق بغداد رہے
سو بلاؤں میں پھنسے مفت میں برباد رہے

گر سنیں وصف قد حضرت غوث الثقلین
دھر میں سرو رہے، سکتہ میں شمشاد رہے

خواہش خلد بریں ہے نہ طلب حوروں کی
یا خدا پیش نظر روضۂ بغداد رہے

آپکا بندہ ہوں بیکس ہوں تمنا گر ہو نہیں
مہر کی مجھ پہ نظر دائمی بغداد رہے

میں ہوں شیدائے قد حضرت غوث الثقلین
بعد مُردن مرا لاشہ تہ شمشاد رہے

سینکڑوں شائق بغداد تو پہنچے بغداد
اور مٹی مری یوں ہند میں برباد رہے

اب تو للہ بلا لیجئے مجھکو بھی حضور
دُور کب تک در اقدس سے یہ ناشاد رہے

ہجر میں آپ کے بیچین ہوں غوث الاعظم
روز و شب لب پہ نہ کیوں نالہ و فریاد رہے

ترانۂ عقیدت

مجھے اپنے در پر بلا غوث اعظم
جمالِ منوّر دکھا غوث اعظم

میں ہوں مبتلائے بلا غوث اعظم
مجھے قید غم سے چھڑا غوث اعظم

شراب محبت پلا غوث اعظم

مجھے مست و بیخود بنا غوث اعظم

دکھا کر تو آئینۂ رخ کو اپنے
مجھے محوِ حیرت بنا غوث اعظم

پلا ساغرِ عشق تو مجھکو ایسا
کہ تیرا رہوں مبتلا غوث اعظم

شرف مجھ کو حاصل ہو دیدارِ حق کا
جو پاؤں میں تیرا لقا غوث اعظم

تصور سے تیرے نہ کیوں دل ہو روشن
تو ہے نورِ ذاتِ خدا غوث اعظم

اُتر آئے اس خانۂ دل میں گر تو
تو ہو جاؤں میں باخدا غوث اعظم

یہ ناچیز دل میرا ہو تجھ پہ قربان
ہو جاں میری تجھ پہ فدا غوث اعظم

تو چاہے تو پہنچائے دم میں خدا تک
تو ہے قدرتِ کبریا غوث اعظم

تو ہے مظہرِ ہمتِ مصطفائی
تو ہے قوتِ مرتضٰے غوث اعظم

تیرا عشق عشقِ حبیبِ خدا ہے
رضا تیری حق کی رضا غوث اعظم

منقبت

کسی مقبول کی تم سے سوا کیا دلربائی ہو
کہ محبوبِ خدا ہو اور مقبولِ خدائی ہو

کرم میں فیض میں، جود و سخا میں دلربائی پر
غرض ہر آن میں محبوب شانِ کبریائی ہو

یہ سر ہو یا الٰہی اور ہو "بغداد" کا رستہ
یہ دل ہو اور اسمیں انکی الفت کی سمائی ہو

تمہاری چاہ ہو خواہش ہو الفت ہو تمنا ہو
جگر ہو سوز ہو آتش ہو دل ہو بینوائی ہو

غلاموں میں اگر احقر کو اپنے لیجئے شاہا
بھلا اس سے بھلی پھر کون سی سکو بھلائی ہو

زمزمۂ شوق

خدا کے عشق میں ہو سرشار یا محبوب سبحانی
ہے تم پر رحمت غفار یا محبوب سبحانی

منور تم سے ہے گھر بار یا محبوب سبحانی
میسر ہو ہمیں دیدار یا محبوب سبحانی

گل باغ حسن ہو ثمرہ نخل حسینی ہو
علی کے ہو دُرِ شہوار یا محبوب سبحانی

تمہارے رتبۂ عالی کی کیا تعریف لکھوں میں
مدح خواں سارے ہیں ابرار یا محبوب سبحانی

قطعۂ تاریخ

انطباع کتاب مستطاب سیرت غوث اعظم

از کلک جواہر سلک سخنور شہیر جناب ابو القاسم میر کرامت اللہ صاحب میر سکریٹری انجمن رفیق الاسلام
وسابق پروفیسر میونسپل بورڈ کالج خلف جناب میر اسد اللہ صاحب مرحوم آنریری مجسٹریٹ امرتسر

بحمد اللہ اندریں ایام بہجت انضمام
طبع گردیدہ کتابے مستطابے بے بہا

از تصانیف منیف بو البیان معجز رقم
نور چشم، نور احمد، مظہر نور خدا

سیرت پاک جناب غوث اعظم ایں چنیں
از خرد جستم کسے کردہ؟ بگفتا لا فلا

قول انصار و مہاجر، اصفیاء، تابعین
با حوالہ در نظائر منضبط شد جا بجا

اے مصنف! بینات محکمات آوردہ
سعی تو مشکور بادا! مرحبا صد مرحبا

چوں نمودم سر بجیب فکر بہر سال میر
ہاتفے در تعمیہ و تخرجہ کردہ ندا

بے مثال و بے نظیر و بے عدیل و لاجواب
سیرت غوث اعظم آمد با ح ذ ایں برملا

لہ (۱۲ + ۱۱۴ + ۱۱۶۰ + ۵۷۱) − (۳۱۸۷ + ۱۴)

۱۸۵۷ − ۳۲۰۱ =

۱۳۴۴ =

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِھَا زِ-خ وَاقْضِ حَوَائِجَھُمَا وَاسْتُرْ لَھَا اَمْرَھَا

تجلّیاتِ ربّانی تلخیص ترجمہ مکتوبات حضرت مجدّد الف ثانیؒ

قرآن پاک اور حدیث نبویؐ کے مجموعوں کے بعد ہدایت واصلاح کا سب سے مؤثر مواد وہ ہے جو اُن اکابرِ اُمت کی تالیفات اور مکتوبات میں ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے قلبِ قالب اور ظاہر و باطن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نیابت کا خاص مقام عطا فرمایا تھا۔ اور بلاشبہ پورے اسلامی ادب میں حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے مکتوبات کو اس باب میں خاص امتیاز حاصل ہے، ان مکتوبات میں احسان وتصوّف، تعمیرِ باطن، حق وباطل میں امتیاز، جہاد فی سبیل اللہ اور اقامتِ دین، ترویجِ شریعت واحیاءِ سنت کی ترغیب اور اُمتِ مسلمہ کی عام رہنمائی کا وہ سامان موجود ہے جس کی صدائے بازگشت نے گزشتہ تین چار صدیوں میں اُمتِ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے حق میں میرِ کارواں کا کام انجام دیا ہے۔

مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی نے مکتوباتِ امام ربانی کے اُن دقیق مضامین کو چھوڑ کر جن کے مخاطب صرف خواص و اہلِ قلوب ہیں، تینوں دفتروں کو اردو میں منتقل کیا ہے اس کتاب کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مکتوب الیہم کے حالات بھی حاشیہ پر لکھے گئے ہیں، جن کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ حضرت مجدّدؒ نے اصلاحِ اُمت، احیاءِ سنت اور ترویجِ شریعت کی جدوجہد میں اس زمانہ کی عظیم اور موثر شخصیتوں سے مکاتبت کرکے کس طرح اپنے درد کا اظہار کیا ہے۔ اور کن تدابیر سے اس وقت کے امراء اور وزراء کا بھی تعاون حاصل کیا ہے۔ اس سے قبل یہ بلند پایہ کتاب کتب خانہ الفرقان لکھنؤ (انڈیا) نے شائع کی اور اب پاکستان میں پہلی بار کتب خانہ الفرقان ہی کے خصوصی اجازت نامہ کے تحت "تجلیاتِ ربانی" کی اشاعت کا سہرا مکتبہ سراجیہ کے سر ہے خود بھی پڑھیئے اور احباب کو بھی شوق دلایئے۔ اعلیٰ عکسی کتابت وطباعت سفید کاغذ مجلد بکس بڑی قیمت =/۱۸ روپے، جنکی قیمت ارسال کرنے پر محصول ڈاک معاف تین نسخے اکٹھے منگوانے پر دس فی صد رعایت۔ ملنے کا پتہ:-

مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان (پاکستان)

مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندی

تلخیص و ترجمہ :- مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی مدظلہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کے صاحبزادے عروۃ الوثقیٰ، حضرت خواجہ محمد معصوم آپ کے وارث و جانشین ہوئے انھوں نے بھی ایمان و عشق کی دولت سے مالامال ہو کر اللہ کا پیغام بے شمار انسانوں تک پہنچایا اور اس کے لاکھوں بندوں کو اس کی راہ پر لگایا۔

نبی عربی سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات کو رائج کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ شاہوں امیروں اور اپنے وقت کی اہم شخصیتوں عالموں اور عامیوں کو اپنے نفس گرم کی تاثیر سے متأثر کیا۔ حضرت قبلہ اپنے والد ماجد کی دولت کے وارث و امین تھے اور ان کے علوم و معارف کے شارح تھے۔ اور ان کے نقش قدم پر امتِ مسلمہ کے اندر اصلاحی جد و جہد میں تادم آخر مشغول رہے ——

حضرت قبلہ رح کے مکتوبات میں بھی آپ کے والد ماجد امام ربانی مجدد و منور الف ثانی رح کے فرمودات و مکتوبات کی طرح عقائد و کلام، عبادات و معاملات، مقامِ احسان و تقویٰ، تزکیۂ نفس، تہذیبِ اخلاق اور اصلاح اعمال سے متعلق ارشادات و تفصیلات ہیں، کیف آفریں اور وجد آگیں مضامین ہیں، ایمان افزا اور بصیرت افروز علوم ہیں —— مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی مدظلہٗ نے فارسی کے اس گنجینۂ بے بہا کا اردو زبان میں ترجمہ و تلخیص فرما کر اردو داں حضرات پر ایک احسانِ عظیم فرمایا ہے :- یہ بلند پایہ کتاب پہلے پہل کتاب خانہ الفرقان لکھنؤ (انڈیا) سے شائع ہوئی اور اب پاکستان میں کتب خانہ" الفرقان ہی کی خصوصی اجازت و ہدایت کے تحت اس کی اشاعت و طباعت کا سہرا مکتبہ سراجیہ کے سر ہے۔

خود بھی مطالعہ کیجئے اور احباب کو بھی شوق دلائیے۔— سفید کاغذ بہترین کتابت و طباعت۔ اعلیٰ جلد بندی قیمت ۱۵ روپے تین نسخے اکٹھے منگوانے پر دس فی صد رعایت پیشگی رقم ارسال کرنے پر محصولڈاک معاف —— ملنے کا پتہ :-

مکتبہ سراجیہ، خانقاہ عالیہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسمٰعیل خان (پاکستان)

تذکرہ امام ربّانی مجدّد الف ثانیؒ

ترتیب وتالیف۔ مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہٗ مدیر الفرقان، لکھنؤ (انڈیا)

تذکرہ امام ربانی مجدّد الف ثانی کی اشاعت سے پہلی بار یہ حقیقت سامنے آئی کہ امام ربانی شیخ احمد سرہندی کا وہ کونسا کارنامہ ہے جس کی وجہ سے آپ کو کسی ایک صدی کا نہیں بلکہ الف ثانی یعنی پورے دوسرے ہزارے (سنہ ۱۰۰۱ھ تا سنہ ۲۰۰۰ھ) کا مجدّد امت مان لیا گیا ہے۔ تذکرہ مجدد الف ثانی کی اشاعت پر پورے پینتیس برس گذر چکے ہیں اس عرصہ میں خاصکر اسلامی دنیا میں جو انقلابات رونما ہوئے ہیں ان تبدیلیوں اور ان کے دینی تقاضوں کو دیکھ کر یہ یقین بڑھ جاتا ہے کہ حضرت موصوف الف ثانی کے مجدد ہیں اور ہمارے اس دور کے لئے بھی ان کے تجدیدی کام میں پوری رہنمائی موجود ہے — یہ حقیقت آپ سب پر اس کتاب کے مطالعے سے کھلے گی۔ جس میں مجدد الف ثانی کے ذاتی حالات بھی ہیں۔ اور آپ کے تجدیدی کام کی تفصیلات بھی اور آپ کے مشہور خلفاء کا تذکرہ بھی۔

تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی گزشتہ پینتیس برس سے کتب خانہ الفرقان لکھنؤ (انڈیا) کی جانب سے شائع ہو رہا ہے اور اب پاکستان میں پہلی بار محترم مولانا منظور صاحب نعمانی مدظلہ کی خصوصی اجازت وہدایت کے تحت مکتبہ سراجیہ کو اس بلند پایہ تالیف کی اشاعت وطباعت کا فخر حاصل ہے۔ خود بھی مطالعہ فرمایئے اور اپنے احباب ومخلصین کو بھی شوق دلایئے، بہترین عکسی کتابت وطباعت۔ سفید کاغذ مضبوط مجلد۔ قیمت -/۲۲ روپے، غیر مجلد بیس روپے

پیشگی رقم ارسال کرنے پر محصول ڈاک معاف۔ تین نسخے ایک ساتھ منگوانے پر ۱۰٪ رعایت

وصال احمدی (کمال احمدی ترجمہ) تصنیف لطیف حضرت مولانا بدرالدین سرہندی خلیفہ مجاز حضرت مجدد الف ثانی

ترتیب وترجمہ۔ حضرت صاحبزادہ محمد سعد سراجی مرشد بابا۔ حضرت امام ربانی مجدد ومنور الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وفات پر ایک عجیب وغریب کتاب جس کے مطالعہ سے ذوق وشوق مع اللہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ قیمت پانچ روپے (زیر طبع)

مقاماتِ عثمانیہ (مختصر) مؤلف سید اکبر علی شاہ، خلیفہ مجاز حضرت مولانا خواجہ محمد عثمان دامانیؒ

ترتیب وترجمہ: — محمد سعد سراجی مرشد بابا۔

فرید العصر، وحید الزمان۔ حاجی الحرمین شریفین مظہر فیض الرحمٰن حضرت مولانا خواجہ محمد عثمان دامانی کی حیات بابرکات کی مختصر سوانحی تصویر بصد ہدیہ قارئین ہے۔ قیمت تین روپے

ملنے کا پتہ:۔ **مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان** (پاکستان)

اَلاَوْرَادْ

تالیف

حضرت مولینا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

محمد سعد سراجی مرشد بابا

محی الدین علم الحدیث فی الہند۔ راس المحققین حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شبانہ روز کے اوراد و وظائف پر مشتمل مجموعہ کا اردو ترجمہ فارسی متن کے ساتھ۔

حضرت شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نادر تالیف کتب خانہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کے قلمی نوادر سے حاصل کر کے پہلی مرتبہ مترجم شکل میں ہدیہ شائقین ہے۔

بہترین طباعت وکتابت۔ قیمت نو روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ سراجیہ

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ۔ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

(پاکستان)

قاموس المشاہیر (کامل)

مؤلف و مرتب ـــــ نظام الدین حسین خان نظامی بدایونی

قاموس المشاہیر چھ ہزار اسلامی و تاریخی شخصیات کے مختصر اور جامع احوال و کوائف پر محیط اردو زبان کا اولین دائرۃ المعارف ہے جو آج سے ساٹھ سال قبل مؤلف و مرتب جناب نظام الدین حسین خان نظامی بدایونی کے زیرِ نگرانی نظامی پریس بدایوں (ہند) سے طبع و نشر ہوا ساتھ سال کا مدید عرصہ اس قاموس کی تالیف و ترتیب پر صرف ہوا۔ تحریر و تالیف کی اس طویل مدت سے کتاب کی فکری تحقیقی جامعیت اور علمی بلند پایگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ساٹھ سال قبل قاموس المشاہیر جب طبع ہو کر مارکیٹ میں آئی تو معاصر پریس اور معاصر علمی شخصیات نے اس کی بڑھ چڑھ کر پذیرائی کی خراجِ تحسین و آفرین پیش کیا اور ہاتھوں ہاتھ لیا۔

اب چونکہ قیام پاکستان کے قبل ہی سے یہ قاموس نایاب تھی اور اس کی طلب و ضرورت پہلے سے کہیں بڑھ کر ہے، بنابریں مکتبہ سراجیہ نے پاکستان میں پہلی بار اس کی طباعت و اشاعت کا اقدام کیا ہے قاموس المشاہیر درسگاہوں، دانشکدوں اور دانشگاہوں کے لئے عموماً اور اسلامیات و تاریخ وادب و صحافت کے طالب علموں کیلئے خصوصاً ایک نعمت غیر مترقبہ اور ایک [illegible] علمی [illegible]

نوٹ: قاموس المشاہیر کا یہ ایڈیشن ادبی، صنوی اور طباعتی [illegible] نکھری چھپائی۔ بڑا سائز، جاذب نظر جلد، قیمت ہر دو حصے [illegible] تین نسخے ایک ساتھ منگوانے پر ۲۵ فی صد رعایت اور [illegible]

مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔